

2667

Book

تشریح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ
 عَلٰی اَرْسَلِیْ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

سب سے پہلے میں معزز ناظرین سے اس کی معافی مانگتا ہوں کہ حسب اعلان
 سابق میں تفسیر قرآن کی دوسری جلد اب تک نہ شائع کر سکا، اس کا خیر
 کی وجہ بڑی وجہ کاغذ کی گرانی رہ زافزوں ہے، ورنہ اب تک تفسیر کا ایک
 بڑا حصہ شائع ہو چکا ہوتا، تاہم پہلی جلد کے ناظرین کے مسلسل تقاضوں سے
 متاثر ہو کر میں نے خدا پر پھیر دیا کرتے ہوئے بالفعل انیسویں پارہ
 کی تفسیر چھپوالی ہے جو قدر دانوں کے ہاتھوں میں ہے،

پہلی جلد میں عام قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی، اور عموماً ہر طبقہ کی طرف سے
 جس پسندیدگی کا اظہار کیا گیا اور اسلامی اخبار اور رسالوں کے فاضل
 ایڈیٹروں نے اس پر عمدہ رائیں ظاہر فرما کر جس پر زور آواز میں اسے خیر مقدم
 کہا، ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں ان حوصلہ افزائیوں نے میرے اس
 ارادے کو اور بھی مصمم اور راسخ بنا دیا کہ جس طرح ہو اس سلسلہ تفسیر کو مکمل
 کر دیا جائے،

گو کا غذا گران ہے اور ابھی اس کی ابتدائی کی کوئی امید نہیں ہے۔
 وہ ہزار مستقل خریدار اس سلسلہ تفسیر کے ہو جائیں تو ضرورت ہے اس کے
 یکے بعد دیگرے تمام جلدیں چھپتی جائیں، جن میں سے کچھ جلدیں اور
 کچھ زیر تالیف ہیں، اسلامیہ عالمی اسکولوں کے طالب علمین اور اساتذہ
 میں اس تفسیر کو داخل نصاب کر دین تو یہ تعداد کوئی زیادہ نہیں ہے۔
 زندہ دلان پنجاب سے مجھے امید ہے کہ وہ میری اس تجویز پر
 غور فرمائیں، اگر اسے مفید سمجھیں تو کم از کم پندرہ سو روپے کے لئے کچھ لکھنے
 لئے اسے داخل درس کر دیں،

دینیات کی تعلیم کا مقصد اخلاقی اور روحانی تربیت ہے اسلئے
 سب سے زیادہ ضرورت اس صیغہ میں اس کی ہے کہ قرآن مجید کی
 با معنی تعلیم کا انتظام کیا جائے اسلامیہ اسکولوں میں، جہاں صیغہ
 دینیات اپنے اختیار میں ہے، اگر اس کا انتظام نہ ہو تو اور کہاں ہو سکتا
 سخت حیرت ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے سینکڑوں صفحات کی دینیات
 کی کتابیں لکھی جاتی ہیں، ہزاروں اخلاقی احکامات تصنیف کے لئے
 ہیں، اور ان کے پڑھانے پر غور دیا جاتا ہے، مگر قرآن مجید جو ان کے
 مقاصد کے لئے خدا کے یہاں سے اتارا گیا ہے، اسے صرف ایک صورت
 جزو دان میں بند کر کے طاق پر رکھ دئے جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے
 میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر مسلمان کیوں قرآن کی با معنی تعلیم سے
 سر دھری برت رہے ہیں، ہمارے اس مذہبی عالم پر یہ سوال ہے کہ
 مجید کو چھوڑ کر ساری دنیا کی کتابوں اور رسائل میں اس کی
 ڈھونڈ سکتے ہیں اور اس طرح روز بروز قرآن کی با معنی تعلیم کی

ان سے کم کر کے ہر فیباہی حکایت بعد کہ یومنون،
 فالتاگرتی سے اس کا انتظام کیا جائے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو
 قرآن مجید کی باہمی تعلیم اہتمام سے دی جائے تو دس برس میں وقت
 نکلیں جو موجودہ طرز تعلیم سے سیکڑوں برس میں بھی نہ نکلیں گے،
 یہ سیکڑے زیادہ تعجب خیز امر ہے کہ ہر مسلمان ہی کہتا ہے جو میں کہتا ہوں
 لکھنیل درآمد اس پر نہیں ہوتا اس سے بڑھ کر ہماری اور کیا بدبختی ہو سکتی ہے؟
تفسیر قرآن اپنی چند خصوصیتوں کی وجہ سے اس سلسلہ
 میں نہایت مفید ثابت ہوئی ہے،

(۱) ترجمہ یا محاورہ ہے اور تفسیر بہت عام اور روزمرہ کی زبان میں ہے
 (۲) تمام لفظی مباحثات اور غیر ضروری مناقشات بالکل قلم زد کر دیے
 گئے ہیں، اور سارا زور اسی پر ہے کہ قرآن کی اصل تعلیم
 اور اس کا اصل مقصد بالکل صاف اور واضح اور سلیس اردو میں بیان کر دیا
 جائے

دس بنیادی اصول و عقائد کو خود قرآن مجید ہی کی پیش کی ہوئی دلیلوں سے
 اس طرح مدلل بیان کیا ہے جس کے فلسفیانہ ہونے کی وجہ سے ہر تعلیمیافتہ
 اور عقول پسند دماغ پسند کرے، اور جس کے عام فہم ہونے کی وجہ سے
 ہر اردو خوان آسانی سے سمجھ سکے، اور اسے یہ بھی نہ معلوم ہو کہ فلسفیانہ

اور کوئی شہورہ شروع کی جائے تو بغیر
 اور رسالہ معارف
 کے الفاظ میں زبان بھی صاف اور شہورہ

اور یہ بیچ جدید ہے

یہ چند خصوصیات ہیں جن کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر تفسیر منہجیت
کے کوئل میں داخل کر دی جائے تو یقیناً نہایت عمدہ نتائج مترتب ہوں
میرا فرض کہنا ہے اب قوم کے اربابِ حل و عقد اس پر غور کریں،
یہ تمہیں دنا تمام رہ جائیگی اگر میں اپنے محترم اور نہایت ہی کرم فرما
دوست جناب ملک احمد یاد شاہ صاحب بی سلسلہ التجار
مدرا اس کا شکریہ نہ ادا کروں کہ اس سلسلہ تفسیر کی بنیاد
کھینچنے میں انہوں نے نہایت ہی پیش بہا امداد و تقویت سے میری
ہمت افزائی فرمائی ہے خدا نے ان کے دل میں خدمتِ دین کا
جو جذبہ ودیعت فرمایا ہے اس کی نظیر کیا ہے جزاء اللہ خیراً
ساتھ ہی اس کے میرے نہایت ہی مہربان اور محترم مخلص جناب
میر سراج الدین صاحب بنج چیف کورٹ ریاست
بہاولپور پنجاب بھی میرے دلی شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کی
شغف فہم قرآن مجید اس سلسلہ تفسیر کی اہمیت کو جاننے کے لئے
ایک پر زور اور حوصلہ افزا محرک بنا انا اللہ حسنة و اخری
ان الحمد لله رب العالمين

شائق احمد الغنای

حق منزلہ دارم - ضلع راجستھان

۱۳۳۷ھ
۱۳۳۷ھ

سورہ ملک

کی۔۔۔ آیتیں

اس سورت میں مذہب کے اہم بنیادی اصول اور عقیدوں کو ثابت کیا گیا ہے، سب سے پہلے خدا کی ہستی پر کئی طرح کی دلیلیں دی ہیں، اس کے بعد مجازاً (جزا و سزا) کی حقیقت کو بھی گئی ہے، اور برے انجام کی تصویر کو زیادہ روشن کیا گیا ہے پھر خدا کی قدرت پر زور دیکر ترمیم ڈرانے کا پہلا اختیار کیا گیا اور اس طرح خدا کی قدرتوں کو مختلف طرح پر بیان کیا گیا ہے جس سے خود کئی مستقل دلیلیں خدا کے وجود پر قائم ہو گئی ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ اجمالی طور سے گذشتہ اقوام کے انجام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، تاکہ طبیعت پوری طرح متاثر ہو کر نصیحت قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے، خلاصہ یہ کہ اس سورت کا موضوع الوہیت (خدا کی ہستی) اور جزا و سزا کو ثابت کرنا ہے، کہ یہی دو اعلیٰ اصول مذہب کے ہیں، اور بغیر ان دونوں عقیدوں کے کوئی انسان بااخلاق بلکہ انسان کا میل نہیں بنسکتا،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہاں مناظر قدرت سے خدا کی ہستی کا ثبوت

دَاۤءِیْنَ قَابِیْطُۃً الّٰذِیۡنَ یَبِیۡنُۤ اِلَیۡہِ الْمَلٰٓئِکُۃُ وَکَھُوۡ

ہرکت والا ہے جس کے ہاتھ میں حکومت ہے، اور وہ

علیٰ سہیل مہینگی کی پرورش

ہر چیز پر قائم ہے

جس دنیا میں تم رہتے ہو، جس زمین پر تم بیٹے ہو، جس پر تم
میں پرورش پاتے ہو، اور جس سورج اور چاند کی روشنی اور حرارت
سے تم اپنی زندگی کے بڑے بڑے کام نکالتے ہو، جن مطالعات
اور نباتات اور حیوانات سے تم طرح طرح کی خدمتیں لیتے ہو، کبھی
تم نے اس مجموعہ عالم پر غور کیا ہے، کبھی اس شمسی نظام کا بھی تخمینہ
مطالعہ کیا ہے؟ کبھی تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ یہ چاند اور سورج یہ
ستارے جو کروڑوں کی تعداد میں تمہیں نظر آتے ہیں، اور کروڑوں
سے بھی زیادہ ایسے ہیں جنہیں تمہاری کمزور قوت بینائی اور یافتہ
نہیں کر سکتی، ان کی مختلف حرکتیں، کس طرح اس عظیم انتظام کے
ساتھ ہوتی رہتی ہیں، کوئی کسی طرف حرکت کرتا ہے، کوئی کسی طرف
ایک آفتاب ہی کو دیکھو جس کے گرد اس قدر سیارے چکر لگاتے
رہتے ہیں، چاند زمین کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے، اور ہر ایک اپنی
اپنی مقررہ حرکت مقرر وقت میں پوری کر دیتے ہیں، نہ اس میں کسی
بد نظمی واقع ہوتی ہے، نہ کبھی جلدی یا دیر کی غلطی پائی جاتی ہے
جس کے لئے جو وقت، جو سمت اور جو مقدار حرکت کی مقرر ہے،
ٹھیک اسی وقت میں، اسی سمت میں، اسی مقدار کے موافق حرکت کرتا
ہے، اس قدر بڑے بڑے عظیم الشان سیارے کہ اگر آپس میں ٹکرائیں
جائیں تو قیامت برپا ہو جائے،
کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا ہے، کہ تم جو آج زمین میں لوتے ہو،

اس سے اپنی غذا حاصل کرتے ہو، وہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اس کے
 بیا ہونے کے لئے کون کون سے ایسے ضروری سامان ہیں، جو تمہارے
 بعضہ قدرت سے باہر ہیں، تم صرف اتنا کر سکتے ہو، کہ بیج زمین میں ڈال
 دو پھر اس کو بارش پونچانا، اور زمین کے اندر روئیدگی کی قوت بخشنا،
 تمہاری عمدہ قوت سے بالاتر ہے، تو کیا تم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ
 وہ پانی جس کے بغیر تم ایک دن بھی دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے ہو،
 کس طرح مہیا کیا جاتا ہے،

پھر کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ تم کیا ہو، اور کیا تھے، اور کس طرح
 یہاں تک پہنچ گئے، کیا تم مٹی کے ذرات نہ تھے جو نباتات کی غذا بن کر
 اناج کی صورت میں آئے، پھر اناج سے انسان کے بدن میں داخل
 ہو کر خون اور گوشت کا سرخ لباس تم نے پہنا، اور پھر ایک قطرہ ناپاک
 بنی کر انسان ہی کے ایک مخصوص اور معین عضویں تمہیں ایک مدت تک
 گے لے رکھا گیا، گویا وہ انسان بنانے کی ایک مشین تھی جس میں تم ایک
 قطرہ سے بڑھتے بڑھتے اور ترقی کرتے کرتے تھوڑی ہی مدت میں ایک
 پورے انسان بن کر اس دنیا میں جلوہ افروز ہو گئے،

کیا اللہ باتوں سے ایک سمجھ دار اور سلیم الفطرت انسان آسانی سے
 یہ نہیں سمجھ سکتا، کہ اس کا رخانے میں، اس سلسلہ جمادات و حیوانات
 و نباتات میں پھر خود انسان ہی کی پیدائش اور اس کے نشوونما، اور
 اس کی زندگی کی ساری ضروریات کے مہیا ہونے میں اس دنیا
 کے اندر جو اعلیٰ انتظامات ہوتے رہتے ہیں، ان میں اعلیٰ درجہ کی
 حکمت اور وسیع اور اعلیٰ درجہ کی رحمت و کرم، اور انتہائی قوت اور قدرت

کا پتہ لگتا ہے،

کیسی حکمت و تدبیر جو تمہاری پرورش اور تہا سے تمہارے وجود کا

اس عمدہ انتظام کے ساتھ سیاروں کو چلاتی ہے بلکہ وہیں کہیں کہیں

تمہیں فنا نہیں کرتے، ایسے اچھے طریقہ سے تمہارے لئے پانی کا

انتظام کرتی ہے کہ سمندر میں حرارت پہنچا کر وہاں سے بخار اٹھاتا ہے

برساتی ہے، پھر وہ بھی اس طرح کہ جس قدر تمہارے لئے ضروری ہے

وہ رہ جاتا ہے، اور ضرورت سے زائد دریاؤں کے راسخے سے اسی

سمندر میں گر جاتا ہے، اس کے علاوہ اس دنیا کی ہر چیز بلکہ ہر ذرہ

حکمتوں کا ایک ایک سمندر ہے، جسکی حد تک وہ تم پہنچ سکتے ہو اور

نہ تمہاری محدود قوت عقلی اس کی حقیقت کا پتہ لگا سکتی ہے،

کیسی رحمت! کہ بغیر تمہارے استحقاق کے تمہیں دنیا میں لاکر،

ایسے وقت میں کہ تم آپ اپنا کوئی کام نہیں کر سکتے، سب پہلے تمہارے

غذا کے لئے ایک خوشگوار اور لطیف دودھ کا انتظام کر لی ہے، جسکے

مختلف اجزا کو تو تم انیسویں صدی کے سائنس اور علوم کی قوت سے

علیحدہ علیحدہ کر کے دیکھ سکتے ہو مگر وہی اجزا اگر تمہیں دیکھنے جانتے

ہیں تو پھر کسی طرح اس کو مرکب کر کے دودھ نہیں بنا سکتے، اس کے

علاوہ دنیا کا ہر ذرہ تمہارے لئے بلکہ تمام جاندار کے لئے ایک ایک

مستقل رحمت کا خزانہ ہے،

کیسی قوت اور قدرت، کیسا ملکوت اور جبروت! ان میں فضا سے

غیر متناہی کے اندر، ان عظیم الشان اجسام کو جن کی عظیم الشانی اور

کہیں سے لے کر زمین تک اور جن کی وسعت کا تمہاری آنکھ احاطہ نہیں کر سکتی
 ہے۔ لاکھوں لاکھوں نہیں کروڑوں اجسام کو اس فضا میں بھرا ہوا ہے
 اور ایسے ہی نظام میں جکڑے ہوئے ہے، جسکی گرفت سے اس نظام
 کا ایک ذرہ بھی جنبش نہیں کر سکتا، یہ سورج جو ہم سے کروڑوں میل
 دور ہے، جو ہمارے مسکو نہ زمین سے کئی لاکھ گنا بڑا ہے، اسی عظیم الشان
 حرکت کے سرنگوں سے، یہ لہراتا ہوا سمندر تڑپ رہا ہے، اضطراب
 میں ہے، بیقرار ہے مگر اس کی کیا ہستی کہ اپنے منہ میں جھاگ لاکر زمین
 والوں پر چڑھائے، اس کا پیر عرب تلامح، جو دیکھنے میں ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ اب ساری زمین کو نکل جائے گا، کیا مجال کہ اپنے مقدرہ
 حد سے آگے بڑھ جائے، اس کی موجیں بہت کچھ کر سکتی ہیں مگر اس
 عظیم الشان جبروت کے آگے وہ بھی تسلیم خم کئے ہوئے ہے، یہ سرفیلک
 ہمارے جو دست بستہ اور خاموش نظر آتے ہیں، یہ ہوا جو کبھی اپنی تیزی
 میں آکر ملک کے ملک اور قوم کے قوم کو ہلاک کر دیتی ہے یہ ابویاراں
 یہ طوفان، سب اسی کبریا کے دربار میں جبین نیاز ٹیکے ہوئے ہیں،
 کہ وہ جب چاہے اور جس طرح چاہے، ان سے کام لے تو کیا یہ حکمت
 و تدبیر پر رحمت و کرم، یہ قوت و قدرت ایک حکیم و مدبر رحیم و کریم
 قادر و توانا، ہستی کی خبر نہیں دیتے، کیا ان باتوں سے صاف یہ
 نظر نہیں آتا کہ یہ صفتیں جس ذات کے اندر ہیں وہ یقیناً مادہ اور
 جس کی حرکت نہیں بلکہ وہ وہی ذات ہے، جسے اللہ کہتے ہیں،
 لَوْ كُنَّ الذِّئِبُ بَدَلِ الْمَلِكِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ جسکے ہاتھ میں
 ہے، اور حقیقت وہ خدا بہت برکت والا ہے

اور وہی واحد یکتا ذات ہے کہ یہ سارا عالم اس کی ہوشیاری میں
ہستی، اس کا ایک ایک عظیم الشان جسم اور ہر ذرہ اس کی حکمت
کے ہاتھوں میں ہے، اور اس کی عظمت و جلال، اس کی بزرگی و
جبروت کے دربار میں سرنگوں ہے،

(۲) الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ وَيَلْبَسُكُمْ

وہ جس نے موت اور حیات پیدا کیا تاکہ وہ آنے کے تمہیں

آپیکم احسن عملاً وهو العزيز الغفور،

کون کون عمل میں اچھا ہے، اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے

تم اگر اس عالم پر، اس کے نظام پر، اور اس دنیا کی تمام چھوٹی بڑی
ہستیوں پر غور کرو گے تو تم ضرور اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ گو اس عالم میں
سینکڑوں مستقل اور الگ الگ عالم ہیں، مگر تمہارا تعلق اس عالم کے
بڑے اور چھوٹے اجسام سے... اگر ہے تو یہی کہ تم اس دنیا کے ہر
چھوٹے اور بڑے اجسام سے نفع اٹھاتے ہو، اور تم کسی کو نفع نہیں
پہنچاتے، اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہ سارا عالم تمہارا ہی
نفع کے لئے بنایا گیا ہے، جب یہ تمام عالم تمہارے لئے نفع کا
تہیہ یہ دیکھنا چاہئے کہ تم کس لئے ہو، یہ تو جو نہیں سکتا کہ تمہاری
اس عظیم الشان ہستی اور اس اہم خلقت کا کوئی اور مقصد ہو
کیونکہ تمہارا خالق ایک حکیم و مدبر ہے تو ممکن نہیں کہ اس کا یہ پوکیا
ہو ایک ذرہ اور اس کا بنایا ہو ایک جسم بھی بے غرض یا بے حکمت
یا بے مقصد و بے غایت ہو، بلکہ خالق کی حکمت کا تو یہ تقاضا ہو کہ
مخلوق جس قدر افضل اور عالی اور اہم اور عظیم الشان ہوگی، اس قدر

مقصد اور غایب بھی ویسا ہی اہم اور اعلیٰ اور عظیم الشان ہوگا، پس
 جب ساری دنیا انسان کے لئے ہے تو ضرور انسان خدا کے لئے ہونا
 چاہئے یعنی اس کی زندگی کا مقصد اعلیٰ صرف اس قادر و توانا اس
 کبریاؤ جبروت والے آقا کی تسبیح و تقدیس، اس کے آگے تسلیم
 ختم کرنا اور اس کے درگاہ عظمت میں جبین نیاز ٹیک دینا ہے، انسان
 کا یہی کمال ہے، اور اسکی زندگی کی کامیابی اور فلاح اور بہبودی کا یہی
 مطلب ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی اسی قادر و توانا کی یاد میں گزار دے
 یاں چونکہ انسان بنایا گیا ہے چونکہ وہ مدنی الطبع ہے، اس لئے
 اس کو اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے ضرورت ہے، کہ انسان کی آبادی
 میں رہنے سب کے ساتھ ملکر اپنی زندگی کی ساری ضروریات آسانی
 کے ساتھ مہیا کرے، اور جب وہ اس طرح رہنے پر مجبور ہے، تو ضرور
 کہ اس کے لئے لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے کے قوانین مقرر کئے جائیں
 یہی قوانین ہیں، جن سے انسان اپنی تہذیب و معاشرت تمدن و
 سیاست کو اعلیٰ اور عمدہ پیمانہ پر مکمل کر سکتا ہے اور اسی تمدن
 اور اجتماعی زندگی کی وجہ سے انسان کا دوسرا اہم اور اعلیٰ فرض یہ
 ہے کہ مخلوق کے ساتھ نرمی اور محبت اور ہمدردی کا برتاؤ کرے۔
 کیونکہ جب ہر انسان سمجھے گا کہ یہ میرا فرض ہے تو کم از کم وہ مخلوق کو
 لاحق ستانا یا ایذا پہنچانے سے پرہیز کریگا، اور جب وہ ایسا کریگا تو
 زمین کو دنیا کے امن کو اس سے بڑی تقویت پہنچے گی، اور پھر انسان
 کو اپنے پہلے اعلیٰ فرض کے پورے کرنے میں اطمینان و سکون نصیب ہوگا
 اور پھر اسے جو مالی یا بدنی عبادتیں مقرر کی ہیں، یا جو اخلاقی اور معاشرتی

تمدنی و سیاسی قوانین اور احکام مقصد کے لئے نہیں بلکہ
 دونوں مقصدوں کو پورا کرنے کے لئے ہیں،
 تو دراصل انسان کی زندگی صرف اس لئے ہے کہ وہ دنیاوی مقاصد
 کے ساتھ اپنے اس اعلیٰ مقصد کو پورا کرے، اور وہ جو قوانین اپنے
 خدائے دی ہیں انھیں اچھے طریقے پر استعمال کرے، اور ان قوانین
 سے اسی طرح کام لے جس طرح خدائے ہدایت دی ہے، کیونکہ اگر
 وہ اپنی فطرتی قوتوں کو ذرا بھی بے جا صرف کر لیا یا ایک اور صحیح
 بھی وہ فطرتی راہ سے ہٹے گا تو اصل مقصد میں یقیناً خلل واقع
 ہو جائے گا، اسی لئے جتنے ایسے کام ہیں کہ ان سے دنیا کے عہدہ
 نظم و نسق میں ہرج واقع ہو، یا جو کام اس اعلیٰ فطرتی انتظام میں
 خلل انداز ہوں، وہ سب برے ہیں اور ان ہی کو مذہب نے حرام یا
 گناہ قرار دیا ہے، اور جو کام ایسے ہیں کہ ان سے دنیا کے فطرتی نظم و
 نسق میں مدوٹے، وہ سب اچھے ہیں اور ان ہی کو عمل صالح کہا جاتا ہے،
 پس دنیاوی زندگی کا مقصد صرف دنیا ہی ہے کہ ان عہدہ کاموں کے
 ذریعہ سے انسان اپنے فطرتی کمال تک ترقی کرے، اور جہاں تک برکت
 کی اس میں استعداد ہے، ان عہدہ کاموں سے اپنی انسانیت کو
 تقویت پہنچا کر وہاں تک پہنچے،۔۔۔ اس کے بعد پھر موت ہے، اور
 وہ اس لئے ہے کہ اس زندگی میں جو شخص باوجود مختلف آب و ہوا
 مختلف جماعت و گروہ کے گونا گوں خیالات اور مختلف خارجی اثرات
 سے متاثر ہونے کے بھی یہاں کے امتحان میں کامیاب ہو، اور
 اپنی زندگی کے مقصد کو نہ بھولا، اسے وہاں اس کامیابی کا عہدہ

کامل سلسلہ اور جو یہاں رہ کر زندگی کو قائم رکھنے کے اسباب اور
 سببوں میں اس طرح غرق ہو گیا کہ اصل مقصد کو فراموش کر بیٹھا اور
 ناکامیاب رہا، اس کو اس کی عقلمندی اور زیادتی اور قالان شکنی
 کی سزا دی جائے، کبھی کوئی انسان مگر یا زندگی میں یا کسی حالت میں
 اس خدائے عظیم و قادر کی دسترس اور گرفت سے باہر نہیں ہو سکتا
 وہ کسی وقت اور کسی حالت اور کسی آن میں اس خدا کی حکومت اور
 چہرہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا، وہ جب چاہیگا، اور جس طرح چاہے
 اس زندگی کے اعمال کی جزا یا سزا دیگا، البتہ اس کی شانِ عفواری
 قہاری پر غالب ہے، اس کی رحمت اس کو غضب سے زیادہ ہے

تذکرہ حکمتِ خدا کی، مثنوی کا ثبوت

(۳۱) الذی خلق سبع سماوات طباقاً، ما ترى

وہ جس نے اوپر نیچے سات آسمان بنائے، تو خدا کے

فی خلق السموات من تفاوتٍ فأجمع البصر هل

رحمان کے بنانے میں کوئی کسر نہ دیکھے گا، ایک نظر دوڑا

قڑی من: فطوبی (۳۲) ثم أجمع البصر كس تدين

کہا تو کوئی بہ نظمی دیکھتا ہے، پھر دوبارہ نظر دوڑا، تیری نظر

ينقلب إليك البصر خاسئاً وهو حصير

ذلیل ہو کر اور تھک کر واپس ہو جائیگی،،

اس عام شہادت پر غور کر چکے اور اس مجموعہ کارخانہ عالم پر ایک

جہلی نظر ڈال چکے تو اب ایک خاص مخلوق کو دیکھو، اور اس عالم کی

رودوں وغیرہ فنا ہی، بلکہ اور ان گنت اجسام اور ذرات میں ہی

صرف آسمانوں کی دنیا کا مطالعہ کرو، اور ان سیاروں پر جو زمین پر
 عظیم الشان اجسام پر، ان کے خارج از شمار تعداد پر پھر ان کی
 گونا گوں حرکتوں پر، اور پھر ان حرکتوں کے مختلف آثار و نتائج پر
 غور کرو، اور اس کے بعد اور کامیاب نظم و نسق کو تعجب کی نظروں سے
 دیکھ کر انسانی انتظام سے اس کا مقابلہ کرو، دنیا کے عسکر اور
 منتخب اور ترقی یافتہ دماغوں نے اپنے اپنے عہد میں جو اختراع
 اور ایجاد کئے ہیں، یا علم اور عقل کی ترقی نے اعلیٰ ترین فلسفی کلام
 دکھا کر دنیا کو محو حیرت بنا دیا ہے، ان کاموں کو دیکھو اور مثال کیلئے
 موجودہ زمانہ کے علوم جدیدہ کی بدولت جو، ریل، تار، ڈاک، ہوائی
 جہاز وغیرہ وغیرہ علم وجود میں آئے ہیں، ان کاموں کا اور ان کے
 اعلیٰ ترین انتظامات کا ان سیاروں کی دنیا کے نظم و نسق سے
 مقابلہ کرو، تو تم کو حیرت ہوگی، جب دیکھو گے کہ یہ انسانی انتظامات باوجود
 وہ نہایت ترقی یافتہ دماغوں کے طے کر رہے ہیں ہمیشہ نہیں تو کبھی کبھی
 ضرور ناکام رہ جاتے ہیں، ریل ٹکرا جاتی ہے، اور سب سے زیادہ وقت کی
 پابندی کے ساتھ چلنے والی ریل جسے ڈاک گاڑی کہا جاتا ہے، وہ
 بھی بسا اوقات اپنے مقررہ وقت سے ٹل جاتی ہے، تار کا سلسلہ
 ذرا سی آندھی یا ابرو باران سے خراب ہو جاتا ہے، غرض یہ کہ انسانی
 کوئی انتظام ایسا نہیں جو ہمیشہ مقرر کردہ اصولی اور قانون پر
 ٹھیک اترے، اور انسان کا تجویز کردہ انتظام کس طرح برابر مقررہ
 اصول و قانون یا مقررہ اوقات پر ٹھیک اتر سکتا ہے، جبکہ خود
 انسان کی حرکت و سکون، اس کی رفتار و گفتار، اس کے اعمال

انھیں اس کی صحت و مرض اور انتہا یہ کہ اس کی ہستی و نیستی خود
اس کے انتظام اور اس کے قانون اور اس کی قوت اور قدرت
کے احاطے سے بالکل باہر اور بالا ہے،

تو پھر ان آسمانوں کی دنیا کا عمدہ انتظام اور ان عظیم الشان
اور غیر متناہی سیارات کے کارخانہ کا یہ بہترین نظم و نسق جس میں
کوئی کسر، کوئی کمی، کوئی خلل نظر نہیں آتا جس میں مقررہ قانون
اور مقررہ اوقات، اور مقررہ حرکات کے اندر کوئی فرق یا کوئی تقدم
و تاخیر یا کوئی تفاوت نہیں واقع ہوتا، تم بار بار اس طرف دیکھو، تم
خوب غور کر کے، دور میں لگا لگا کر نظر ڈالو، تمہاری نظر ماند پڑ جائیگی
تمہاری آنکھیں دکھ جائیگی، مگر اس انتظام میں تم ذرہ برابر بھی نقصان
یا کمی یا خلل یا کوئی کسر نہیں دکھا سکو گے، تو کیا یہ کبھی غلط نہ ہونے
والا انتظام زوروں کی آواز میں بچار کہ اس بات پر شہادت نہیں دے
رہا ہے کہ یہ انتظام ایسی عقل کا طے کیا ہوا ہے جس کے سامنے
انسان کی ترقی یافتہ عقلیں، اور انسان کے بہترین اور چیدہ
دماغ کی اتنی بھی حقیقت نہیں جتنی ایک قطرہ کی حقیقت ایک عظیم الشان
اُتراتے ہوئے سمندر کے سامنے ہے، یہی وہ معرکہ ہے جہاں منکرین
خدا کے بازو ٹوٹ جاتے ہیں، اور یہی وہ خدائی برق ہے جہاں خدا کو
نہ ماننے والوں کے خرمن علم و عقل جل کر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں،
اور یہی وہ زمین ہے، جہاں ان کے پاؤں مشر لڑاں ہو جاتے ہیں،
اور یہی اختیار زبان سے نکل جاتا ہے کہ *فشیخن الذی یسئلہ*
عن کونین کل شیء،

رحمتے خدا کی، رستی کا پتہ

(۵) وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ

اور بے شک ہم نے قریب ترین آسمان کو چراغوں سے زینت کیا

وہ ہماری (خدا ہی کی) ذات ہے جس سے قریب ترین آسمان کو

چراغوں سے زینت دی ہے گو وہ چراغ اور ان کی حقیقت، تم

پر محبوب ہے، گو اس کے جسم و جثہ کی اصلی کیفیت پر تمہاری کوتاہی

نظر یا کمزور قوتِ عقل احاطہ نہیں پاسکتی، اور گوان چراغوں کے

کثیر اور بے تعدا آثار اور نتائج منافع اور فوائد کی حد تک تم نہیں

پہنچ سکتے ہو، تاہم کم از کم ان ہستیوں کا اتنا ظاہر اور کھلا نفع ہر

انسان کو معلوم ہو کہ وہ رات کی تاریکی میں خوبصورت قندیلوں کی

جگہ کام آتے ہیں، یہ نفع فی نفس بہت بڑا نفع ہے جس کی بدولت

نہ صرف روشنی پہنچتی ہے، بلکہ عظیم الشان اور لکھو کھا میل لمبے

چوڑے سمندروں میں جہاز رانی جو ہوتی ہے وہ بھی ان ہی ستاروں

کے ذریعہ سے ہوتی ہے، آج قطب نما وغیرہ نوا ایجاد چیزیں ہیں

جس سے جہاز رانی میں بڑی مدد ملتی ہے مگر جب دنیا کی عمر ہے

اور جب سے دنیا میں جہاز رانی کا سلسلہ شروع ہوا ہے یہی آسمانی

چراغ قطب نما کا بھی کام دیتے تھے اور آج بھی یہ آسمانی قطب نما

اس نوا ایجاد قطب نما سے ہزار درجہ عمدہ اور صحیح راہ کی طرف ہدایت

کرتے ہیں، یہ قطب نما بعض اوقات بگڑ بھی جاتا ہے مگر وہ آسمانی

راہ نما نہ معلوم کب سے اور نہ معلوم کب تک اس طرح راہ نمائی کرتے

کے جس طرح آج تک کرتے آ رہے ہیں، بظاہر تو ستاروں کی اس خدمت کی کوئی اہمیت ذہن میں نہیں آتی مگر جہاز رانی اور اس کے پیشمار عظیم الشان فوائد اور خصوصاً موجودہ عہد ترقی کے اندر حکومت اور تجارت میں جو گہرا تعلق ہے اس پر غور کرو اور پھر دیکھو کہ دنیا کی تجارت میں جہاز رانی کا کس قدر ہاتھ تو تم کو جہاز رانی کی اہمیت پوری طرح معلوم ہوگی، آج یورپ اور ایشیا اور امریکہ اور افریقہ کی دوری جو کلکتہ اور بمبئی اور دہلی اور لاہور کی مسافت سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی، وہ صرف موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ جہاز رانی کی بدولت ہے،

یہ ان خاموش ستاروں کی وہ ظاہر خدمت ہے جسے ہر انسان آسانی سے سمجھتا ہے، اس سے آگے بڑھ کر یہ کہ دنیا کے مختلف موسموں میں دن، سردی گرمی، ابر و بارش، وغیرہ ان ستاروں کا کیا اثر ہے، غلہ اور نباتات بلکہ خود حیوان اور انسان پر براہ راست یا بالواسطہ ان ستاروں کی حرکتوں کا کیا اثر پڑتا ہے اگر اس پر غور کرنا چاہو تو لاکھوں انسان کی زندگیاں ختم ہو جاسکتی ہیں مگر یہ سلسلہ تحقیق کبھی ختم نہیں ہو سکتا، تو دراصل دنیا کا یہ کارخانہ ایک دریا کی رحمت ہے، نباتات کی حق، حیوان اور خود انسان کے حق میں تو کیا یہ ہستیاں جو قوت قدرت حکمت و تدبیر اور رحمت و کرم سے لبریز ہیں اس ایک رحیم و رحمان خدا کی بخشش و رہی ہیں، جس نے ہم کو اور ہم کو بلکہ ساری کائنات کو بلا کسی استحقاق کے دنیا میں موجود کیا اور پھر ہماری ضرورتوں کو بلا وجہ مہیا کرنے کے لئے دنیا میں انتظامات

کردئے ہیں، اور جو ہماری ہر طرح کی غلطیوں، تاثراتوں اور غلطیوں کو
 اور سرکشوں کو دیکھتا ہے، مگر ہماری زندگی کی ضرورتوں کے
 دروازے کو اپنی بے حد بے پایاں رحمت و کرم کی وجہ سے ہم
 پر بند نہیں کرتا،

وَجَعَلْنَا هَارُونَ مِمَّا لَشَيْطَانِ

اور ہم نے آل کو شیطانوں کیلئے زود بنا رکھا ہے

مگر ہاں جس طرح ایک رحیم اور منصف حاکم کے رحم و انصاف کا
 تقاضا ہے کہ مظلوم کو خوش کرے اور ظالم و سرکش کو سزا دے
 اسی طرح اس رحمان اور رحیم مطلق کی رحمت بھی اگر اچھے لوگوں
 کو اور نیکو کاروں کو انعام اور بخشش سے نوازتی ہے، تو اس کے
 ساتھ ہی سرکش اور ظالم انسان کو عذاب و مصیبت میں مبتلا کرتی
 ہے کہ یہی رحمت و کرم کا تقاضا ہے، رحمت کے یہ معنی نہیں کہ ظالم
 اور سرکش کے ساتھ عمدہ سلوک کر کے ان کو جبری اور ڈھیٹھنا
 دیا جائے جس سے وہ مطمئن ہو ہو کر کمزور و نڈھال ہو جائے
 نکوئی بابتوں پر چناں ست بہ کہ بدکردن بچائے نیک مرواں

اگر ایک طرف وہ رحیم مطلق اپنے بندوں کو ان ستاروں سے روشنی
 پہنچاتا ہے تو دوسری طرف شیاطین اور شریر مخلوق کو ان ہی
 ستاروں سے روکتا ہے اور بسا اوقات شہاب سے یعنی وہ
 ٹوٹنے والے ستارے جو عموماً رات میں گرتے ہوئے نظر آتے ہیں
 ان سے انھیں سزا نہیں دیتا ہے، اور جب یہ شیاطین آسمان
 یعنی روحانیات کی دنیا کی طرف قدم بڑھانا چاہتے ہیں تو یہی ستارے
 ان کے لئے رکاوٹ ہو جاتے ہیں،

باقی رہی یہ بات کہ یہ ستارے کس طرح رکاوٹ ہو جاتے ہیں
 یا کہ گرنے والے ستارے کیونکر ان کے لئے باعث سزا ہوتے ہیں،
 اس کو نہ سمجھنے کی ضرورت ہے نہ ہم اپنی محدود قوت عقلیہ سے اسے
 طے کر سکتے ہیں، مثلاً ہم اپنی عقل سے اتنا ضرور طے کر سکتے ہیں کہ خدا
 موجود ہے، خدا کی ضرورت ہے، جنت اور دوزخ موجود ہے
 قیامت ضرور ہوگی، وغیرہ وغیرہ مگر خدا کی حقیقت جنت اور دوزخ
 کی مفصل حالت، یا قیامت کی پوری کیفیت ہم نہیں معلوم کر سکتے
 کیونکہ ان چیزوں کے وجود کو ہم صرف عقلی دلیلوں سے مجبور ہو کر
 مانتے ہیں، اس لئے جہاں تک ضرورت ہے، وہیں تک ہم ثابت کر سکتے
 ہیں، دنیا کا کارخانہ بغیر ایک خدا کے مانے ہوئے درست نہیں ہو سکتا
 اس لئے ایک خالق کا وجود ضروری ہے، اسی طرح خدا کے صفات
 بھی صرف عقلی ضرورت کی وجہ سے ثابت کی جاتی ہیں، اس سے
 آگے اس کے وجود کی حقیقت یا اسکی کیفیت نہ تو انسانی عقل میں
 سما سکتی ہے اور نہ اسکی کوئی ضرورت ہے، یہ باتیں ظاہری
 حواس کے قلمرو سے باہر ہیں، البتہ جو چیزیں حواس ظاہری کے سرحد
 میں ہیں، ان کے اندر یہ ممکن ہے کہ جتنی کیفیات ہم کو آج معلوم ہیں
 کل اس سے زیادہ معلوم ہو جائیں، یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا دوربین
 ایجاد ہو جائے جس سے نوکرو میل دور کی چیزیں صاف نظر آنے
 لگیں تو انسانی کے ساتھ آفتاب کے جسم کی مفصل حالت اور اسکی
 حقیقت ہم کو معلوم ہو سکتی ہے،
 اسی طرح شیطان، فرشتہ وغیرہ کی ہستی کا پتہ ہم کو

عقلی دلیلوں سے ملتا ہے، اب ان کی مفصل حقیقت اور وضاحت کی ضرورت ہے۔ چونکہ اس کے معلوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کوئی دلیل بھی اس پر قائم نہیں ہو سکتی نہ ان کی مفصل حالتوں اور کیفیتوں کو مذہب کے عقائد اور اصول سے کوئی تعلق ہے، اگر اس قسم کا کوئی ذکر قرآن میں آجائے تو ہم اس کو اس کے ظاہری معنوں میں تسلیم کر لینگے، اور صرف اس وجہ سے کہ ہماری عقل اس کی حقیقت نہیں سمجھ سکتی، ہم اس کے وجود سے انکار کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے ہاں اگر کسی مستقل عقیدہ یا کسی مذہبی اصول کا دعویٰ پیش کیا جائے تو وہ بلا دلیل نہ قابل تسلیم ہے، اور نہ اس پر کوئی عقل انسانی مجبور کی جا سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن نے کوئی عقیدہ یا کوئی مذہبی اصول اس غیر معقول طریقہ سے پیش نہیں کیا،

شیطان کی مجمل حقیقت

شیطان عموماً ہر اس قوت کا نام ہے، جو انسان کو اس کے فطری کمال تک پہنچنے کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرے، خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا کوئی اور مخلوق، اور خصوصیت کے ساتھ شیطان اس ذی عقل کو کہتے ہیں، جو ہمارے ظاہر خواہش کی پہنچ سے بالاس ہے اور محض بشر و قنہ سے پر ہے، اس کا وجود بالکل ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے اندر ہر چیز کے لئے ایک خاص جگہ اور خاص طبعی مکان ہے، ہوا، آگ، پانی، مٹی، ہر ایک کے لئے الگ الگ مکان ہے، ہوا کے مکان میں صرف ہوا ہی ہے، پانی کے مکان

ہر چیز ہوا ہے، پانی کے مکان میں صرف پانی، اور مٹی کی جگہ صرف
 مٹی، ان چیزوں میں سے اگر ایک دوسرے کے مکان میں سے جاتی
 جاوے تو وہ اس کا اصلی وطن نہ ہوگا، اور نہ وہ خود اپنی حرکت کر سکیگی
 بلکہ اس کو قسری حرکت کہا جائے گا، اور وہ ہمیشہ اپنے اصلی وطن واپس
 آجانا چاہے گی، ہوا کی جگہ پانی کے اوپر اور مٹی کی جگہ پانی کی نیچے ہے، اگر
 پانی یا مٹی کو ہوا پر پھینکو تو جب تک بیرونی قوت کا اثر رہے گا، وہ ہوا پر
 رہے گی اور جہاں وہ بیرونی قوت زائل ہوگی، فوراً وہاں سے واپس آجائے گی
 ہوا کو بے زور پانی کے اندر داخل کرو باہر نکل آئے گی، اس سے صاف ظاہر ہے
 کہ ہر چیز کا وطن اور طبعی مکان الگ الگ ہے، آگ اور پانی کو ایک ساتھ
 دیکھو تو سمجھ لو کہ یا تو دونوں یا ان دو میں سے ایک ضرور اپنے اصلی وطن سے
 ہٹا کر لایا گیا ہے، حیوانی جسم کے اندر مختلف آثار دیکھ کر ہم یہ فیصلہ کرتے
 ہیں کہ یہ جسم ہوا، پانی، مٹی، آگ وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ تو اب ظاہر ہے کہ یہ
 مختلف چیزیں جو ایک جسم میں مجتمع ہیں۔ یقیناً یہ جسم ان سب کا اصلی
 وطن اور طبعی مکان نہیں، بلکہ یہ عارضی مقام ہے، اور یہ مختلف چیزیں
 اپنے اپنے وطن سے لاکر یہاں اکٹھا کر دی گئی ہیں، اور جب یہ جسم فنا ہوگا
 تو ہر شے اپنے اپنے اصلی مقام میں چلے جائیگی، اب اس طرح
 انسان کے اخلاق و اعمال ہر غور کرو اسکی مختلف جسمانی کیفیت کی طرح
 مختلف روحانی کیفیت بھی نظر آئیگی، نیکی اور بدی دونوں ایک انسان کے
 اندر مجتمع پاؤں گے، بھلائی اور برائی دونوں کا مجموعہ تم ایک انسان کو دیکھو
 جس سے تم کو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچنا پڑیگا کہ انسان بھلائی اور برائی
 دونوں کا اصلی وطن نہیں، کیونکہ ایک جگہ ایک ہی چیز کا طبعی مکان ہو سکتا ہے

اس لئے ضرور ہے بھلائی اور برائی کا اور جس تک الگ ہو نہ ہوگی
 مکان میں بھلائی ذرہ برابر نہ ہوگی، اور برائی کے کسی مکان میں بھلائی نہ ہوگی
 نہ ہوگی، اس لئے تم کو مجبور ہو کر دو ایسی مخلوق کو تسلیم کرنا پڑے گا جس
 میں سے ایک صرف نیک ہی تک ہو جسے قرآن ملائکہ یعنی فرشتے
 کہتا ہے اور دوسری صرف بری ہی بری ہوگی، جسے قرآن شیطان
 کہہ کر پکارتا ہے، انسان ان دونوں کا معجون مرکب ہے، اور یہی وجہ ہے
 کہ وہ اگر باوجود اس کے اپنی زندگی کا میاابی کے ساتھ گزارے تو اس کے
 لئے نہایت شاندار انجام ہے،

جنت اور دوزخ کا بھی یہی فلسفہ ہے، اور ہم انسان ہی کو اندر
 آرام اور تکلیف، رنج و راحت دونوں متضاد کیفیتوں کو اکٹھا دیکھ کر
 اس فیصلہ پر مجبور ہو جاتے ہیں، آرام اور تکلیف کا الگ الگ دو اصلی
 وطن مستقل ہے جہاں سے یہ دونوں لائے گئے ہیں اور دنیا کے اندر
 ایک ہستی اور ایک مقام میں مجتمع کر دئے گئے ہیں، یہ ایک نہایت
 ظاہر اور صاف دلیل ہے اور اس پر جس قدر غور کیا جائے، زیادہ
 واضح ہو جاتی ہے،

وَاعْتَدْنَا لَهُمُ عَذَابًا شَدِيدًا

اور ان کے لئے ہم نے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب مقرر کر رکھا ہے،

اور صرف یہی نہیں کہ جب وہ عالم روحانیت کی طرف قدم بڑھانا چاہتے ہیں
 تو انہیں روک دیا جاتا ہے، بلکہ ان کے لئے ایک دوا می عذاب ہے
 اور ان کی انتہا دوزخ کی طرف ہوگی جہاں ان کی سرکشی اور ان کا
 طغیان دہکتی ہوئی آگ کی صورت میں ان کی تواضع کے لئے موجود ہوگا

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ

اور جن لوگوں نے اپنے رب کا کفر کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے

وَيُشْرُ الْمَصْرُورِ إِذْ الْقُوَافِمَا سَمِعُوا لَهَا

اور وہ برا ٹھکانا ہے، جب اس میں لے جائینگے تو اس کے لئے ایک

شہیقہ اور وہی نفور (۸) نکاد تمیز من الغیظ

جینے سنیک اور وہ بوشن مارتا ہوگا، قریب ہوگا کہ غصہ پھٹ جاوے

كُلَّ النَّحْيِ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهُمَا أَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ

جب اس میں کوئی بجا ڈالی جاوے گی تو اس کے چوکیدار اسے پوچھینگے کیا تمہارے

یہ سزا اور یہ عذاب کچھ شیطان ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ، موت

اور حیات کے پیدا کرنے کا مقصد یہی ہے کہ اچھے اور برے کا اچھا اور برا

انجام ہو، اور جتنے لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں خدا کو نہ پہچانا

پہچان کر اس کے نافرمان اور ناشکر بنے رہے، اور اس کے حقوق جو

ان پر تھے پورے نہ کئے، یعنی اپنے فرائض سے غافل رہے، ان سب کا

عذاب کا نام عذاب جہنم میں داخل ہونا پڑے گا، جب وہ

اس میں ڈالے جائینگے، تو وہ اس جہنم کے اندر ایک شور و غوغا اور ایک

شش اس کہ آگ میں پائینگے، اس کی بھڑکتی ہوئی آگ اور دہکتا ہوا

عذاب دیکھ کر یہ محسوس کریں گے کہ جہنم مارے غصے اور غضب کے پھٹ پڑیگی

سب کو جماعت اس جہنم میں ڈالی جائیگی تو اس جہنم کے اوپر جو فرشتے

ہوں گے وہ ان لوگوں سے پوچھینگے کہ کیا تمہارے پاس دنیا میں خدا

کوئی ڈرا سنے والا نہیں آیا تھا؟ کیا تمہارے پاس کوئی

ڈرا سنے والا اور اس زندگی کے اچھے اور برے انجام کی خبر دینے والا

کونسی اور انہیں آیا؟

جسم میں، اور گنہگار میں، تاکہ کسی طرح کا عذر نہ باقی رہے، تو ایسے اقراری
مجرموں پر جن کا ٹھکانا دوزخ ہے، افسوس ہے اور صد افسوس ہے۔

(۱۲) اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْتَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ

بے شک جو لوگ غائبانہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں

مَغْفِرًا لِّمَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ

انکے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے،

جسے موت اور حیات کے سلسلہ کا مقصد پہچان کر اس دنیا میں عمل و محنت
میں زندگی گزار کر، اور باوجود اس دنیا کے ہزاروں خارجی موانع اور
مخالف اثرات کے اس اپنی زندگی کے اصل مقصد کو ہاتھ سے نہ دیا
اور کسی حال میں خدا کو دل سے نہ بھولا، ہمیشہ برے انجام اور خدا
کے مقرر کردہ عذاب سے خائف و لرزاں رہا صرف لوگوں کو دکھانے
کیلئے نہیں بلکہ تنہائی میں، پردہ میں، اور صیغہ راز میں بھی اس کو خدا کا
ولسائے و مصیبتوں کا جیسا ایک انسان کو رہنا چاہئے، تو اس کے
اس خلوص، اس سچائی اور مقصد شناسی اور سب سے بڑھ کر
پہلے اس کی اس کامیاب زندگی کا ضرور ایک شاندار عمدہ نتیجہ خدا کے
یہاں ہوگا، کیونکہ بہت لوگ ہیں جو انسان کے ڈر سے مجمع میں خدا کا خوف
اور اس کی یاد ظاہر کرتے ہیں، تو دراصل وہ خدا سے نہیں ڈرتے بلکہ
خدا کی پسند کی ہوائی مخلوق سے ڈرتے ہیں، جو اس لئے نہیں کہ
ان سے ڈرا جائے بلکہ خداوندی سے قیامت کا ثبوت

(۱۳) وَاَسِرُّوْا كَلِمٰتِكُمْ اَوْ اَجْمَعُوْا بِهٖ

یا اور چھوٹی بات چھپاؤ یا آشکارا کرو،،،،،

اِنَّكَ عَلِيمٌ بِكُلِّ اٰتٍ اَتَتْ اَرْضًا

وہ تو سینوں کے اندر کی باتوں کی خبر رکھتا ہے

مگر اسے وہ لوگو جو اس ریاکاری میں مبتلا ہو، اور جن کو اچھے کاموں
 آماؤہ کرنے والا یا برے کاموں سے روکنے والا صرف انسان کی تعریف
 اور مذمت کا خیال ہو، جو اپنے دل میں خوف رکھتا ہو، مگر خدا کا نہیں
 بلکہ انسان کا اور جو ظاہر میں نہایت نیک ہو مگر پوشیدگی میں نہایت
 برا، ایسے لوگ نہایت کم بخت ہیں اور وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں اور
 نہایت بیٹری ساہ چل رہے ہیں، ان پر واضح رہے کہ خدا جس طرح
 تمہاری ظاہری اور کھلی باتوں کو جانتا ہے، اسی طرح تمہاری پوشیدہ
 اور صیغہ راز کی بھی ساری باتیں اس پر برابر ظاہر ہیں، تمہارے کام
 اور تمہاری باتیں تو الگ ہیں، تمہارے دلوں میں جو باتیں گذرتی ہیں
 اور جن امور کا تم کو صرف خیال آتا ہے، عملی صورت میں تم اب تک اسے
 نہیں لائے، ان قلبی حرکات کا بھی خدا کو پورا پورا علم ہے، اس لئے تم کو چاہئے کہ
 جس طرح مجمع میں اور ظاہر میں اپنے کو نیک بنائے رہتے ہو، باطن میں
 اور پوشیدگی میں بھی ویسے ہی نیک بنے رہو، اور ڈرو صرف
 اس خدا سے جس کے قبضہ میں تمہارا اچھا یا برا انجام ہے، کیونکہ اسکو
 یہ حق پہنچتا ہے کہ اس سے ڈرا جائے، جس کے قبضہ میں تمہارا وجود
 تمہارا عدم تمہارے زندگی کی سناری ضروریات، تمہاری کامیابی اور
 تمہاری ناکامیابی اور انتہا یہ کہ تمہارا اچھا یا برا انجام ہو،
 (اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللّٰطِيفُ الْخَبِيرُ)
 کیا جس نے پیدا کیا وہ نہیں جانتا ہے حالانکہ وہ لطیف و خبیر ہے،

86067 86567

جس کو اس میں کشتہ ہو کہ خدا چھپی اور کھلی باتوں کو کس طرح جانتا ہے
 کھلی باتیں تو خیر ظاہر ہیں مگر جو باتیں کہ مخفی ہیں، ایک ہاتھ کرتا ہے تو
 دوسرے ہاتھ تک کو خیر نہیں ہوتی، اس کا علم خدا کو کس طرح ہوتا ہے
 تو ایسے شخص کو چاہئے کہ پہلے خدا کے صفات پر غور کرے اور دیکھے کہ
 اس سے اور خدا سے کس قسم کا تعلق ہے، خدا کو اس سے صرف ایک
 دنیاوی محافظ یا نگران یا حاکم کے ایسا ہی تعلق نہیں جنہیں صرف ان ہی
 باتوں کا علم ہو سکتا ہے، جنہیں وہ خود دیکھیں یا سنیں، یا دوسروں کو
 ذریعہ سے انہیں خبر ملے، اور جو کام اس طرح کئے جائیں کہ کوئی انسان
 اس پر مطلع نہ ہو سکے، ایسے کاموں کی خبر دنیاوی حاکموں کو نہیں ہو سکتی
 یا جو خیالات دل میں پوشیدہ ہیں، جو ارادے اب تک احاطہ عمل میں
 نہیں آئے، ایسی باتوں پر آگاہ ہونا دنیاوی نگرانوں کی قدرت کے احاطہ
 سے بہت باہر ہے، ایسی وجہ ہے کہ سینکڑوں مجرم ایسے ہیں، جو خلاف قانون
 سلطنت سینکڑوں مجرم پر وہ ہیں اور پوشیدگی میں کرتے ہیں، یا
 سینکڑوں ایسے ہیں جو نہ صرف قانون کے خلاف بلکہ انسانیت کے خلاف
 خیالات اور ارادے دل میں رکھتے ہیں، مگر دنیاوی حکومت کے احاطہ میں
 مجرموں کا نہ سراغ لگا سکتے ہیں اور نہ ان کو گرفتار کر کے سزا دی جاسکتی ہے،
 مگر ایسے بد باطن انسان کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ خدا کا تعلق انسان سے ایسا
 بیرونی اور سطحی نہیں ہے جو تعلق اس کی روح کو اس کے بدن سے ہے
 خدا کا تعلق اس سے، اس سے بھی زیادہ گہرا ہے، خدا صرف اس کا محافظ
 نہیں نگران، اس پر حاکم حقیقی ہی نہیں بلکہ وہی خدا اس کا خالق ہے، یعنی
 خدا نے اسے بنایا ہے، صرف بنانے والا نہیں جو اجز لکھنے کو لے کر مرکب کر دیا کرتے ہیں

کیونکہ ایسے بنانے والے کو مرکب کے حالات سے کیا واقفیت ہو سکتی ہے،
خود اجزا کے اندرونی حالات سے آگاہی نہیں ہوتی خدا چونکہ ان اجزا کا بھی
پیدا کرنے والا ہے، جس سے اس نے انسان کو بنایا ہے، اس لئے انسان
کے ذرہ ذرہ کے مفصل اور مکمل حالات سے پوری آگاہی رکھتا ہے کیونکہ
جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اس کو عمل میں لانا محال ہے، خدا نے جب
انسان کو اور جن چیزوں سے انسان بنا ہے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے اس لئے
ضرور ہے کہ ان چیزوں کا مفصل اور مکمل علم اس کو ہو یہی وجہ ہے کہ
انسان کے اعمال و اقوال تو الگ ہیں اس کے دل کے ارادے اور دماغ
کے خیالات سے بھی وہ پوری طرح واقفیت رکھتا ہے، کیونکہ وہ خدا الطیف
ہے اس کا علم اور اس کی قدرت مخلوق کے ذرہ ذرہ میں سرایت کئے
ہوئے ہے، دنیاوی نگرانیوں کی طرح اس کی نگرانی اور حفاظت کا دائرہ صرف
جسم کے بیرونی سطح پر محدود نہیں، اس لئے انسان کو چاہئے کہ خدا کے علم پر
غور کر کے اپنے ظاہر و باطن کو پاک و صاف رکھے، برے کام جو تہائی میں
کئے جائیں یا برے ارادے اور برے خیالات جن پر دنیاوی حکومت
بوجہ اپنی کم علمی کے نہ گرفت کر سکتی ہے نہ سزا دے سکتی ہے، خدا سے کچھ
بھی غفی اور پوشیدہ نہیں تم چھپ کر جو کام کرتے ہو تم اپنے دل میں جو خیالات
پکاتے ہو خدا پر وہ اسی طرح روشن ہیں جس طرح تمہارے وہ کام جو تم جمع میں کرتے ہو
اگر انسان کو انسان بننے کی ضرورت ہے اور اگر یہ بھی صحیح ہے کہ صرف
دنیاوی حکومت کی گرفت انسان کے قول کو، اس کے عمل کو اور اس کی
دل و دماغ کو پاک و صاف بنانے کے لئے کافی نہیں، اس کے ظاہر و
باطن کو یکساں بااخلاق نہیں بنا سکتی، تو پھر کون ہے جو مذہب کی ضرورت

سے انکار کر سکتا ہے،

کیا منکرین خدا را تھیست (کاف سلفہ ایک انسان کو مکمل انسان یعنی انسانی قانون کا پابند بنا سکتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ آئیں اور دنیا کے سب سے بڑے منکر خدا کی زندگی دنیا پر پیش کریں ہم بھی دنیا کے سب سے پہلے مذہب کے معلم یا سب سے بڑے مذہب کے معلم کی زندگی پیش کرتے ہیں پھر دنیا کے لوگوں کا فیصلہ پوچھیں کہ قانون انسانیت کے لحاظ سے ان دونوں میں کون انسان کامل کہلانے کا مستحق ہے،

(۱) خدا کی قدرت و حکمت سے قیامت کا ثبوت

برے لوگوں کے انجام کے بعد اچھے لوگوں کے انجام کا ذکر کر کے خدا کے علم محیط سے اس بات پر دلیل دی گئی کہ اسے اپنے بندوں کے ہر ہر حرکت و سکون کا تفصیلی علم ہے، اور اس علم کا تقاضا ہے کہ وہ ذات جو عادل اور منصف مالک الملکوت ہے کسی انسانی ہستی کے کسی ذرہ عمل کو رائگان نہ ہونے دے، بلکہ ہر متنفس کو اس کے نیک و بد اعمال و اقوال کے برابر سے نیک و بد نتیجہ دے، تو اب آئندہ آیت میں اس کی قدرت اور حکمت کے اس کی رحمت و کرم کے چند کرشمے دکھا کر یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ضرور انسان کو موت کے بعد اس کی طرف جانا پڑے گا اور ساتھ ہی اسکے ڈرایا گیا ہے کہ اسے غافل انسانوں! صرف آخرت ہی کا عذاب ایسا نہیں جس سے تم کو خائف و لرزان ہو کر اپنے اصلاح کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے بلکہ تم اپنی اس زندگی کو بھی خدا کے عذاب کی دسترس سے محفوظ اور مامون نہ سمجھ بیٹھو، اس کی گنجائش ہے کہ وہ وحیم و منصف خدا تمہاری بد کرداریوں کی زیادتی

سے سیزار ہو کر نہیں اسی دنیا میں کوئی غیر معمولی سزا دیکھا یا پکارا
 نہایت آسانی سے ایسے اسباب و ذرائع مہیا نہیں کر سکتا ہے کہ
 اسی دنیا میں کسی غیر معمولی آسمانی حادثہ سے کینٹ بیک بری طرح
 تباہ اور برباد ہو جاوے کہ بہت سی اگلی قومیں جن کے حالات تم کو معلوم
 ہیں اور بہت ایسی جس کے حالات تمہیں نہیں معلوم ہیں اس قسم کے
 غیر معمولی آسمانی بلاکت باریوں سے اپنی بری زندگی کا تلخ انجام دیکھ
 چکی ہیں

(۱) مَعَاذَ الَّذِي حَجَّلَ لَكُمْ الْأَرْضَ ذُرًّا فَاصْتَوْا

ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو سحر بنا دیا ہے، تو اس کے

وَجِي تَنَابُهَا وَكُلُّهَا مِنْ زَقِيمٍ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ،

اطراف میں چلو پھرو اور اس کے ذوق کھو، اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہو،

اُس خدا نے علیم و خیر کو جو تمہارا تمہارے اجزاء کے ایک ذرہ کا،
 تمہارے کاموں کا، تمہاری باتوں کا، تمہارے والی و طبع کے اندرونی
 مخفی خیالات و ارادوں کا جو مفصل اور مکمل علم ہے اس کی صرف
 یہی وجہ نہیں کہ وہ تمہارا خالق ہے بلکہ تم اور تمہاری آنکھ، کان، تمہاری
 تمام ظاہری حواس اور باطنی قوتوں کے احاطہ اور تک میں جو چیزیں
 ہیں اور جو نہیں ہیں سب کا خالق وہی ہے، اور یہی نہیں کہ وہ تمہارا
 صرف خالق ہے بلکہ تمہارا پروردگار بھی ہے، صرف یہی نہیں کہ اس
 تمہیں اس کا رزار عالم میں خلعت مہشی سے سرفراز فرما کر یونہی چھوڑ دیا
 بلکہ ان پیدائش سے لیکر ان موت تک تمہاری ساری زندگی کی
 ضروریات کا مہیا ہو جانا جن کے وجود و حقیقت اور جن کے عمل
 سب کا مہیا ہو جانا اور ربطیت و پیوندی کی اتنی بڑی زندگی اور دنیا کی

اور فلسفہ کی چیزوں میں کی عمر تک کی اور کامیابی کی سلسلہ عمل و
 اسباب کو نہ دریافت کر سکی، ان ساری قدرتی ضروریات کا بروقت
 ضرورت مہیا ہو جانا، اسی خدائے قادر کی غیر متناہی بخشش و کرم کے
 مواقع دریا کی ایک لہر ہے، ساری پیش نظر کائنات کو الگ رکھو صرف
 اس کرۂ زمین کو دیکھو جس پر تم چلتے ہو، جس پر تم رہ کر اپنی زندگی کے
 ساری ضروریات ہم پہنچاتے ہو، اس کو خدائے تمہارے لئے کس طرح
 مستخرج کر دیا ہے، تم جس طرح چاہو اس کے ساتھ پیش آؤ، اس کو کھو دو،
 اس میں مکان بناؤ، اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہر سال تھوڑے سے دلنے
 تم اس میں ڈال دو اور ایک وافر مقدار غلہ کی اس سے حاصل کر لو
 گویا یہ زمین تمہارے لئے غلہ بنانے کی ایک مشین ہے جس کے کل اور
 پرزہ سے تم واقف نہیں ہو اور نہ تم اس سے واقف ہو کہ کس طرح
 زمین بیج سے ایک پودہ اور پودے سے درخت اگاتی ہے اور درخت
 کو اسکے حد کمال تک پہنچا کر اس میں پھول اور پھل لگاتی ہے، تم صرف
 اس کام لینا چلتے ہو اور وہ کام دیتے جاتی ہے نہ کبھی اس طرح بگڑتی ہو
 کہ بیکار ہو جائے، سینکڑوں اور ہزاروں سال گذر جاتے ہیں مگر وہ
 تمہاری ایجاد کردہ مشینوں کی طرح نہ مرمت طلب ہوتی ہے نہ کھس کر
 انکار رفتہ ہوتی ہے، اور تم اس کی مرمت کیا کر سکو گے کہ اس کی وہ غذا
 جسے تم پانی کہتے ہو اس کا ہم پہنچانا بھی تمہارے جدا اختیار میں نہیں ہے
 پھر دل کو سوچنے دو، اور دماغ کو اطمینان کے ساتھ غور کرنے دو کہ
 وہ خداوند قادر، اور وہ پروردگار عالم جو تمہاری پیدائش اور تمہاری
 حیات اور پرورش کا اس عجیب و غریب طریقہ سے انتظام کرتا ہے کس طرح
 خداوند بستیوں کو ضائع ہونے دیکھا، اور مرکز میں بائبل مع روم

اور نیست ہونے کے لئے چھوڑ دیگا، اس کی یہ حکمت و تدبیر
 تمہاری جسمانی پرورش کے ساز و سامان میں نظر آتی ہے صاف باوا
 بلند پکار رہی ہے کہ یہ تمہاری ہستی معدوم نہیں ہو سکتی، ضرورتاً تم مرنے کے
 بعد اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور اسی کے ذریعہ عدل انصاف میں
 تمہیں اپنا آخری اور دائمی فیصلہ سنکر اے بھگتے کے لئے جمع ہونا پڑیگا،
 تو تم اس زندگی کے ساز و سامان میں پڑو اور اس کے دیے ہوئے رزق
 میں سے خوب کھاؤ اور خوبصورت دنیا میں مٹھک ہو پڑا اس خدا سے
 ذوالجلال سے سرکشی کرنے کی جرأت نہ کرو، اور نہ اس سے رشتہ توڑ کر
 اس کے مقتدر و عذاب و ثواب سے غافل ہو، دنیا کی کسی قوت کے

بھروسے کی گرفت کے احاطہ سے اپنے تئیں باہر سمجھو،

﴿ اءَامِنْتُمْ مِّنْ فِی السَّمَاۤءِۤ اَنْ یَّخْتَفِ بِكُمْ

کیا تم اس سے بے خوف ہو گے جو آسمان میں ہے کہ تمہارے

کلمہ میں قاذبھی تمہوں،

خدا کے ہاتھ میں کو دھنسا دے اور وہ کیا بارگاہیں کرنے لگے،

اگر تم اپنی اصلاح نہ کرو گے، اور اپنی انسانیت کی اہمیت محسوس کر کے
 اپنی فطرتی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش نہ کرو گے، اور خدا سے
 قادر کے بتائے ہوئے فطرتی فرائض کو ادا نہ کرو گے تو اس کی کیا ضمانت
 ہے کہ وہ تمہیں اس زندگی میں لطف اٹھانے کے لئے چھوڑ دیگا
 کیا وہ زمین جو اس خدا کے دست قدرت کا ہی ایک کرشمہ ناچیز ہے
 وہ زمین جسے تمہارے لئے اسی خدا نے پیدا کیا ہے اور جسے تمہارے
 لئے اسی نے مسخر کر دیا ہے، اور جو اسی کے حکم سے آج تک تمہاری

مقررہ خدمتیں انجام دے رہی ہے، اس کے کسی حکم سے سرتابی
 کی جرات کر سکتی ہے؟ کیا یہ آسمان اور یہ بڑے بڑے پہاڑ
 اور یہ ذخائر مندرجو اپنی اپنی عظیم الشان ہستیوں کے وجود میں
 اس کے ایک حکم کے شرمندہ احسان ہیں کسی حالت میں اس کے
 ارادے کے خلاف حرکت کرنے کی قدرت اپنے اندر رکھتے ہیں؟
 ہرگز نہیں، پس اگر وہ چاہے تو ایک حکم کے ساتھ اپنی اس زمین کو
 جس میں تم رہ کر اس سے سرکشی کرتے ہو اٹھ دے اور اس کی ساری
 آبادی کو تہ و بالا کر دے، پس تم اس زمین میں مغرور نہ ہو، اور اسکی
 مقررہ خدمتوں سے فائدہ اٹھا کر اس پر مطمئن نہ ہو جاؤ کہ جب تم
 جس طرح چاہو گے اس سے کام لو گے، کہ جس خدائے اس میں یہ
 خوبیاں رکھی ہیں وہ آسانی سے جس وقت چاہے اور جس طرح چاہے
 اسے بدل سکتا ہے، اور صرف زمین ہی نہیں بلکہ ساری دنیا اسی کے
 حکم سے اپنے مقررہ کام انجام دے رہی ہے، اور وہ ہر وقت جب
 چاہے اسے روک سکتا ہے

ر اَمَّ اَمْنَتُمْ مِّنَ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يُّرْسِلَ

یا جو آسمان پر ہے اس سے تم بے خوف ہو گے کہ وہ

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا، فَسْتَعْلَمُونَ كَيْفَ نُنزِلُ

تم پر پتھر برسائے، پھر تم جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیا ہوتا ہے،

اس کام کو جس طرح اطمینان سے کہ وہ آسمان کے اوپر سے تم پر
 برسائے، کیا تم نے پہاڑوں کی آتش فشانی نہیں دیکھی، کیا
 جانتے ہو کہ جب پہاڑ آتش فشان ہو جاتا ہے تو کس قدر

بڑے بڑے پتھر اس سے پھٹ کر توپ کے گولے کی طرح چاروں طرف ہوتے
 ہیں جو سینکڑوں میل اس پاس کی آبادی کو بالکل تباہ اور برباد کر دیتے
 ہیں، تم اس امر کو ہر وقت پیش نظر رکھو کہ اس دنیا کی ہر ایک عظیم الشان
 ہستی اور ہر چھوٹے ذرے سے صرف اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور
 اسی کے حکم سے موجود ہیں اور اسی کے حکم سے اپنے مقررہ کام کر رہے ہیں
 اور وہ قادر مطلق وہ مختار کل جس وقت جس طرح جس سے جو چاہے کام
 لے سکتا ہے، آسمان ہوں یا زمین، آفتاب ہو یا مہتاب، ہوا ہو یا آگ،
 سمندر ہو یا پہاڑ، دنیا کی کوئی مخلوق کسی وقت یا کسی آن اور کسی لمحہ
 میں اس کے احاطہ علم و قدرت اور اس کے دسترس سے باہر نہیں،
 وہ کسی وقت کسی چیز سے غافل نہیں کوئی آن ایسا نہیں کہ دنیا کے
 عظیم الشان احسام سے بیکرا ایک تنکا تک بھی کوئی اس کی نگرانی نہ
 باہر ہو جائے، جب دنیا اور مافیہا اس کی قدرت اور اختیار اور اس
 علم کے آگے مسخر ہیں تو سمجھ لو کہ کون چیز ایسی ہے جو اس کے ارادہ
 یا حکم سے مرتابی کر سکتی ہے؟ کوئی نہیں، تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ
 وہ تمہاری بد کرداریوں کو حد سے بڑھتا ہوا دیکھتے ہوئے اور تمہارا
 وجود دنیا کے لئے مضر سمجھتے ہوئے اپنے پہاڑوں میں سے کسی ایک
 کو حکم نہ دے گا کہ وہ تم پر آگ اور پتھر برسائے کہ تمہیں نیست و نابود کر دے
 اس وقت تم کو اندازہ ہو گا کہ خدائے قادر جو تمہیں پہلے ہی ان سزاؤں
 سے ڈراتا تھا، وہ واقعی امر تھا یا ہنسی کی باتیں تھیں، تو تم پر افسوس
 ہے کہ اب جب کہ تم سب کچھ کر سکتے ہو اور ان وصح کیوں سے تم
 اپنی اصل جگہ کر سکتے ہو، اور اس ڈرانے کو سمجھ کر اپنے تئیں اس کا

جنا سکتے ہو، کچھ نہیں کرتے، اور ان دھمکیوں کو بے پروائی کے ساتھ
 سنکر تسخیر اور استہزا کے قدموں سے ٹھکرا دیتے ہو، اور جب وہ خوفناک
 وقت آجا ویگا جو عموماً ایسے وقت میں ایسی قوموں پر آتا رہا ہے تو اس وقت
 حسرت افسوس کرنے بیٹھو گے، حالانکہ وہ وقت صرف تمہارے رونے
 اور سزا پانے کا ہوگا، پس مبارک ہیں وہ ہستیاں جو پہلے سے اپنے
 انجام کو سوچ کر اس خداوند کی طرف جھک جائیں، او وہ کریں جس کے
 لئے وہ پیدا ہوئے ہیں، اور وہ نہ کریں جو ان کی زندگی کے اصل
 فرائض کے مخالف اور ان کی فطرتی راہ ترقی میں ایک رکاوٹ ہو،

جزا سزا پر اجمالی تاریخی شہادت

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

اور بیشک جو لوگ تم سے پہلے تھے انہوں نے بھی

فَكَيْفَ كَانَ نَجْمِ

جھٹلایا تو میرا عذاب کیسا ہوا؟

دنیا کی تاریخ تمہارے سامنے ہے، اور ان گلی قوموں کے حالات
 میں معلوم ہیں، کہ جن قوموں نے خدا کے برگزیدہ پیغمبروں کو اور
 ان کی پاک تعلیم کو جھٹلایا اور اپنی انسانیت کو پس پشت ڈال کر
 عصیت اختیار کی، اور بد اعمالیوں کی گندگیوں میں پڑ کر اپنے تمہیں
 ہوں نے بخش و پلید بنا دیا، اور سرکشی و زیادتی میں وہ اس
 سزا پہنچ گئیں کہ ان کا دنیا میں رہنا دنیا کے لئے بجز ضرر
 کے اور کسی طرح مفید نہیں رہا، اور وہ اس مریض اور زخمی
 جسم کے مانند ہو گئیں جس کو اگر کاٹ کر علیحدہ بدن سے نہ کر دیا جائے

تو سارے بدن میں لہو اپنے زہریلے جراثیم کو پھیلا کر تمام بدن کی ہلاکت کا باعث ہو، تو خدائے انھیں کس طرح تباہ اور ہلاک کر دیا، کیا دنیا کی سینکڑوں بڑی بڑی قومیں زمین میں نہیں دھنسا دی گئیں؟ کیا اس رو سے زمین کی بہتری زبردست اور قوی قومیں پہاڑوں کی آتش و شانی سے نہیں ہلاک کر دی گئیں؟ کیا فرعون مصر کی اس قدر زور آور اور متمول اور دنیاوی حیثیت و ثبوت کے لحاظ سے نہایت سربر آوردہ قوم غرق نہیں کر دی گئی؟ اور کیا عرب ہی کی پرانی قوموں عاد و ثمود کی تباہی کی ہیبتناک افسانے تمہارے کانوں تک نہیں پہنچے؟ پھر تم ایک لمحہ کے لئے انسان بن کر اپنی توت فکر سے کام لو، اور سوچو کہ تم بھی دنیا کی قوموں میں سے ایک ہو، کیا وجہ ہے کہ جب سینکڑوں مجرم قومیں اس طرح ہلاک کی جا چکی ہیں تو تم باوجود ان جیسے مجرم یا ان سے بھی زیادہ مجرم ہونے کے زمین پر بسنے کے لئے چھوڑ دے جاؤ گے اور تمہیں اس قسم کی سزاؤں سے تباہ اور برباد کر دیا جائیگا؟ اے کاش تم سوچو اور دیکھو کہ ہمارا

(خدا کا) عذاب کیسا ہوتا ہے،

رَاَوْ لَمْ يَرْوَا إِلَى اللَّهِ فَوَقَعُوا فِي

کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا؟ جنہاں پتیاں پھرتی ہیں

وَيَقْبِضْنَ مَا يَمْسِكُهُنَّ إِلَّا الشَّحْمُونَ

اور روک لیتے ہیں ان کو وہ رحمن ہی تھا کہ ہوتا ہے

لَهُ كُلُّ شَيْءٍ بَصِيرٌ

کیونکہ وہ ہر چیز پر نگراں ہے ، ، ، ، ، ، ، ،

اگر دنیا کی اندر مخلوقات کی بناوٹ پر غور کرو، ان کے اندر جو جو
 حکمتیں نظر آتی ہیں انھیں دیکھو، اور خدا کی صنعت کے کرشموں کی بے
 توجہ ساتھ نظر ڈالو، تو تم آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ جس قادر مطلق
 نے ان گنت اور حساب سے باہر ایسی ایسی مخلوقات پیدا کی ہیں
 جن میں سے صرف ایک کو لیکر اس کی بناوٹ کی حکمتوں اور مصلحتوں پر
 غور کیا جائے تو یقیناً غور کرنے والے کی زندگی ختم ہو جائے مگر ان حکمتوں
 اور مصلحتوں پر نہ کافی طریقہ سے غور ہو سکے اور نہ انھیں کوئی بیاہر کر سکے،
 اس کا علم کس قدر وسیع اور غیر محدود اور محیط اور مفصل ہو گا، دنیا کی
 ان تمام عظیم الشان مخلوقات کو چھوڑو کہ ان کی تمام حکمتوں اور مصلحتوں کو
 تو تم نہایتک سمجھے ہو اور نہ سمجھ سکو گے، تم ایسی چیزوں کو دیکھو جو تمہاری
 ظاہری نظروں میں معمولی چیزیں ہیں، مثلاً پرندوں کی بناوٹ کو دیکھو
 اور ان کے اڑنے پر غور کرو، کہ باوجود کہ وہ بھی تمہاری طرح عناصر سے
 مرکب ہیں، ان کا جسم بھی تمہاری طرح خاکی ہے، جس کو زمین کی کشش
 یا دوسرے لفظوں میں مرکز کی کشش اوپر اڑنے نہیں دیتی، اور تم
 تو ایک بڑا اور وزنی جسم رکھتے ہو، اگر تم ایک چھٹانک کے ڈھیلے کو بھی
 اوپر زوروں سے پھینکو تو یہ مرکزی کشش اسے بھی اوپر نہ رہنے دیتی
 دھر تمہاری پلک چھپکے گی اور اوپر وہ دھم سے زمین پر آ رہے گا، پھر وہ
 جسم خاکی جسے تم پرندہ کہا کرتے ہو ان کی خلقت کو دیکھو کہ خدا نے
 ان کے پروں کی بناوٹ اس طرح کی رکھی ہے کہ وہ منٹوں نہیں بلکہ گھنٹوں
 اس فضا کے اندر چکر لگاتے رہتے ہیں، اور مرکزی کشش انھیں
 ڈھیلے کی طرح گرا نہیں دیتی، آج دنیا کو ہوائی جہاز کے ایجاد سنر

کہنا پڑا ہے کہ انسانی عقل نے علم میں آج وہ کمال حاصل کیا ہے جو
 اب تک کسی زمانے میں نہیں ہوا تھا صرف یہی نہیں بلکہ سینکڑوں
 انسان دنیا میں ایسے بستے ہیں جو باوجود عقل رکھنے کے اس فلسفہ
 کو نہیں سمجھ سکے ہیں اور نہ آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں، تو گو وہ
 اسی اصول کے ساتھ بنائے گئے ہیں، جو اصول ابھی تک تم اپنے لئے
 اس قسم کا کوئی پر نہیں ایجاد کر سکتے جسے لگا کر تم بھی اس اصول پر
 اڑ سکو، اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اصول جو پرندوں میں واقعی
 موجود ہے اس کی حد تک تمہاری عقل نہیں پہنچی ہے، اور نہ کسی
 زمانے میں پہنچ سکتی ہے، کیونکہ بالفرض اگر آئندہ زمانہ میں تم نے کوئی
 پر انسان کے لئے ایجاد کر بھی لیا تو وہ اسی طرح کا ہوگا جیسا کہ ہوائی جہاز
 کے لئے ہے، جو اگر ہر وقت حرکت کرتا رہے تو وہ جہاز اڑ سکتا ہے اور
 اگر ذرا بھی اُن پروں کی (پنکھوں کی) حرکت موقوف ہو جائے تو وہ
 فوراً زمین پر آ رہے، مگر خدا کی بناوٹ جو پرندوں میں ہے اس کی
 حالت یہ ہے کہ وہ پرندے اڑنے کی حالت میں کبھی اپنے پروں کو
 پھیلائے ہوئے رہتے ہیں، اور کبھی سمیٹ بھی لیتے ہیں کبھی چلاتے ہیں
 اوپر کبھی روک لیتے ہیں اور باوجود اس کے مرکز کی کشش انہیں ہمارے
 ہوائی جہازوں کی طرح گرا نہیں دیتی تو اب انصاف طلب ہے کہ جس
 ایجاد میں آج بھی باوجود کمال کے بہت سے نقصانات کئے جاتے
 ہیں تو جس علیم و حکیم نے ایسی ایسی پر حکمت مخلوقات پیدا کی ہیں،
 اس کا علم کس قدر محیط اور غیر تنہا ہی ہوگا، بیشک وہ قادر مطلق،
 وہ خالق مطلق، انتہائی اور غیر تنہا ہی علوم کے ساتھ موصوف ہوگا

پرندوں کے پروں کی بناوٹ میں نظر آتا ہے مگر

اس پرندے کو دنیا کے اندر عقل

ر اَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ

یا ایسا کون ہے جو تمہارے لئے لشکر ہو کر
لَكَمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ ؟
اس رحمان کے سوا تمہاری مدد کرے ؟
اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ عُرْوٰرٍ

کافر محض دھوکہ میں ہیں ۔۔۔۔۔

اگر اس قدر کھلی باتیں بھی تمہیں اپنے فرائض کی طرف متوجہ

نہ کریں، اور قیامت کے ہولناک جزا و سزا کا خیال تمہاری اس
سرکشی اور تمرد کے زور کو نہ کم کرے، اور تمہاری نافرمانیوں اور بغاوتوں

کا سہ نہ توڑے تو آخر وہ کون سی قوت ہے، جس پر بھروسہ کر کے تم اس
خداوند پاک سے بے خوف ہو، وہ تمہارا کون پشت پناہ ہے جس کی

حمایت کے دھوکہ نے تمہیں اس کے عذاب کی ہولناکیوں پر جبری
بنا دیا ہے، اس خداوند، خدائے رحمان کے سوا اور کون سی درگاہ

ہے جس کی مدد کی امید پر تمہیں اپنے بُرے انجام کا کچھ خوف ہے اور
تم اپنی بد اخلاقیوں کے مُہلک نتائج سے کچھ ڈر رکھتے ہو، کیا اگر اسی طرح

جس طرح کہ۔ اس کا حکم اور انصاف ہمیشہ سے بد اخلاق قوموں کو
تباہ کرتا رہا ہے، اور جس طرح اس کی یہ مستمر سنت ہے کہ جب کوئی

قوم اپنی انسانیت کو کھو دیتی ہے تو وہ اس پر آسمان سے عذاب
بھیج کر اس کو بالکل نیست و نابود کر دیتا ہے اور جس طرح وہ

روز جزا میں تمام بُرے انسانوں کو دائمی رنج و دکھ کے جہنم میں
اندھے منہ ڈھکیل دے گا، اسے بد اخلاق انسانو اگر تمہیں

دنیا میں اسی طرح تباہ کر دے اور آسمان کے اوپر سے یا زمین کے نیچے سے کوئی عذاب تم پر بھیجے اور قیامت کے دن تمہیں جہنم میں بھیجے جانے کا فیصلہ سنا دے تو تمہارے پاس کون لشکر ہے جو اس کے نرٹلنے والے فیصلے سے بچا سکے؟ یا کون سی فوج ہے جو تمہاری حمایت کر کے تمہیں بچالے، کیا تمہارے یہ دنیاوی تعلقات کچھ کام آسکتے ہیں؟ کیا تمہاری دنیاوی سطوت اور جبروت یا تمہاری یہ قوت اور تمہارا یہ مال اُس کے فیصلہ کے مقابلہ میں ایک ذرہ برابر بھی تمہیں نفع پہنچا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں، یہ محض ایک دھوکہ ہے جس میں تم پڑے ہو، اور محض ایک باطل خیال ہے جس نے تمہارے دماغوں میں گھر کر رکھا ہے،

(اَمَّنْ هَذَا الَّذِي يَزُوقُكُمْ اِنْ)

یا کون ایسا ہے جو نہیں رزق دے اگر وہ اپنے
اَمْسَلِكْ رِزْقًا ۚ بَلْ لَجُوْا فِیْ عُتُوِّ

اپنا رزق روک لے، بلکہ وہ سرکشی اور گریز کرنے پر اڑے ہوئے ہیں

کیا وہ خداوند خدائے قادر و توانا اگر تمہاری بد اعمالیوں سے ناراض ہو کر تم سب پر کوئی اور آسمانی بلا نازل کرے اگر وہ تمہاری نافرمانیوں سے ناخوش ہو کر تمہارا رزق روک لے اور اپنی زمین کو حکم دے کہ وہ تمہارے لئے کوئی غذا نہ پیدا کرے یا اپنے آسمان کو فرمان بھیجے کہ وہ تم پر بارش نہ برسائے، یا اپنے دریاؤں کو کہے کہ تم سب خشک ہو جاؤ، یا اور کسی طریقہ سے وہ تمہاری ساری دنیاوی حیثیت کے اسباب و ذرائع کو تباہ اور برباد کر دے تو تمہارا

کون حامی اور مددگار ہے جو ایسے وقت میں تمہارے کام آئے یا تمہارے پاس کون سی قوت ہے جو اس حالت میں تمہارے لیے کسی رزق کا سامان کر سکے، کوئی نہیں، جس طرح وہ خدا اس پر قادر ہے کہ تمہاری زندگی کی ضروریات خصوصاً تمہارا رزق جو تمہیں بڑی آسانی سے مل رہا ہے تم سے روک لے، پھر جب تمہارا خداوند ایسا قادر مطلق ہے کہ تمہیں ہر طرح سے سزا دے سکتا ہے اور تم اس قدر عاجز اور کمزور ہو کہ کسی حالت میں اس کی قدرت کے احاطہ سے باہر نہیں اور اپنی کسی ضرورت میں اس کے فضل و کرم سے مستغنی نہیں تو پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا ہے کہ تم اس کی کبریاء و جبروت کے دربار میں اپنا سر رکھ دیتے ہو اور ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ تم اپنی تمام قوت عمل اسی کی رضا مندی کے حوالہ کر دیتے ہو اور پھر جب تمہارا خداوند ایسا رحیم و کریم کہ وہ تمہاری ان سرکشوں اور نافرمانیوں کے باوجود تم سے درگزر فرماتا ہے، اور اپنی رحمت و کرم سے رزق کا دروازہ تم پر بند نہیں کرتا تو کیوں تم اپنی ساری زندگی اس کے شکر ادا کرنے میں نہیں صرف کر دیتے ہو اور کیوں تمہارے دل اس کی نافرمانی اور احسان فراموشی کی طرف توجہ کرنے کے لئے اپنے اندر جرات رکھتے ہیں؟ واقعی تم سخت سرکش اور متمرد لوگ ہو اور باوجود اس قدر سمجھا دیے جانے کے بھی اپنی اسی بد معاشی اور حق سے گریز کرنے پر ہی اڑے ہوئے ہو،

تمہاری آسمانِ عظام سے نہیں ہلاک کروا لے اسی طرح وہ بھی کر سکتا ہے

پس جب خدا تمہارا خالق ہے اور جب اس کا علم کامل ہے اور جزا سزا عقلاً اور نقلاً ضروری ہے تو پھر تم کس قدر غلطی میں ہو چکے

اپنے انجام سے بیخوف رہو، اور تم کس قدر پیڑھے راستے پر چل رہے ہو
 اگر تم بد اخلاقیوں میں مبتلا ہو، اس دنیا میں فرمانبرداری اور اطاعت
 اسی کی کیجاتی ہے جس کو ضرر پہنچانے کی طاقت ہو یا اس کی جس سے
 نفع کی امید ہو یعنی دفع مضرت اور جلب نفع ہی دو جو ہمیں جن کی
 بنا پر کوئی کسی قسم کی اطاعت کرتا ہے، اس لحاظ سے بھی دیکھو تو سب سے
 بڑی اطاعت اور انتہائی فرمانبرداری خدا کی کرنی چاہئے کہ وہ اگر تمہیں ضرر
 پہنچانا چاہے تو کوئی طاقت نہیں ہے جو تمہیں ذرا بھی نفع پہنچا سکے
 یا اگر وہ تمہارا زرق موقوف کر دے تو کوئی ایسا نہیں جو تمہیں ایک
 ذرہ کے برابر بھی کوئی چیز تمہیں دے سکے، ان ظاہر اور کھلی باتوں
 کے باوجود جو تم اس کے آگے سر نہیں رکھو دیتے تم خود سوچو تمہارے کس قدر

ر (۱) اَمِنْ يَمِينِي مَكِيًّا عَلٰى وَجْهِ اَهْلٰى

تو کیا جو شخص اپنے منہ کے بل و مذعبا ہو کر چلتا ہے

اَمِنْ يَمِينِي سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

وہ زیادہ راہ پر ہے یا وہ شخص جو سیدھا گھڑا ہو کر سیدھی راہ پر چلتا ہے

جب اس قدر ظاہر ہو چکی، اور سارے نشیب و فراز اس طرح کھول کھول
 کر بتا دئے گئے، تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہارے لئے سیدھا اور کامیابی
 کا راستہ کون سا ہے، بد اخلاقیوں میں مبتلا رہنا اپنے
 مخالفین کو پس پشت ڈال دینا خداوند خدا سے قاور و توانا کی اور گناہ
 میں شریکشی کرنا اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنا، یا پیغمبر کی
 امت مان کر اس کی اتباع کرنا اور اپنے مخالفین کو پورا کرنا، اور
 کئی ساری طاقتیں اس خدا سے قاور کی مرعنی کے حوالہ کر دینا؟

تم سوچو کہ جس راہ پر تم چل رہے ہو وہ تمہیں مقصد تک پہنچا دینے
والا ہے یا وہ راستہ جسے تم چھوڑے ہوئے ہو، اگر تم کو میٹھے چل
چاہئیں تو وہ تم کبھی کڑوے پھل کی بیج بو کر نہیں پاسکتے، اگر تمہارا
مقصد جانب مغرب ہے تو پورب طرف منہ کر کے تم عمر بھر چلو وہاں
نہیں پہنچ سکتے، پس تمہاری مثال بالکل اس شخص کی سی ہے
جو اونڈھے منہ ہو کر سر کے بل چلتا ہو کہ وہ کبھی منزل مقصود تک
نہ پہنچے گا، بلکہ وہ پہنچے گا جو سیدھا ہو کر سیدھی راہ پر جا رہا ہے

النسانی، اسی سے اس کو الفرض کا ثبوت

ر، قل هو الذي انشاكم وجعل لكم

تو کہہ دے اسی نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے لئے

استمعوا والا بصاروا الا قفدا قفلا دنا

کان اور آنکھیں اور دل بنا کے میں تم بہت کم

تَشْكُرُونَ

شکر کرتے ہو،

جب اسی خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے، اور تمہارے سننے اور دیکھنے

کے لئے کان اور آنکھ اسی نے بنا دیے ہیں اور سوچنے سمجھنے اور

غور کرنے کے لئے دل اسی نے بننا ہے، تو کیا اب تم یہ نہیں سوچتے

کہ تم کس مقصد کے لئے بنائے گئے ہو، کان تمہیں کیوں دیا گیا ہے؟

آنکھیں کس کام کے لئے ہیں؟ اور دل کا کیا فرض ہے؟ تم غور کرو کہ

اس دنیا کی مخلوقات کے درمیان تمہاری کیا حیثیت ہے؟ اور مخلوقات

سے تم کس طرح کا تعلق جیتے جیتے غور کرو گے تو تم آسانی سے اس نتیجے پر

ہو چکے کہ گویہ دنیا اور اس کی بڑی اور چھوٹی مخلوقات کروڑوں کروڑوں
 سیلون کی وسعت میں پھیلی ہوئی ہیں مگر یہ سب کی سب ایک زنجیر
 میں جکڑی ہوئی اس عالم کے موجودہ انتظام کو پورا کر رہی ہیں،
 اور یہ تمام عظیم الشان اجسام اور حقیر ذرات بلا واسطہ یا بالواسطہ انسان
 کے کام آتے ہیں، سورج چاند اور تمام سیارات آگ، پانی، ہوا، مٹی،
 جمادات، نباتات، حیوانات، سب کے سب کسی نہ کسی طرح انسان ہی
 کے کام آتے ہیں، انسان کی زندگی کی ضروریات ان ہی چیزوں سے یا
 ان ہی چیزوں کے افعال و آثار سے پوری ہوتی ہیں، سورج کو ہم سے
 نو کروڑ میل دور ہے، مگر دن، رات، گرمی، سردی، ریح خریف وغیرہ
 فصل اور موسموں کا اختلاف اسی کی وجہ سے ہے اور اسی کی گرمی
 بارش اور نباتات کے پیدا ہونے کا سبب ہے، اسی طرح اس دنیا
 کی تمام موجودات کو ایک ایک کر کے دیکھو تم پاؤ گے کہ سب کی تمہارے
 ہی لئے ہیں، جب یہ ہے، تو اب دیکھنا یہ ہے کہ تمہاری زندگی جو یہ
 اہمیت رکھتی ہے بے غرض اور بے فائدہ ہے یا یہ کہ اس کی غرض اور
 اس کا مقصد اس کی ہستی کی اہمیت اور اس کے اشرف المخلوقات
 ہونے کی وجہ سے نہایت اہم اور اشرف ہے؟

پہلی صورت تو بالکل مہمل اور لغو ہے جب دنیا کا ایک حقیر ذرہ
 جی بڑی بڑی حکمتوں کا سمندر ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ یہ عظیم الشان
 اور اعلیٰ اور اعلیٰ مخلوق بے فائدہ اور بے مقصد ہو، اور کوئی زبان
 اس طرح جرات کر سکتی ہے کہ اس خدائے حکیم و مدبر کے اس افضل
 ترین مخلوق کو لغو اور غرض سے خالی کہے، جبکہ ایک معمولی عقل

کے انسان کا کوئی کام حکمت اور مقصد سے خالی نہیں ہوتا بلکہ ہر کام ہوتا ہے تو اس کام کو لغو اور عبث اور اس کے کرنے والے کو بیوقوف اور بے عقل سمجھا جاتا ہے،

پس جب یہ یقینی ہے کہ انسان کا مقصد ضرور اہم ہے اور یہ بھی یقینی ہے کہ وہ خود دنیا کی تمام مخلوقات کا مخدوم ہے اور دنیا کی کسی چیز کو فائدہ نہیں پہنچاتا تو یہ بھی یقینی ماننا پڑتا ہے کہ وہ یقیناً خدا اور خود انسان کی خدمت کے لئے ہے،

یہی اس کی زندگی کا اہم مقصد ہے کہ وہ خدا کی تسبیح اور تقدیس کرے، اس کے جلال اور جبروت کا نام لیا کرے اور اس کی زندگی اور موت اور اس کی تمام حرکت و سکون اسی خداے واحد کی رضا مندی کے لئے ہو، اس کی مخلوق کیسا تھوڑا اور محبت سے پیش آئے، یہی دو اس کے اعلیٰ فرائض ہیں، اور ان ہی کو عمدہ طریقہ سے پورے کرنے کا نام اسلام، یا دوسرے لفظوں میں الشاہیت ہے،

مذہب کے تمام اصول اور فروع، تمام اعتقادات اور اعمال اسی مقصد پورا کرنے کے لئے ہیں کہ (۱) خالق کے ساتھ عمدہ تعلق پیدا ہو اور (۲) مخلوق کے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا جائے، اسکو پورا کرنے کی تجویز سوچے، اور خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر چل کر آسانی اور کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ جانے کے لئے اپنی تمام ماتحت دیکھتے، سننے وغیرہ کی قوتوں کو چلائے اور اسی کے لئے سننے کی قوت دی گئی جو اس لئے ہے کہ ہر صدائے حق پر لبیک کہے اور ہر راہ سے گزرنے والی آواز پر لعنت بھیجے اور پھر بیانی کی قوت ہے تاکہ سیدھے راستے کو

عمران بنی اعلیٰ مقاصد کے لئے پہلے میں دل رکھا گیا ہے جس کا بیگانہ نہ رہے اور

یہ سڑے راستے سے الگ کرے اور جو قدم رکھے اچھی طرح دیکھ بھال کر رکھے

پس یہ دل جو تمہارے سینے کے اندر ہے اور یہ کان، اور آنکھ اپنی خاموش، مگر پرزور صداؤں سے تمہیں پکار پکار کر بتا رہے ہیں کہ تمہاری زندگی کا فرض یہی ہے کہ تم ان قوتوں کو صحیح راہ پر لے چلو، اور نہ صرف ان ہی قوتوں کو بلکہ ان کے سوا اور جو نعمتیں اور جو قوتیں تمہیں خدا نے دی ہیں سب کا مقصد اور سب کا فرض یہی ہے کہ انہیں صحیح طریقے سے صرف کرو اور افراط و تفریط یعنی زیادتی اور کمی سے بچو اگر تم نے ایسا کیا تب بیشک تم مسلم ہو یعنی انسان ہو اور خدا کی نعمتوں کے سچے شکر گزار بندے ہو اور اگر تم نے ان قوتوں کو غلط طریقے سے استعمال کیا تو تم خدا کے ناشکر گزار بندے ہو اور تم جالور ہو بلکہ اس سے اور بھی زیادہ برے ہو کیونکہ پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمان کے مطابق خدا کا شکر یہی ہے کہ ہاتھ سے اچھا کام کیا جائے پاؤں سے اچھے کام کی طرف چلا جائے، کان اچھی بات کی طرف لگایا جائے، دل و دماغ سے اچھی باتیں سوچی جائیں، خلاصہ یہ کہ جو قوتیں خدا نے دی ہیں ان سے وہی کام لے جائیں جو خدا نے فرمادیا ہے میں یعنی جن کاموں کے لئے یہ قوتیں دی گئی ہیں،

پرانسوس! بہتیرے کان ہیں جو سنتے ہیں پر بہرے ہیں اور بہتیری آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں پر اندھی ہیں اور بہتیرے دل ہیں جو حرکت کرتے ہیں پر حق کی خاطر ان کے اندر کوئی شرط نہیں تو دراصل وہی دل اندھے ہیں جن کی نابینائی نے انسان کی تمام ظاہری اور باطنی

قوتوں کو اندھا کر دیا ہے،

کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہو کر تیں بلکہ وہ
 دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں
 اے کاش! تم خود اپنی ہستی اور اپنی جسمانی قوتوں پر غور کر کے اپنے
 فرائض کو سمجھو اور پھر انہیں پورا کرو، اے کاش! تم اپنی اس ناشکر
 زندگی کی خرابیوں کو سمجھو اور اسے ایک شکر گزار اور حق شناس
 اور کامیاب زندگی سے بدل دو،

(قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

تو کہہ دو کہ اسی نے تم کو زمین میں پھیلا یا ہے

وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ،

اور تم ہی کی طرف اکٹھا کیے جاؤ گے،

ایسا نہ ہو کہ تم زمین کے اوپر اپنی ہستی کو مستقل اور اپنی قوتوں کو
 پائدار سمجھ کر اس خیال میں پڑ جاؤ کہ تم اب اس خداوند قادر کی طرف
 سے مستغنی اور اس کی دسترس سے باہر ہو یا اس کی قوت اور احاطہ
 کی سرحد سے الگ ہو یا اس کی گرفت سے محفوظ ہو یا یہ کہ اب تمہیں اس
 کوئی معاملہ نہیں ہے یا آئندہ اب کبھی اس سے معاملہ نہیں پڑے گا،
 ہرگز نہیں اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے، اسی نے تمہیں روئے زمین
 پر بسنے کے لئے پھیلا یا ہے، اور پھر ایک زمانہ آئیگا جب تم سب کو
 اسی کی طرف اکٹھا کیا جائے گا تاکہ اس زندگی کے جو اعمال ہیں ان
 کی جزا تم کو ملے اور یہ زندگی جو امتحان اور کام کرنے کا زمانہ ہے
 اس کے لئے اس کے نتیجے اور انجام ملنے کا وقت آئے،

تو جب خود تمہاری ہستی اور تمہارے قومی تمہیں بتا رہے ہیں کہ یہ تمہارے فرائض ہیں اور یہ تمہاری زندگی کے اعلیٰ مقاصد ہیں اور پھر یہ کہ تم کو مرنے کے بعد اسی خداوند قہار کی عظمت و جلال کے دربار میں پیش ہونا ہے تو پھر تمہیں کیوں نگر فرمایوں اور سرکشوں میں لطف آتا ہے اور کس طرح تمہارے لئے بد اخلاقیوں اور زندگیوں میں خوشی اور اطمینان ہے اور یہ کیا ہے کہ ہر اچھی بات اور ہر عمدہ نصیحت اور ہر وہ آواز جو حق کے لئے بلند ہوتی ہے تمہارے دل نفرت اور نگر کی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہیں گویا کہ خدا سے ان کا کوئی رشتہ نہیں یا اس کے قانون جزا و سزا سے وہ مستثنیٰ کر دے گئے ہیں یا گویا انہیں اس یوم عظیم اس روز قیامت میں حاضر ہونے سے بری کر دیا گیا ہے،

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن

اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب ہو گا؟

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٤٠﴾ قُلِ إِنَّمَا الْعِلْمُ

تو کہہ دے کہ علم تو اللہ ہی کے

عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٤١﴾

پاس ہے اور میں تو صرف گھلا ڈرا نیوالا ہوں

سخت تعجب ہے کہ باوجود اس طرح کھول کھول کر سمجھا دیے جانے

کے بھی یہ نا عاقبت اندیش انسان اپنی سرکشی سے باز نہیں آتے؟

اور ان کو جو کرنا چاہئے وہ نہیں کرتے، بلکہ ایک مسخر کے انداز میں پوچھتے

ہیں کہ اچھا اگر واقعی قیامت آنے والی ہے تو کب آئے گی؟ اے پیغمبر!

تم کہہ دو کہ کب کا علم تو خدا کو ہے ہم اس کا زمانہ بتانے کے لئے نہیں
آئے ہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے اگر تم اس زمانہ کو آئیوا لانتے ہو تو کب
کا پوچھنا بیکار ہے اور اس کے زمانہ کی تعیین کا سوال بے فائدہ اور
عبث ہے اس کے آنے کا اگر تم کو خیال ہے تو اس خیال کا یہ نتیجہ ہونا
چاہئے کہ تم ان تمام مہمل باتوں سے الگ ہو کر اس کی کوشش کرو کہ تمہاری
زندگی کامیاب ہو اور تمہیں وہاں خوشی ملے۔ ہو اس طرح کہ یہود و
فضول اور مہمل سوالات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے دلوں میں
اس خیال کی اہمیت کا کوئی اثر نہیں بلکہ تم دل خوش کن افسانوں
کی طرح اسے بھی ایک فرضی لطیفہ سمجھ رہے ہو، میں محض ڈنکے کے لئے
آیا ہوں میرا صرف یہ کام ہے کہ تمہیں تمہاری زندگی کے تمام نشیب و فراز
بتادوں، مفصل طریقہ سے تمہیں سمجھا دوں کہ جزا و سزا کا زمانہ

ضرور آنے والا ہے اب ماننا اور نہ ماننا تمہارا کام ہے

() قَدْ آرَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ

تو جب وہ اسے نزدیک دیکھ لینگے تو ان کافروں کے چہرے بگڑ

كَفَرُوا وَقِيلَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدْعُونَ

جائینگے اور کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جس کا تم تقاضا کیا کرتے تھے

پر یا د رکھو کہ جب منہ ساری یہ غفلت رنگ لائیگی اور جب وہ زمانہ

آجائے گا جس کے وقت کا تم منہ ساری کوشش کرنا کرتے ہو اور

تمہارے ساتھ پوچھ پوچھ کر اس کی منہ ساری آڑا تے ہو تو اس وقت

تمہیں اپنے اس تمرد اور سرکش کی کامزا معلوم ہوگا اور اس وقت

تمہارے دل سمجھینگے اور تمہاری آنکھیں دیکھ لینگے کہ جس حقیقت کا

میں اٹھ کر تھا وہ سبکے موجود ہے اور اس وقت منادی غیب
 نہیں پکار کر کہہ گا کہ اے غافل اور اے خداے ذوالجلال سے
 سستی کرنے والے انسانو اپنے اس متمردانہ سوال کا جو تم پیغمبر
 سے کیا کرتے تھے اپنی آنکھوں سے جو اب دیکھ لو یہی دن ہے جس سے تم کو
 پیغمبر ڈراتا تھا تو تم اڑتے تھے اور یہی زمانہ ہے جس کا تم کو خوف دلایا
 جاتا تھا تو تم کشتی اور تہذیب سے پیش آتے تھے پس آج تمہارے لئے خوشی
 کی جگہ رنج و الم، راحت کے عوض دائمی جہنم اور عزت کے بدلے میں ہمیشہ
 کی ذلت اور روسپاہی ہے،

ر قُلْ اَرَأَيْتُمْ اَن اَهْلَكِنِي اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ
 تو کہہ دے دیکھو تو سہی اگر مجھے اللہ ہلاک کر دے اور میرے ساتھیوں کو
 اَوْر جِنَافِنِ يٰحَيُّ الْكَافِرِيْنَ مِنْ عَذَابِ الْيَوْمِ
 یاد رہے پر رحم کرے تو کون ہے جو کافروں کو دردناک عذاب پہناتا ہے

اے وہ لوگو! جو غصہ اور عداوت اور حسد اور کینہ کی وجہ سے میری تباہی اور
 بربادی کے منتظر ہو اور اے حق کے دشمنو! جو محض اشاعت حق کی وجہ سے
 میری ہر کامیابی کو غیر طرہ و غضب کی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور میری ہر
 تکلیف و پریشانی اور میری ہر ناکامی کو دل سے خیر مقدم کہتے ہو! تم کو
 چاہئے تھا کہ میری ہر بات کو دل کے کالوں سے سنتے میری ہر نصیحت
 کو قبول کرتے مگر اس کے برعکس تم میری اور میرے ان ساتھ دوزوالوں
 کی ہلاکت کے منتظر اور دشمنی ہو تم یاد رکھو کہ تمہارا یہ انتظار کرنا کبھی تم
 نہ ہو گا اور تمہاری یہ تمنا کبھی پوری ہونے کے لئے نہیں ہے! اور اگر
 بالفرض خدا ہمیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کر بھی دے تو تمہارا

اس میں کوئی نفع نہیں یا اگر خدا ہم پر رحم فرمائے تو بھی تمہارے لئے اس میں کوئی نفع نہیں کیونکہ خدا کے قانون جزا و سزا میں ہر شخص اس کا جواب دہ ہے جو خود اس سے کیا ہے

ہمارا انجام جیسا کہ سوچا اگر فریاد ہو کہ تو کوئی صورت نہیں کہ درناک خدا سے بچ سکو
 قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اَمْنَابِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ مَوْجِبُ ضَلَالِ الْمُجْرِمِيْنَ

تو کہئے ہی رحمان ہی تمہارا پیمانہ ہے اس میں ہم ذرا سی بھروسہ کیا ہے تو عنقریب تم جان چکے گے کہ کون سا گناہ ہے جس سے تم ان سے کہہ دو کہ تمہاری مخالفت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہمارا خدا

خداوند رحمان ہے ہمارا بھروسہ اسی پر ہے وہ خود تمہاری عداوت اور مخالفت کو زور کو نابود کر دے گا اور جس طرح اس نے ہمیشہ حق کو غالب اور باطل کو ذلیل و مقہور

کیا ہے آج بھی میری آواز کو بلند اور تمہاری مخالفت کو ذلیل کرے گا اور عنقریب حق کی فتح اور باطل کی شکست ہوگی اس وقت تم کو معلوم ہو جائے گا

کہ کون گمراہ تھا اور کون سیدھے راستے پر تھا،
 (قُلْ اَرَأَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَا وَرَاءَكُمْ غُورًا مِّنْ يَّامِيْكُمْ وَمَا تَعِيْنُ)

تو کہہ دے بعد بتاؤ تو سہی اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو کون ہے جو پہتا ہو اپنی تمہیں لادے گا
 آخر میں ایک سب سے بڑی اور عظیم الشان نعمت خداوندی کو یاد دلایا گیا ہے اور خدا کی قدرت اور اس کی رحمت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اے ناشکر

گزار انسانو! تمہاری زندگی کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ آسانی سی پوری ہو نیوالی ضرورت یعنی پانی جس کے بغیر نہ تم زندہ رہ سکتے ہو اور نہ تمہاری ضرورت کی

کوئی چیز پیدا ہو سکتی ہے اگر اسے وہ اپنے حکم سے خشک کر دے تو دوسرا کون ہے جو تمہاری لئی اس کا انتظام کرے تو کیا ایسی بڑی اور اس جیسی ہزاروں نعمتوں کے منتظر ہے

بھی اس رحمان کے لئے سر نہیں ڈال دیتے اور اس خدا کے قادر کی رضا مندی کیلئے اپنی تمام قوتیں نہیں سپرد کر دیتے جو اگر چاہے تو بیک وقت تمام نعمتیں تم سے چھین لے اور کوئی تمہارے

نہ آئے واللہ اگر تم لاکھوں برس کی عمر سجدہ میں گزار دو تو بھی اس ایک نعمت کا مستحق نہ ہو گے

سورہ شمس

کی ۵۲ آیتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے شروع زمانہ کے حالات دیکھو، آنحضرت لوگوں کو حق کی طرف بلا رہے ہیں، بت پرستی کی برائی بیان کر رہے، جزا و سزا کی طرف توجہ دلا رہے ہیں، مشرکین یہ دیکھ کر آپ کی آواز کو لپست کر دینا چاہتے ہیں، آپ کو ستاتے ہیں، ڈراتے ہیں، دھمکاتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ حکومت کے لالچی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ جادو گر ہیں، کوئی کہتا ہے کہ دفعو ذی اللہ! انہیں جنون ہو گیا ہے، غرض جتنے منہیں اتنے ہی باتیں ہیں، مگر مقصد سب کا یہی ہے کہ ان کی آواز کو ہمیشہ کے لئے روک دیا جائے، جب ڈرا کر، دھمکا کر، ستا کر عاجز ہو جاتے ہیں، تو حکومت کی لالچ دیتے ہیں، کہ تم ہمارے بتوں کو بڑا نہ کہو ہم تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں، تمہیں اپنا سردار بناؤ دیتی ہیں، غرض دنیاوی مال و دولت، عزت و حشمت، ملک و حکومت جو کچھ چاہو ہم تمام قوم مل کر تمہیں سب دینے کو تیار ہیں۔

ایک انسان کے لئے جو انسان کی جماعت میں رہتا ہے، اس کے ساتھ ہر طرح کے دنیاوی تعلقات وابستہ ہیں، کھاتا ہے پیتا ہے لوگوں سے ملتا جلتا ہے، غرض یہ کہ دنیا کی اسی آب و ہوا میں وہ بھی پرورش پاتا ہے، جس میں ساری دنیا پرورش پاتی ہے، یہ دو حالتیں، امتحان کے سب سے اونچی اور اتھالی حالتیں ہیں، ایک یہ کہ اسکو ممکن سے ممکن تکلیف اور ایذا

دی جائے دوسری یہ کہ علیہ سئل ورحمتہ ملک و دولت غرض یہ کہ اس
زندگی کی اعلیٰ ترین کامیابی کی لالچ دی جائے اس حالت امتحان میں
ثابت قدم رہنا اور اپنے مقصد پر اپنی ہستی اور ساری دنیاوی کامیابی
کو قربان کر دینا، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھا
دیا، ایک بہت بڑا انسانی کارنامہ ہے، جسے صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو قرآن
کے الفاظ میں الو العزم کے گئے ہیں +

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے شروع زمانہ میں جو سورتیں نازل ہوئی ہیں
زیادہ تر ان میں ان ہی امور کا تذکرہ تم کو ملے گا +
(۱) پیغمبر کی تسلی اور تشفی، اسکی وصلہ افزائی، اس کی مدح و ثناء
و دشمنوں کی ایدار سانیوں پر صبر کرنے، مخالفوں کی پروا نہ کرنے، دشمنوں کی
باتوں میں نہ آنے، اپنے مقصد ہدایت و ارشاد پر ثابت قدم رہنے کا حکم
(۲) حق کی مخالفت کرنے والوں، پیغمبر کی بات نہ ماننے والوں کو تہدید،
بڑے انجام سے ڈرانا، اعمال کی جزا و سزا، اس زندگی کے فنا ہونے اور
دوسری زندگی کے آنے کی طرف توجہ دلانا +

(۳) زندگی کے اصل مقاصد یعنی خدا کے ساتھ اور خدا کی مخلوق کے ساتھ
عمدہ تعلقات پیدا کرنا +

اس سورت میں بھی ان ہی امور کا تذکرہ ہے، شروع میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی دی گئی ہے، پھر آپ کو مخالفین کی باتوں
سے الگ رہنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کے بڑے انجام کی مثال ایک باغ والے
وقت سے دی گئی ہے، اچھے اور بڑے کاموں کی جزا و سزا کے ضروری
ہونے کی بنا پر توجہ دلانی گئی ہے، اور مدلل طریقہ سے اسے ثابت کیا گیا ہے

پھر ان معنی الفین سے باضابطہ مدلل پیرایہ میں گفتگو کر کے ان کو دکھا دیا گیا ہے، کہ ہر لوگ اس صحیح تعلیم کو قبول نہیں کرتے ہیں، اور پڑے انجام سے ڈر کر اپنی اصلاح کے لئے آمادہ نہیں ہوتے، وہ سخت غلطی پر ہیں۔

(۱) ان، وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ

قسم ہے قلم کی، اور اس کی جو وہ لوگ لکھتے ہیں،

(۲) مَا أَنْتَ بِمُعْتَدٍ لِّمَنْ جُنُونَ

تو اپنے رب کے فضل سے کچھ دیوانہ نہیں

وہ قلم جس سے لوگ یہ قرآن لکھتے ہیں، اور خود وہ باتیں جو قلم سے لکھی جاتی ہیں، یعنی قرآن کی وہ آیتیں جو یہ لوگ تم سے سُن کر نقل کر لیتے ہیں، اس پر صاف گواہ ہیں کہ بفضل خدا تم کچھ دیوانہ نہیں ہو، ان باتوں کے اندر جو اخلاقی اور روحانی تعلیم ہے، وہ باوا زبند پکار رہی ہے کہ تم جنوں نہیں ہو، کیونکہ کوئی مجنون، صحیح اور منصف گفتگو نہیں کر سکتا چہ جائیکہ انسانی ترقی اور انسانی فطرت کو نکل اور کامیاب بنانے کے ایسے کامیاب اصول اور اعلیٰ قانون بتا سکے جو قرآن میں موجود ہیں، پھر جو لوگ اپنی عداوت اور بغض کی وجہ سے تم پر جنون اور دیوانگی کا الزام لگاتے ہیں۔ ان کے اس الزام کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے صرف تمہاری وہ تعلیم کافی ہے، جو خدا کی وحی سے تم لوگوں کو بتاتے ہو بالخصوص جاہلیت کے تاریک زمانہ میں جبکہ انسانیت دنیا کے انسان سے حروف غلط کبیلا ح سٹ چکی تھی، ایک ایسی عمدہ تعلیم اس کے معلم کی انتہائی قوت عقلمانی اور انتہائی کمال انسانیت پر شاہد ہے،

۱۵) وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ

اور بے شک تیرے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہو

اے پیغمبر! تم جو کام کر رہے ہو، انسانیت کی جس عظیم الشان خدمت کا تم نے بیڑا اٹھایا ہے، بنی نوع انسان کی اصلاح و ترقی کے لئے جس قدر، اور جس طرح تم نے اپنے ذاتی منافع، اپنی راحت اپنے عیش و آرام کو قربان کر دیا ہے، اور حقیقت یہ کار نامہ دنیا کا ایک عظیم الشان کار نامہ ہے، اور جو کام تم کر رہے ہو، بے شک یہ، دنیا کے سب سے بڑے انسان کا کام ہے، اس لئے اس بڑے کام کی جزا بھی تم کو ضرور اتنی ہی ملے گی، جو تمہارے اس کام کے شایاں ہو، دنیا کی اس سب سے بڑی ضرورت کا احساس جو تم نے کیا، اور اس کو پورا کرنے کے لئے جس طرح تم نے اپنی ساری زندگی، زندگی کی ہر حرکت اور سکون، اپنا دماغ، اپنی عقل، اپنی ہمت، اپنی کوشش، اپنے سارے قواعد و اصول اور اتہام یہ کہ اس کام کو پورا کرنے کے لئے جو تم نے اپنی جان تک آڑا دیا ہے ممکن نہیں کہ یہ ضائع ہو جائے یا اس کا اجر کسی طرح محدود ہو۔

۱۶) وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ

اور بے شک تو بڑے خلق پر ہے

بے شک تم، جو ان اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتے ہو، انسان کو اس کی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی طرف توجہ دلاتے ہو انسان کی انسانیت کو مکمل کرنے کے بہترین قوانین بتاتے ہو، اس سے صاف ظاہر ہے کہ تم خود انسانیت کے اعلیٰ ترین کمال پر ہو، تمہارے اخلاق خود بھی

ہدایت شریف و حلیل القدر ہیں، مخالفین جو کچھ تمہارے متعلق کہتے ہیں،
یا وہ جو تم پر جنون کا الزام لگاتے ہیں، یہ سب ان کی حاسدانہ شرارتیں ہیں،
اور ابلیس مانند ایذا رسانیاں، تم اچھے ہو اور یقیناً بہترین راہ پر ہو، اور اس پر
خود یہ قرآن گواہ ہے جو تمہاری زندگی کے مقصد، تمہاری حرکت و سکون،
تمہارے دن رات کے مشغلہ، کا ایک کھلا اور واضح نظام الاوقات
یا پروگرام ہے +

(۵) فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُ وَكَانَ بِآيَاتِكُمْ

تو عن قریب تو دیکھ لے گا اور وہ بھی دیکھ لینگے، کہ تم میں سے
المفتون (۶) اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

کون دیوانہ ہے، بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

کہ کون اسکے راستے سے گمراہ ہے، اور وہ ہدایت یافتوں کو بھی پہچانتا ہے

پیش کشین و کفار، یہ دشمنانِ دین، جو الزام لگائیں، تمہیں جو کچھ کہیں،
نہیں کہنے دو، اللہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سیدھی راہ پر کون لوگ ہیں
اور گمراہ کون ہیں، یہ ممکن نہیں کہ سیدھی راہ پر چلنے والے اور گمراہ ہمیشہ
یوں ہی رہ جائیں اور ان کو ان کا نتیجہ نہ ملے، یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا
دونوں کو ایک رنگ میں رکھے، اور سیدھے راستے پر چلنے والوں کو
ان کا اچھا ثمرہ اور گمراہ کو اس کا برا نتیجہ نہ دکھائے، جب خدا کو ان
دونوں کی حالتوں کا پورا علم ہے تو عن قریب ظاہر ہو کر رہیگا کہ تم میں
اور ان مخالفین میں سے کون ٹھیک کرتا تھا اور کون دیوانہ و مجنون تھا،
اور اسے پیسبہر تم بھی دیکھ لو گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لینگے کہ تم دونوں

میں سے کس کو جنون کہتا، کم اطمینان رکھو، وہ زمانہ نہایت قریب ہے
 جب اہل کوان کی مخالفت اور حق سے منہ موڑنے اور گمراہی پر اڑے رہنے
 کا پورا نتیجہ مل جاویگا اور وہ اپنی آنکھوں سے اپنی تباہی و بربادی
 اور تمہاری کامیابی اور تمہاری، حق کی آواز کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں
 کامیابی کے ساتھ پھیلے ہوئے دیکھ لینگے، اس وقت انھیں اندازہ ہوگا
 کہ درحقیقت وہی دیوانے تھے اور جنون خود ان ہی کو تھا۔

(۱) فَلَا تُطِيعُ الْمُلُوكَ دِينًا (۹)

تو جھٹلانے والوں کی بات نہ مان
 وَذُو الْاَوْتُلُكُنْ فَيُدْهِنُوْنَ

ان کی تمنا ہے کہ تو نرمی کرے تو وہ بھی نرمی کریں

اے پیغمبر! تم اپنے خیال میں سختگی کے ساتھ قائم رہو، یہ مخالفین
 چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں اپنی باتوں پر لے آئیں یہ لوگ جو تمہیں جھٹلاتے
 ہیں، کبھی تمہاری بات نہ مانینگے، وہ تم سے کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کو
 برا نہ کہو تو ہم تمہارے اللہ کو مان لینگے، یا یہ کہ تم ہمارے بتوں کی پرستش
 کرو تو ہم تمہارے اللہ کی پرستش کریں گے، اس قسم کی جو باتیں وہ تم سے
 کہتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہے کسی طرح تم کو تمہارے خیال سے
 ہٹا دیں، یا اصلی مقصد میں ڈھکیا کر دیں، وہ چاہتے ہیں کہ تم اپنی
 باتوں میں کچھ سست ہو جاؤ، جس زور کے ساتھ کلمہ حق کا اعلان کرتے ہو
 جس آنادی کے ساتھ، لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہو اس کو کمزور کر دو
 تو وہ بھی اپنی مخالفت کا زور، اپنی خیالات لے موافق کم کر دیں،
 تو اسے پیغمبر! ان کی ان باتوں کی طرف ذرا توجہ نہیں کرو جیسا نہ پاک

کے ساتھ اپنے کام میں لگے ہوئے ہو، لگے رہو، نہ ان کی مخالفت کی
ذرا برابر پروا کرو، اور نہ ان کی موافقت کی امید پر بھروسہ

(۱۱) وَلَا تَطْعَمُ كُلَّ حَلَاقَةٍ هَيْنٍ (۱۱)

اور نہ بات مانو کسی قسم پر کھانے والے ذلیل کی،

هَارِ مَشَاءٍ بِمِجْرَدٍ (۱۲) مَنَاجِجِ الْخَيْرِ

جو چغلیوں کی جغلی اور صبر اور صبر کھانا پھرنا ہی، اچھے کاموں سے روکتا ہے،

مُعْتَدِلٍ نَيْمٍ (۱۳) عُنَّ بَعْدَ ذَلِكَ زَيْمٍ

ریاضی کرتا ہے، گنہگار بنے، گردن کش ہے، علاوہ ازیں بدنام ہو،

ایسے لوگوں کی بات کبھی نہ مانو، جو ذلیل ہیں، بات بات پر لمبی چوڑی قسم

کھانی کو تیار، خواہ مخواہ دو سروں کے عیب نکالتے پھرتے ہیں،

لوگوں کی چغلی کھانا منہ کا لوالہ ہے کسی کو اچھا کام کرتے دیکھتے ہیں تو اسی

روکتے ہیں، ہر کام میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں، دن رات گناہوں

میں غرق، سرکش گھٹیوں میں پڑی ہوئی ہے، ساری مخلوق میں بدنام ہیں،

ایسے لوگ صورت تو انسان کی رکھتے ہیں، مگر انسانیت سے کوسوں دور ہیں،

یہی لوگ انسانی شیطان ہیں، جن کے اندر بھلائی کی بو بھی نہیں، ساری

بد اخلاقیوں ان کے اندر موجود ہیں، خود جھوٹے، بات بات پر قسم کھا کھا کر

اپنے آپ کو کمینہ اور ذلیل بنا چکے ہیں، عملی حالت بھی ان کی بدتر، انسانیت

کے تو انہیں کو بالائے طاق رکھ کر بد اخلاقیوں میں مبتلا ہیں، اس دولت

اور عملی حالت کے بدتر ہونے پر ہی بس نہیں، اس کے ساتھ ہی،

یہ مخلوق خدا کی ایذا رسانی، لوگوں کی چغلیوں کی، لوگوں کی عیب جانی

کرتے ہیں جو ساری بد اخلاقیوں میں بدترین خصالتیں ہیں، اس سے بھی

بڑھ کر یہ کہ وہ ہر اچھے کام کے دشمن ہیں، خود نہیں کرتے، لوگوں کو بھی اچھا کام کرنے نہیں دیتے، ایسے سرکشوں، اور ایسے کیمینوں سے بھلائی کی امید یا اچھے مشورے کی توقع رکھنا ہی غلط ہے، اس لئے اسے پیغمبر تم اپنے ان مخالفین کی کسی بات کو نہ مانو، کیونکہ ان کی یہ حالت صاف بتا رہی ہے کہ وہ انسانیت کو طبقہ سے بالکل گرچکے ہیں،

(۱۴) اِنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ

اس لئے کہ وہ مالدار اور صاحب اولاد ہے

(۱۵) اِذَا تَشَاءُ عَلَيْهِ اِيْتَانَا

جب ہماری آیتیں اسی پر بھی جاتی ہیں

قَالَ اَسَا طَيْرٌ اَوْ لَآئِنَ

تو کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں،

چونکہ خدا نے انہیں مال اور اولاد دی ہے، دنیاوی مال و منال، عیش و راحت کے پورے سامان انہیں میسر ہیں، اسی کے بدلے میں یہ خدا کو بھول بیٹھے ہیں، اپنی انسانیت کے فرائض کو پس پشت، ڈالے ہوئے اسی دنیاوی عزت و دولت کے بھروسے پر یہ اس قدر مغرور ہیں، اور اسی غالی جائد اور پر یہ اس قدر نازاں ہیں، کہ اپنے انجام کو فراموش کئے بیٹھے ہیں، اپنے کاموں کی جزا و سزا سے غافل ہو گئے ہیں، اپنے اعمال کی ذمہ داری کا احساس انہیں نہیں ہے، اور اپنے آپ کو یہاں تک آزاد اور خدا کی پکڑ سے باہر سمجھ بیٹھے ہیں، کہ ساری بد اخلاقیوں میں مبتلا ہیں، مخلوق کی ایزد سبائی میں منہمک ہیں، اور جو جو کام انہیں نہ کرنا چاہئے تھا، سب کچھ کر رہے ہیں۔ اور جو جو انہیں کرنا تھا، سب چھوڑے ہوئے ہیں،

ان کو لازم تھا کہ خود اپنی حالت سے متنبہ ہوتے، خود اپنی غلطی محسوس کرتے اور خود اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے، مگر غضب کی انتہا ہے، کہ خود تو متنبہ کیا ہونگے، خدا کی طرف سے ایک خیر خواہ ناصح، ایک ہمدرد مصلح، ایک سچ کی طرف بلاسنے والا، ایک بشیر و نذیران کو پاس آتا ہے، وہ نرمی کے پیرا یہ ہیں، مسطحی گفتگو میں خوشامد کر کے انھیں سمجھاتا ہے، دلیل دے دے کر انھیں ان کی غلطیاں بتاتا ہے، برے انجام کا خوف دلا کر انھیں اچھے اخلاق، اچھے اعمال، اور عمدہ اور پاکیزہ خیالات کی طرف بلاتا ہے، خدا کے وہ کلمات انھیں سناتا ہے جن میں انسانیت کے فرائض، انسانی زندگی کو کامیاب بنانے کے قوانین، انسان کو خدا تک پہنچا دینے کا سیدھا راستہ، اس عمدہ نظم، اور اس معجز طرز بیان کے ساتھ بتائے گئے ہیں جو انسان کی ممکن قوت سے باہر، اور جو دنیا کے قلیل و بلیغ ترین خطیب و شاعر کی قدرت سے بالاتر ہیں تو یہ کوشش اور شیطان صفت انسان کہتے ہیں کہ وہ یہ تو پیرائے لوگوں کی کہانیاں ہیں، یہ تو قدیم زمانے کے افسانے ہیں،

وَسَنبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
 ان کو آ رہا ہے جیسا ہم نے بارش والوں کو آ رہا یا
 ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ دینگے، ہم نے تو
 پلٹ کر تم کو بتا دیا ہے انصاف الجنت

ان کو آ رہا ہے جیسا ہم نے بارش والوں کو آ رہا یا
 عنقریب یہ لوگ دلیل و رسوا ہو کر اپنے برے انجام کو پہنچینگے، ان کی
 پیشانی پر کلنگ کا ٹیسکا لگ کر رہینگا، اور ان کی یہ بد اعمالیاں رنگ
 لاکر رہیں گی، اگر یہ مال و دولت میں ہیں، مگر انھیں دنیاوی راحت و سامان

مہیا ہیں، اگر انھیں عزت اور فارغ البالی پسر ہے تو اس کے بھرے
 پر نہ رہیں، اس پر مغرور نہ ہوں، یہ نہ سمجھیں کہ ان برسے اعمال کی
 گئی، ہرگز نہیں، یہ ان کے امتحان کا وقت ہے، ہم دراصل ان کو
 ان نعمتوں سے آزما رہے ہیں، کہ وہ ان نعمتوں کی وجہ سے ہمیں
 خدا کو زیادہ یاد کرتے ہیں، ہماری زیادہ اطاعت کرتے ہیں، یا ان
 نعمتوں پر مغرور ہو کر ہمیں بھول جاتے ہیں، اگر وہ اس امتحان میں
 کامیاب نکلے تو ان کے لئے دنیاوی ریاضت کے ساتھ آخرت میں بھی
 راحت و عیش ہے، اور اگر کامیاب ہوئے تو ان کی آخرت تو برباد
 ہو ہی گئی، یہ سارے دنیاوی ساز و سامان بھی چھین جائیگے جس
 طرح ہم نے ایک باغ والوں کو آزما یا تھا:

إِذَا قَسَمُوا لَكَ مِنْهَا مَضْبِحِينَ

جب انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتا سکو کاٹ لینے گا

(۱۸) وَلَا يَسْتَنْوُونَ (۱۹) فَطَافَ عَلَيْهِمَا

اور انہوں نے استثناء نہ کیا تو تیرے سب کی طرف سے

طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ (۲۰)

ایک آئیوا اس پر آپہنچا مالنگ وہ سوئے ہوئے تھے

فَأَضْبَحَ بِهَا الْقَارُونَ (۲۱) فَتَنَّا

تو وہ باغ صبح کے وقت اپنے چھری کیا ہوا، پھر صبح ہوتی

مَضْبِحِينَ (۲۲) أَنْ أَعْلُوْا عَلَى

بھوں کی ایک دسر کو بکارا مگر تم کو کاٹنا ہے تو سوچو

حَرْثَكُمْ أَنْ كُنْتُمْ صَارِمِينَ (۲۳)

اپنی کھیتی پر چلو

فَالظَّلْمُ وَأَوْهَمَ يَخَافُونَ (۲۴) اِنْ

پھر سب چپکے باتیں کرتے چلے ، کہ
لَا يَدْخُلْنَهَا يَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ

آج کوئی محتاج ہرگز تمہارے پاس وہاں نہ آئے پائے ،

(۲۵) وَعَدَّوْا عَلَىٰ حَزْدٍ قَادِرِينَ (۲۵)

اور نخل کی نیت پر صبح کی بوقت اپنے آپ کو تو اٹلا سمجھتے ہو چلے
فَلَمَّا رَأَوْهُمُ الْغُلَّاقَ إِذَا الضَّالُّونَ (۲۶) بَلْ

جب انہوں نے باغ کو دیکھا تو بولے کہ ہم راہ بھول گئے ، نہیں
نَحْنُ مَحْرُومُونَ (۲۶) قَالَ أَوْسَطُهُمْ

بلکہ ہم محروم ہو گئے ، اس میں بہتر شخص تھا بولا کہ کیا
أَلَمْ آقُلْ لَكُمْ لَوْ لَا تَسْبِيحُونَ (۲۷) قَالُوا

میں غم سے نہیں کہتا تھا کہ تم کیوں نہیں تسبیح کرتے ، بس سب
سَبَّحْنَا رَبَّنَا إِذْ كُنَّا ظَالِمِينَ (۲۸) فَأَقْبَلَ

کہنے لگے کہ ہم اپنی رب کی تسبیح کرتے ہیں ، بیشک ہم ظالم تھے ، پھر ایک
بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ (۲۹) قَالُوا

دوسرے کو آپس میں بلاست کرنے لگا ، بولے کہ اے افسوس
يَوْمَ نَدْعُ الْأَغْيَابَ (۳۰) عَسَىٰ رَبُّنَا أَنْ

بیشک ہم زیادتی پر تھے ۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارا رب اس کی بد
يَجِدْ لَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ

میں اس سے بہتر چیزیں دے ہم تو اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں
ہمارے والوں کا قصہ یہ ہے کہ چنداں شخا نہیں ایک باغ کے مالک تھے

، جب باغ کا پھل تیار ہونے کو آیا، گویا ایک دن سب نے
 مشورہ کیا کہ کل صبح پھل کاٹ لینگے، اور اس طرح پختگی کے ساتھ
 بیان کیا کہ گویا آئندہ کے سارے حالات و واقعات ان ہی کے قبضے میں
 ہیں انہوں نے قسم کھائی کہ کل صبح ضرور پھل کاٹ ڈالینگے، اور یہ نہ سمجھے
 کہ آئندہ کی باتیں صرف خدا ہی کے اختیار میں ہیں، ان کے اختیار میں نہیں،
 ان لوگوں نے اپنی قوت اور اپنے ارادے پر اس قدر بھروسہ کیا کہ
 یہ خیال ظاہر کرتے وقت خدا کا تذکرہ تک نہ کیا، حالانکہ ہر انسان کو لازم
 کہ جب آئندہ کسی کام کرنے کا ارادہ ظاہر کرے تو یہ ضرور کہہ دے کہ اگر
 خدا نے چاہا تو یوں کریں گے، صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو بلانے لگے کہ
 رات کے ارادہ میں پختہ ہو تو چلو، باغ کا پھل کاٹ لائیں، سب چل کھڑے
 ہوئے، کھیت کاٹنے کے وقت تمام طور پر یہ دستور ہے کہ غریب اور
 محتاج لوگ ایسے وقت میں آجاتے ہیں اور کھیت والے انہیں اپنی گوشہ نشینی
 کے بار آور ہونے اور غلہ گھر لے جانے کی خوشی میں ان مسکینوں کو بھی کچھ
 دیدیتے ہیں، ان باغ والوں کے بخل اور سرکشی کی یہ حد تھی کہ جب سب مل کر
 باغ کی طرف چلے تو آہستہ آہستہ یہ مشورہ کرنے لگے کہ خبردار رہنا
 آج کوئی مسکین ہا اور محتاج باغ تک نہ آنے پاوے، ورنہ ان کو کچھ نہ بچھ
 دینا ہوگا، بہر حال انسان کے دو اعلیٰ فرائض یعنی خدا سے صحیح تعلق پیدا کرنا
 اور خدا کی مخلوق کے ساتھ رحم و مہربانی کا برتاؤ کرنا، یہ باغ والے ان
 دونوں فرائض کو پس پشت ڈالے ہوئے تھے یہ لوگ تو اپنا یہ کچھ
 خیال پکار رہے تھے، وہاں معاملہ ہی دگرگوں ہو چکا تھا ان کی ہادھا قیولہ
 کے پاداش میں، خدا کے حکم سے آئندہ ہی اس زمین کی آبی کہ راستہ ہی راستہ

میں سارا باغ اور اس کے تمام درخت اور میوے تباہ اور برباد، اور
 مستیاناس ہو گئے، ایسا معلوم ہونے لگا کہ سارے درخت اور کھیت وغیرہ کاٹ
 لئے جا چکے، جب یہ لوگ قریب پہنچے تو، اس جگہ کو پہچان نہ سکے اور کہنے
 لگے کہ ہملوگ اتنے بھول گئے، یہ تو دوسری جگہ ہے، پھر جب کچھ غور کر کے
 دیکھا تو سمجھ گئے کہ اوہو، یہ تو ہمارا ہی تباہ برباد شدہ باغ ہے! افسوس
 ہملوگ بالکل بد قسمت رہ گئے! اساری کھیتی اور میوے وغیرہ یوں تباہ اور
 برباد ہو گئے! جب کیا تنگ ہوں نے تو خدا یاد آیا۔ ان میں ایک صاحب جن
 میں اوروں کی بہ نسبت کچھ صلاحیت تھی، کہنے لگے کہ دیکھو میں تم لوگوں
 سے کہتا رہتا تھا کہ خدا کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے، خدا کو یاد کیوں
 نہیں کرتے، یہ ساری تباہی اور بربادی اسی لئے آئی کہ ہم لوگ خدا کو بالکل
 بھول بیٹھے تھے، اور اس کی تسبیح و تقدیس کو چھوڑے ہوئے تھے،
 یہ سن کر سب کو ندامت ہوئی، اور سب مل کر کہنے لگے کہ "اے ہمارے
 پروردگار! ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں، بیشک ہم لوگوں نے ظلم کیا،
 ہم نے غلطی کی، ہم اپنے زندگی کے فرائض سے غافل رہے، اور ہم
 تیری قدرت اور اپنے انجام کو بھول گئے، پھر ایک دوسرے کو سمجھانے
 لگے اور اپنی اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہوئے آپس میں ایک دوسرے
 کو ملامت کرنے لگے، کہ ہاں افسوس، ہم لوگ بڑی زیادتی میں مبتلا
 تھے، ہم بد اخلاقیوں میں حصہ لگے تھے، ہم نے اپنی انسانیت کو بالکل
 طاق رکھ دیا تھا، خیر اب ہم اپنی اپنی غلطیوں اور گناہوں سے توبہ
 کرتے ہیں، اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں، وہ ہم کو
 سس سے زیادہ اور اس سے بہتر دیکھا۔

۳۳ کذٰلِكَ الْعَذَابُ الْعَلِيْمُ

اسی طرح عذاب ہوتا ہے اور بیشک

الْآخِرَةُ الْاَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُوْنَ

آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے، کاشس یہ جانیں،

خدا کی طرف سے اسی طرح عذاب آتا ہے، اسکی کوئی مرعین یا محدود صورت نہیں جب کوئی قوم، کوئی جماعت، اپنے فرائض سے غافل ہو جاتی ہے، اپنے اعمال کی ذمہ داری کا احساس اس سے جاتا رہتا ہے، بد اخلاقیوں کی برائی اس کے سمجھ میں نہیں آتی، اور رفتہ رفتہ انسانیت کا جوہر فنا ہوتی ہوتے جب وہ بالکل حیوان صفت اور درندہ خصلت ہو جاتی ہے تو پھر ایسی حالت میں، اس کی ان بد اعمالیوں کا انجام دنیاوی عذاب و مصیبت، ذلت و افلاس، مال و اولاد کی تباہی، اور دنیاوی اسباب معیشت کی بربادی کی صورت میں اسے آگھیرتا ہے یہ تو صرف عذاب اور وہ سزا ہے جو اس زندگی میں ملتا ہے، آئندہ آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ اور سخت اور بڑا ہے، اسے کاش! لوگ کچھ غور کریں، کچھ سوچیں، کچھ اپنی عقل سے کام لیں کہ، جب اچھے کام اور بُرے کام میں اچھے اور برے ہونے کا فرق ہے، تو کیونکر ممکن ہے کہ اچھے کام کرتے والے کو اچھا نتیجہ، اور برے کام کرنے والوں کو برا نتیجہ نہ ملے گا۔ یہ ظاہر حقیقت ہے، اور ایک موٹی بات ہے، مگر فسوس کہ بہت لوگ ہیں جو اس کھلی حقیقت کو بھی نہیں سمجھتے، اسے پیغمبر! جس طرح ہم نے ان باغ والوں کو کس قدر لعنتیں دیں اور انھیں امتحان میں ڈالا، تبس میں وہ ناگمیا ب ثابت ہو کر اپنا بھرا

انجام پا کر متنبہ ہوئے، اور آخر ان کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوا
 ٹھیک اسی طرح، تمہارے مخالفین بھی جو دنیاوی مال و دولت
 اور اس فانی زندگی کے، فانی اسباب معیشت پر نازاں، اور غرور
 ہو کر ہیں (خدا کو) بھول بیٹھے ہیں، اور تم جو میرا پیغام انھیں سناتے ہو،
 میری طرف انہیں بلا تے ہو، تو تمہیں سناتے ہیں، تمہاری آواز حق کو
 روکنے کی کوششیں کرتے ہیں، انھیں بھی ہم دنیا میں یہ نعمتیں
 دے کر اڑا رہے ہیں، اور ان کا امتحان لے رہے ہیں، کہ لوگ دیکھ
 لیں کہ آیا یہ لوگ جو ان نعمتوں کے بھروسہ پر ہیں چھوڑ بیٹھے ہیں، لہذا
 نصیحتوں سے متاثر اور میرا پیغام حق سن کر بھی متنبہ ہوتے ہیں اور
 اپنی اصلاح کی توجہ کرتے ہیں، یا بالکل ہی حد سے گذر چکے ہیں،
 اور اپنی انسانیت کو بھی کھو بیٹھے ہیں، اور بغیر آسمانی عذاب اور سخت
 سزا کے متنبہ نہیں ہونگے، اگر ایسا ہے تو انہیں ہوشیار رہنا چاہئے،

(۱۳۷) اِنَّ الْمَتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ

بے شک پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے

النَّجِيْمِ

یہاں نعمتوں کی جنتیں ہیں

لبستہ جو لوگ اپنے فرائض سمجھتے ہیں اور پورے کرتے ہیں، انسانیت
 کے قانون کی پابندی کرتے ہیں، بد اعمالیوں کی سزا اور خدا کے عذاب سے
 ڈرتے ہیں، ان کے لئے خدا کے یہاں جنتیں (بارش) ہیں جن میں ہر طرح
 کی نعمتیں ان کے لئے مہیا ہیں، انسانی زندگی کی راحت اور آرام کی
 تمہارے سامان وہاں ایسے لوگوں کے لئے موجود ہیں، اور ان کے

اچھے اعمال کی نہایت اچھی جزا انھیں ملنے والی ہے

جزا اور سزا پر خدا کے عدل کی شہاد

(۳۵) اَفْتَجْعَلِ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ

تو کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کے طرح کر دیں گے

(۳۶) مَا لَكُمْ لِيَفْتَنَنَّكُمْ مَنَ عَدُوٌّ

تم کو کیا ہو گیا ہے، کیسا حکم لگاتے ہو،

اُسے بُرے اعمال میں منہمک ہونے والو! اور اُسے اپنے فرائض کو پس

پشت ڈال دینے والو! کیا تم اس خیال میں مست ہو کہ مرنے کے بعد

اچھے اور بُرے سب یکساں ہو جائیں گے؟ سب کا انجام ایک ہی سا ہو گا؟

نیکی اور بدی دونوں کی ایک ہی انتہا ہو جائیگی؟ ہرگز نہیں، تمہاری

عقل کیا ہو گئی ہے؟ تمہیں ہو کیا گیا ہے؟ یہ تم کس طرح کی باتیں کرتے

ہو؟ کچھ ہوش و حواس کی باتیں کرو، کچھ اپنی سمجھ سے کام لو، جب

اچھے کام اچھے ہیں اور بُرے کام بُرے ہیں جب نیکی اور بدی دو

الگ الگ حقیقتیں ہیں، جب خود اس دنیا میں، شب و روز تمہاری آنکھوں

کے سامنے، اچھے کام کرنے والوں کو، قانون کی پابندی کرنے والوں کو،

اچھی جزا دی جاتی ہے، انعام دیا جاتا ہے، اُن کی عزت کی جاتی ہے،

اور بُرے کام کرنے والوں کو، قانون شکن لوگوں کو ذلیل سمجھا جاتا ہے،

سزائیں دی جاتی ہیں، تو وہ خدا کے قادر و توانا، وہ دنیا اور آخرت

کا شہنشاہ جس کی حکومت ہر طرح کی انسانی نفسوں اور غلطیوں کی

بالا تر ہے، جسکی سلطنت محض عدل و انصاف پر مبنی ہے، جسکی عدالتیں

عربی اور عجمی تمدن اور وحشی، ترقی یافتہ اور متنزل، عالم و جاہل سب یکساں ہیں، جس کی جبروت کے ذریعہ میں نہ کسی رنگ کا امتیاز عہدت تفوق ہے، اور نہ کسی خاص قوم یا خاص ملک، کی خصوصیت قابل تیرجیح کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا عدل، اور اس کا انصاف، اور پھر اس کی رحمت، اچھے کام کرنے والوں اور بُرے کام کرنے والوں دونوں کا انجام یکساں ہونے دے، اور اچھائی اور بُرائی دونوں کی ایک انتہا کر دی ظالم ظلم و سسرکشی کی زندگی بسر کر کے مر جائے اور اُسے سزا نہ ملے، یا مظلوم، انکی اور بیکیسی کی زندگی گزار کر فنا ہو جائے اور اسے اس کا انعام نہ ملے۔ یا پھر اس کی پُر حکمت قدرت کے قوانین کس طرح پرگوارا کر سکتے ہیں کہ ام اور نیم دونوں ایک ہی طرح کے اور ایک ہی ذائقہ کے پھل لائیں؟

(۳۸) اَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ (۳۸) اِنَّ

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو، کہ تمہارے

لَكُمْ فِيهَا تَحْيُرُونَ؟ (۳۹) اَمْ لَكُمْ

لئے اس میں وہی ہوگا جو تم پسند کرو گے، یا قیامت تک کے

اِيْمَانٌ عَلَيْنَا بِالْغَاةِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

لئے ہم پر تمہاری قسمیں ہیں کہ جو تم فیصلہ کرو گے وہی

اِنَّ لَكُمْ لِمَا تَكْفُرُونَ (۴۰) سَلِّمُوْهُمْ

تمہارے لئے ہوگا، تو ان سے پوچھ

اِيْهُمْ بِذَلِكَ زَعِيْمًا (۴۱) اَمْ لَكُمْ

ان میں سے کون اس کا ضامن ہے، یا ان کے

شَرُّكَ أَشْرَءُ فَلْيَاثُورِ اِبْرٰهِيْمَ

شرکادہیں، تو اگر وہ ہے ہیں

اِنَّ سَاوَاۡصِدٍ قٰلِيْنَ

تو اپنے شرکار کو لائیں

آخر تم لوگ جو اپنے انجام کی طرف سے اس طرح بے پروا، اور بڑے کاموں کی سزا سے اس قدر بے خوف ہو، اس کی کیا وجہ ہے؟ کوئی بے سمجھ اور جاہل سے جاہل انسان بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اچھا اور برے کام کا اچھا اور برا نتیجہ نہیں ہوتا، یا اچھے اور برے کام، اچھا اور برا نہیں ہیں، جب یہ بات اس قدر واضح ہے تو پھر تم لوگوں کی یہ بے پروائی، یہ غرور و تکبر، یہ تمرد اور سرکشی، کس بنا پر ہے؟ تم جزا سزا سے کس چیز کے بھروسے پر بے خوف ہو؟ کس چیز نے تمہیں اپنے انجام کی طرف سے مطمئن کر دیا ہے، کیا تمہارے پاس خدا کی کوئی ایسی کتاب ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ تمہاری جزا و سزا کا معاملہ تمہارے پسند کے موافق طے ہو گا، اور اس زندگی کے اعمال و افعال کا نتیجہ تمہارے اختیار کے مطابق تمہیں ملیگا؟ یا یہ کہ ہم نے خدا سے تم سے اس بات کا معاہدہ کیا ہے کہ تمہارا انجام تمہارے ہی فیصلہ کے مطابق طے پائے گا، اور تمہارا کاموں کا بدلہ تمہارے ہی حکم کے مطابق تمہیں ملیگا؟ تو کیا ہمارے تمہارے درمیان اس قسم کا عہد نامہ قیامت تک کے لئے مرتب ہوا ہے؟ اسے پھیمبر ان سے پوچھو، کہ تم لوگوں میں سے کون کون حضرات اس خیالِ خام میں مبتلا ہیں، کون کون اس بات کی ضمانت لیتا ہے، اور کون کون لوگ اس باطل اور یہودہ گمان میں پڑ کر خواب غفلت کے مزے لے رہے ہیں،

یہ کہ ان کے دانشمندی میں خدا کی خدائی میں کچھ اور حصہ دار ہیں، جیسا کہ یوحنا
یا عفاکشس کے بھڑکے پر وہ اس طرح کھل کھیلے ہیں؟ اگر واقعی انکا
ایسا خیال ہے اور اس..... خیال کے اندر وہ سچے ہیں تو ان سے کہو کہ
تو را خدا کی خدائی کے ان حصہ داروں کو بلا کر لے تو آؤ، وہ ہیں کہ حضور ذرا الکی
مقدس صورتیں تو دیکھی جائیں، ان یہودہ، اور شریر لوگوں کو چاہئے کہ
اب بھی متنبہ ہوں، اور اپنے ان لغو اور سراسر مہمل اور ناپاک خیالات
کو خیر باد کہہ کر انسانیت کی راہ ڈھونڈ لیں، ورنہ اپنے بُرے انجام
کے منتظر رہیں

(۲۲) یَوْمَ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعُوْنَ

جس دن پٹلی کھول دی جائیگی اور انہیں سجدہ

اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيعُوْنَ (۲۳)

کے لئے بلایا جائے گا، تو یہ نہیں کر سکیں گے

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

انہی نظریں جھکی ہوئی، اور ذلت انکو گھیرے

ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ اِلَى

ہوگی، حالانکہ جب وہ تندرست تھے اسی وقت

السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُونَ

انکو سجدہ کیلئے بلایا جاتا تھا

آج انہیں، اچھے خیال کی طرف بلایا جاتا ہے تو یہ نہیں مانتے، انہیں اخلاق
حسنہ کی دعوت دی جاتی ہے تو انکار کرتے ہیں، نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے
کا حکم دیا جاتا ہے تو اس کا اٹکایہ کہ نماز پڑھنے والوں کو ایذا میں دیتے ہیں،

کو توجہ اور سزا کا عظیم الشان دن آئیگا، اس وقت یہ اپنی اس قانون
 انسانیت سے گری ہوئی زندگی پر افسوس کرینگے وہاں حکم ملے گا خدا کو
 سجدہ کرو، تو یہ لوگ جنہیں دنیا میں خدا کو سجدہ کرنے سے انکار رہا
 بہت کوشش کرینگے مگر سجدہ نہ کر سکیں گے، اس وقت ان کی آنکھوں
 سے خوف و ہراس ٹپکے گا، چہرے پر ذلت چھائی ہوگی، یہی لوگ جنہیں
 جنہیں دنیا میں سجدہ کا حکم دیا گیا تھا مگر اپنی سرکشی اور شیطنیت کی وجہ
 سے انہوں نے سجدہ نہیں کیا، حالانکہ اس وقت یہ تندرست اور ہٹے
 کٹے تھے، کسی طرح کا کوئی عذر نہ تھا۔ اب جب وہ دیکھیں گے کہ ہم سجدہ نہیں
 کر سکتے، تو انہیں حسرت ہوگی۔ ندامت ہوگی۔ افسوس اور رنج ہوگا
 کہ اپنی زندگی بیکار ضائع کر دی، زندگی کے قیمتی دن عبث اور یہودہ
 اور لغو باتوں اور غلط کاریوں میں ختم ہو گئے، اسے کاش ہم سمجھتے، اور
 کچھ کام کرتے مگر یاد رہے کہ اس وقت کی حسرت، اس وقت کا افسوس
 اور رنج اور ندامت اور خجالت، محض بے سود، بے فائدہ اور بے نتیجہ
 ہوگی،

(۴۴) فَذَرْنِي وَمَنْ يَكْذِبْ بِعَهْدِي

جو شخص اس بات کو جھٹلاتا ہے اس کو اور جھکو چھوڑ
 اَلْحَدِيثُ الْمَسْنُونُ ج ۱ ص ۱۰۰

د سے، اعتریب ہم ان کو ایسے طریقے سے طویل

مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ (۴۵) وَأَمَلِي

دینگے کہ وہ چلتے بھی نہیں، اور میں نہیں ہمت دوں گا

لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝

کیونکہ میری تدبیر مضبوط ہوتی ہے

اسے پیغمبر! جو لوگ اس بات کو جھٹلاتے ہیں، جو لوگ قرآن کی اس
 اعلیٰ تعلیم کو نہیں مانتے ہیں، تم چھوڑ دو ہم ان سے جنگ لینگے، ہم
 انھیں ان کی اس کشتی کی کشتیاں کا اس طرح انتظام کرینگے کہ انہیں اس کا
 وہم و خیال بھی نہ ہوگا، اور ان کی بد اعمالیوں کی سزا اس طرح ان کے
 قریب آتی جائیگی کہ وہ اپنی غفلت ہی میں پڑے رہ جائینگے، اور چونکہ
 ہماری تدبیر نہایت مضبوط، نہایت صحیح اور نہایت پر حکمت ہوتی ہے
 اس لئے ہم اس تدبیر کے ساتھ انھیں مہلت دے رہے ہیں کہ وہ
 کسی طرح ہوشیار اور متنبہ ہو جائیں، اور اپنی اصلاح شروع کر دیں ورنہ
 انھیں یاد رہے کہ ان کی بد اعمالیوں کی سزا اس طرح اچانک غفلت
 میں انھیں آگھیر گئی کہ وہ دیکھنے کے دیکھتے رہ جائینگے،

(۴۶) اَمْ تَسْأَلُهُمْ اَجْرًا فَلَمْ يَجِبْ لَهُمْ مِّنْ مَّغْرَرٍ

کیا تو کسی اجرت طلب کرتا ہے جو وہ ان کے بوجھ میں ہے
 مُتَقَلُّونَ (۴۷) اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُمُونَ

جاتے ہیں، یا کیا ان کے پاس غیب کی باتیں ہیں جو وہ لکھا کرتے ہیں

آخر اس اعلیٰ تعلیم سے انھیں کیوں انکار ہے؟ یہ کیوں خدا کے احکام نہیں
 مانتے؟ قرآن کی بنائی ہوئی راہ پر یہ کیوں نہیں چلتے؟ اسے پیغمبر!
 کیا تم اس تعلیم کے بدلے میں ان لوگوں سے کوئی اجرت اور مزدوری
 مانگتے ہو جس کی بوجھ سے یہ وہ بے جا رہے ہیں؟ یا یہ کہ ان کے پاس
 غیب کی باتیں ہیں جنہیں یہ لکھا کرتے ہیں، اور جس کے اندر انھیں اپنی
 نجات کا حال معلوم ہو گیا ہے، اور اپنے اچھے نتیجے کا انھیں علم ہو گیا ہے
 اور اس لئے وہ اس تعلیم کو ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتے؟ واقعہ یہ ہے

کہ ان دو باتوں میں سے کوئی بات نہیں، نہ تو پیغمبر ان سے اجرت طلب کرتا ہے، اور نہ انھیں غیب کی بات معلوم ہے، کوئی خدا ان کے پاس نہیں۔ اور کوئی وجہ یہ اس تعلیم کو نہ ماننے کی پیش نہیں کر سکتے یہ محض ان کی سرکشی اور تمرد ہے،

(۳۸) فَاصْبِرْ كَمَا كُنْتَ بِبَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَانَ اللَّهُ مُصِيبًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا

تو اپنے رب کے حکم کیلئے صبر کر اور پھل پاپوں (پوشش) انکو تیرا ذاتی اور وہ مکتوم

لیطرح نہ بن، جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا حالانکہ وہ گھٹا تھا
(۳۹) وَلَا تَقْرَأُ لِلَّذِينَ أُكْفِرُوا نِعْمَةً رَبِّهِمْ

اگر اسکے رب کی نعمت اسے نہ پہنچتی تو وہ نہایت
لَسَبْدًا بِالْعَرَبِ وَهُوَ مَذْمُومٌ (۵۰)

برسی حالت میں میدان پر پھینک دیا جاتا
فَلَجَّتْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ

تو اسکے رب نے اسے برگزیدہ کیا اور اسے نیکوں میں سے بنا یا

تو اسے پیغمبر! تم ان باتوں سے بد دل نہ ہو، تمہارا جو فرض ہے اسے پورا کرتے رہو اور خدا کے منتظر بیٹھے رہو، خدا ان مخالفین کے متعلق ضرور کوئی عمدہ انتظام کریگا یونس علیہ السلام کی طرح جلدی نہ کرو، کہ جب ان کی قوم انھیں نہ مانا اور انکی تعلیم و ہدایت کو تسلیم نہ کیا، تو انھوں نے خدا سے ان کے لئے بد دعا کی، اور ان سے کہا کہ تین دن کے اندر تم لوگوں پر خدا کا عذاب آئیگا، یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے، ان لوگوں نے ان کے جلنے کے بعد عذاب خداوندی سے ڈر کر اپنی غلطی تسلیم کی اور ساری

قوم ملکر ایک جگہ جمع ہوئی اور خدا کے آگے عاجزی اور زاری سے دعائیں
 لیں، اور ایمان لے آئے خدا نے عذاب انہیں محفوظ رکھا، یہ خبر یونس
 کو ہوئی کہ وہ لوگ ابھی تک صحیح و سالم ہیں خدا کا عذاب ان پر نہیں آیا۔
 تو یہ سن کر وہ بہت متفکر ہوئے کہ میں نے خدا سے بددعا کی تھی کہ تین دن
 کے اندر انہیں ہلاک کر دیا جائے، کیا وجہ ہوئی کہ میری عرض بارگاہ الہی
 میں مقبول نہ ہوئی، پھر یہ سوچ کر کہ اب ان لوگوں کے پاس جانے میں فلت
 و مشرم ہوگی وہ خدا کے حکم کا انتظار کئے بغیر کسی طرف چل کھڑے ہوئے
 اور پھر کشتی سے دریا میں گرے، اور مچھلی انہیں نگل گئی، وہاں جب
 یہ گھبرائے اور خدا سے معافی مانگی تو فوراً مچھلی نے انہیں خشکی پا کر اگل دیا،
 تو اے پیغمبر! تم جلدی نہ کرو، خدا کے حکم کے منتظر رہو، یونس کی
 طرح نہ کرو جنہوں نے خدا کے حکم کا انتظار نہ کیا اور اپنی قوم سے چلے گئے،
 تو اس کا نتیجہ انہیں یہ ہلاکت کا ایف میں گرفتار ہوئے۔ اور آخر حیب غم و
 مصیبت میں انہوں نے خدا کو پکارا تو خدا نے انہیں نجات دی، ورنہ
 اگر خدا کی رحمت ان پر جلد نہ ہوتی تو وہ زمین پر نہایت ابتر حال میں
 پہنچتے پھر اس کے بعد خدا نے انہیں اپنا برگزیدہ اور نہایت نیک بندہ بنالیا

(۵۱) وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُوا

اور کافر جب ذکر (قرآن) سنتے ہیں تو اپنی آنکھوں سے

لِقَوْلِكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

تجھے قریب قریب ڈگدگایا جانتے ہیں

وَلَقَوْلُهُمْ إِنَّا نَرَى اللَّهَ جَسَدًا

اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو جنوں کا ہے۔۔۔۔۔

(۵۲) وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ

اور حالانکہ وہ صرف تمام دنیا کے لئے

تِلْعَامٍ لِّ

نصیحت ہے

اسے پیغمبر! تم اپنے کام میں نہایت ہمت اور مضبوطی اور استقلال کیساتھ
 ثابت قدم رہو، ایسا نہ ہو کہ یہ مخالفین تمہارے راستے سے ہٹا دیں،
 کیونکہ ان کی عداوت اور ان کے کینہ اور حسد کی یہ حالت ہے کہ جب
 تم قرآن سناتے ہو اور انھیں نصیحت کرتے ہو تو اس طرح گھونگھوکر
 تیز نظروں سے تمہیں دیکھتے ہیں کہ تم کسی طرح مرغوب ہو کر یہ کام چھوڑ دو
 اور اسی لئے وہ یہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ پیغمبر دیوانہ ہے، تاکہ لوگ
 جو اس تعلیم کی طرف جوق جوق اُن کے خلاف منشا آ رہے ہیں یہ سن کر
 بدظن ہو جائیں اور تمہاری کوشش ناکام رہے، حالانکہ یہ قرآن تو ساری
 دنیا کے لئے ایک نصیحت ہے کم از کم اس کی عمدہ تعلیم، اسکی اعلیٰ نصیحتیں
 دیکھ کر ہی وہ شر مائیں اور اپنے دل میں سمجھیں کہ جو شخص ایسی تعلیم
 اور ایسی اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں سناتا ہے اس کو محض دماغی کینہ اور
 عداوت سے دیوانہ کہنا، کسی سمجھدار اور عقلمند کا کام ہی یا کسی بالکل دیوانہ کا کام

سورہ حاقہ

کی ۱۵ آیتیں

کی سورتوں میں عموماً مذہب کے یہ تین اصول بیان کئے جاتے ہیں،

(۱) روز جزا و سزا (قیامت) سے ڈرنا،

(۲) خدا کے آگے عاجزی کے ساتھ تسلیم کر دینا، اور اس سے عہدہ تعلق پیدا کرنا،

(۳) مخلوق کے ساتھ احسان و محبت کا برتاؤ کرنا،

عہدہ اخلاق اور اچھے اعمال کی طرف رغبت، اور خواہش اور برسر

اخلاق اور اعمال سے نفرت اور علیحدگی کا دار مدار جزا و سزا کے بنتے پہنچنے

اسی لئے تفصیلی طور پر بڑے کاموں سے روکنے اور اچھے کاموں کو کرنے

کا حکم دینے سے پہلے، کاموں کی جزا و سزا کو اصولی طور پر دلیل و حجت

پیش کر کے تسلیم کر لینا ضروری ہے، اس کے بعد زندگی کا اعلیٰ مقصد

اصولی طور پر یہ ہے کہ انسان خدا کیساتھ عہدہ تعلق پیدا کرے اور

مخلوق کیساتھ احسان و رحم کا برتاؤ کرے، اسی پہلے مقصد کو پورا کرنے

کی عہدہ اور متعدد و سطوتیں بدنی عبادتوں کی رکھی گئی ہیں،

اور معاملات و تمدن و معاشرت کے تمام قانون اسی دوسرے

مقصد کی تکمیل کی عہدہ صورتیں ہیں۔

اس صورت میں بھی سب سے پہلے قیامت کی حالتیں بتائی گئی ہیں

اور جزا و سزا کی تفصیل کی گئی ہے، اور تاریخی واقعات کی دلیل دیکر

یہ دکھایا گیا ہے کہ جو قومیں قیامت کو نہ مانتی تھیں اور جزا و سزا

تسلیم نہیں کرتی تھیں، دیکھ لو کہ اس دنیا ہی میں ان کا کیا حشر ہوا
 ان کی بد اعمالیاں کیا رنگ لائیں، اور کس طرح انھیں نیکے برسوں کا موتی
 سزا مل گئی پھر ان تاریخی واقعات کی مفصل شہادت بیان
 کرنے کے بعد روز قیامت کے واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور چھوٹے
 اور برسوں کے انجام کی تصویر کھینچی گئی ہے، اور برسے انجام والوں
 کے برسے انجام کی وجہ بتا دی گئی ہے کہ انھوں نے نہ تو خدا کو مانا اور نہ
 مخلوق کے ساتھ رحم و شفقت کا برتاؤ کیا،

جب جزا و سزا ضروری ہے، قیامت ضرور آئیگی، تو
 انسان کو ضرور چاہئے کہ اپنی اصلاح کرے، اپنے فرائض اور اپنی ذمہ
 داریوں کا احساس کرے، اور اپنی تمام غلطیوں سے باز آئے،
 تاکہ موجود، اور آئندہ دونوں زندگی میں کامیابی نصیب ہو، اس طرح
 انسانی طبیعتوں کو جب متوجہ کر لیا گیا ہے تو پھر اس کے بعد قرآن مجید
 کی تعلیم پر چلنے کی دعوت دی گئی ہے کہ اسے وہ لوگو! جو ان باتوں کو
 سوچ کر اپنی اصلاح کے خواہاں ہو، اس تعلیم کی طرف توجہ کرو، اور دیکھو کہ
 اس کا پیش کر نیوالا کیسا شریف ہے، خود اس کے ذاتی حالات، اس کے
 وہ اعلیٰ صفات، جس کا دوست دشمن سب کو اقرار ہے، صاف گواہی دیتے
 ہیں کہ وہ نہایت سچا اور امانت دار ہے اور اس کا دعویٰ حق پر مبنی ہے
 اگر تم انسانیت کے قانون کی پابندی کے ساتھ اپنی زندگی کامیابی اور ترقی
 و بہبودی کے ساتھ بسر کرنا چاہتے ہو، تو پیغمبر کی تعلیم سے فائدہ اٹھاؤ
 اور قرآن کے احکام پر چل کر نجات اور فلاح حاصل کرو،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
(۱) اَمْحَاقُهُ (۲) مَا الْحَاقِقَةُ (۳)

سچ سچ آنے والی، کیا ہے سچ سچ آنے والی،
وَمَا آدْرَاكَ مَا الْحَاقِقَةُ

اور تم کو کیا معلوم کہ وہ سچ سچ آنے والی چیز کیا ہے

سچ سچ آنے والی، کیا ہے سچ سچ آنے والی؟ تمہیں کچھ خبر ہے کہ وہ سچ سچ آنے والی چیز کیا ہے؟ یہ ایک بلیغ طرز گفتگو ہے کہ جس چیز کی ہمیت مخاطب کو بتانا ہو، اور مقصد ہو کہ مخاطب اس بات پر پوری توجہ اور پورا غور و فکر صرف کرے، اور دیر تک یہ بات اس کے ذہن میں حاضر رہے، تو ایسے موقعہ پر خواہ مخاطب اس چیز کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اس تفہام کے طریقہ پر وہ بات مخاطب پر پیش کی جاتی ہے، اور اس سے

پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ یہ کیا ہے، پھر جب اسکی طبیعت پوری طرح اس

سوال کے حل کرنے میں غور و فکر کرنے لگے تو عین انتظار میں متکلم

خود ہی اسس کا جواب بھی دیدے، اس طرح اب جو جواب مخاطب سے نکلا

اس کا اثر دیر تک اس کے دل میں رہیگا، اور اگر متکلم شروع ہی میں

وہ بات مخاطب کو بتا دے اور سوال اور جواب کا طرز اختیار کیے تو،

اس بات کی کوئی خاص وقعت مخاطب کے نزدیک نہیں ہوگی، قرآن

میں یہ طرز گفتگو جا بجا موجود ہے قیامت کے متعلق تو کہی جگہ یہ طرز

اختیار کیا گیا ہے۔

اِنَّ الْقَارِعَةَ، مَا الْقَارِعَةُ، وَمَا آدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ، يَوْمَ

يُنزِلُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ

(۳) وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ، ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ، يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا

(۳) الْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ

(۳) لِيَوْمِ الْفَصْلِ، وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الْفَصْلِ، يَوْمَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْكَ

اسی طرح جہاں جہنم کی سختی دکھائی گئی ہے وہیں بھی ہی طرز اختیار کیا گیا
(۱) وَأَمَّا مَنْ خَفِيَ مَوَازِينَهُ فَأُمِّمَهُمْ هَٰؤُلَاءِ، وَمَا أَدْرَاكَ

مَا هِيَ، نَارٌ حَامِيَةٌ

(۲) تَكْرًا لِيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ، وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ
نَارُ اللَّهِ الْمَوْقُودَةُ،

اس سورت میں اسی بلیغ طرز سے قیامت کا ذکر سوال کے پیرایہ میں شروع کیا گیا ہے، اور جواب کے بدلے میں ان تاریخی واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو قیامت کے نمونہ پر واقع ہوئے ہیں، جن سے قیامت کے ہولناک واقعات کا ممکن ہونا بھی ثابت ہوتا ہے، اور ان واقعات کو اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ ان کے ذریعہ سے بد اعمال اور سرکش قوم کو سزا دی گئی۔ تو اس سے قیامت اور جزا و سزا کا ضروری ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا کی ایک ستم سنت ہے کہ جو قوم برے اعمال میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس کو اسی دنیاوی زندگی سے سزا ملنی شروع ہو جاتی ہے، سورہ ذاریات اور مرسلات میں انھیں امور کو قسم کے پیرایہ میں بیان کر کے قیامت کے واقعات کے امکان پر شہادت پیش کی گئی ہے۔

یہاں سوال کے بعد ان واقعات کا ذکر کرنے سے یہ مقصد ہے کہ مخاطب جو قیامت کے واقعات کا انکار کرتا ہے، یا ان کے ممکن ہونے میں اسے مشبہ ہے یا ان امور کو مستبعد سمجھتا ہے وہ ان تاریخی واقعات پر غور کر کے سمجھ لے کہ یہ باتیں دنیا میں ہوتی آتی ہیں جن سے صاف نظام ہے کہ جب خاص خاص قوموں کو اس طرح ان کے اعمال کے بدلے ملے ہیں تو ضروری ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے جس میں دنیا کی ساری گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ اقوام اکٹھا کی جائیں اور انھیں ان کے بڑے اور چھوٹے عمل کا پورا پورا کافی بدلہ دیا جائے، یہاں جو اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا اس کی یہی وجہ ہے کہ مخاطب ان واقعات کو دیکھے اور خود جواب دے کہ جب ایک قوم کو ہلاک اور برباد کرنے میں ایسے ہولناک واقعات پیش آئے تو جس دن ساری دنیا تباہ کی جائے گی، اور لاکھوں برس کا یہ نظام عالم درہم برہم کیا جائیگا اس دن کیسے ہولناک واقعات پیش آئیں گے، اور کیسا عظیم الشان دن ہوگا، آج جو صرف کبھی کوئی زور کی آندھی آتی ہے یا کوئی طوفان آتا ہے، جس کا تباہ کن اثر صرف ایک جگہ یا ایک ہی شہر تک محدود رہتا ہے تو کس قدر ہولناک منظر ہوتا ہے، اور انسان کی کیا حالت خوف اور وحشت سے ہو جاتی ہے، تو جس دن نہ صرف رو سے زمین بلکہ اس نظام شمسی کے ہر چھوٹے چھوٹے ذرے اور ہر بڑے سے بڑے عظیم الشان جسم کے تباہ اور برباد ہونے کا وقت آئے گا، وہ وقت کس قدر ہیبت و خوف کس قدر وحشت و وحشت اور کس قدر ہولناک اور عظیم الشانی اپنے اندر لئے ہوئے ہوگا، اس لئے اسے مخاطب! تو خود اسکی

اہمیت سمجھ لے اور اس سوال کا جواب خود اپنی ہی عقل و سمجھ اپنے
 ہی ہوش و حواس اور اپنی ہی قوت متخیلہ سے مانگ، کہ اس کا پورا تصور
 تیری نمود و عقلی قوت سے بہت بالاتر ہے،

(۳) كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِوَعاَدِهِم بِالْقَارِعَةِ،

ثمود اور عاد نے قیامت کو جھٹلا یا،

(۵) فَاَمَّا ثَمُودُ فَاهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ،

تو ثمود ایک کڑک سے ہلاک کر دیئے گئے

(۶) فَاَمَّا عَادُ فَاهْلِكُوا بِرِيحِ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ

اور عاد سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے

(۷) سَخَّرَ هَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ

جسے اس نے سات رات اور آٹھ دن ان پر نگر رکھا

اَيَّامٍ لَا حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ

تو ان لوگوں کو اس میں پھڑپھڑے ہوئے دیکھنا

كَانَهُمْ اَعْمَارًا مَّخْلُوعًا وَيَوْمَ تَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ

گویا کہ وہ گرے ہوئے کھجور کے تنے ہیں، تو کیا

تیری لہندہ میں باقی ہے

تو ان لوگوں میں سے کسی کو باقی دیکھنا ہے

عاد اور ثمود عرب ہی کی دو پرانی اور مشہور قومیں تھیں، ان کے

تاریخی حالات قوی روایتوں کی طرح عرب کے افسانوں اور اشعاروں

میں نسلاً بہر نسل پہلے آتے تھے، اسی لئے قرآن زیادہ تر ان ہی قوموں

کے تاریخی حالات کی طرف توجہ دلاتا ہے جنہیں اہل عرب خود تسلیم کرتے ہیں

عاد اور ثمود نے اس عظیم الشان دن یعنی قیامت کا انکار کیا، اور اعمال کی جزا و سزا سے غافل ہو گئے پھر اس کا یہ لازمی اثر ہونا چاہئے تھا کہ ہذا خلاق ان کے اندر بر طبعی گئی اور رفتہ رفتہ ان کی انسانیت ان سے رخصت ہوتی گئی، بالآخر پیغمبر آئے، انھوں نے انھیں متنبہ کیا، سمجھایا، ڈرایا، مگر یہ راہ پر نہ آئے، اور قوم ثمود نے تو یہاں تک سرکشی کی کہ اپنے پیغمبر صالح ؑ کو قتل کر دینے کی تیاریاں کیں، یہ سرکشی بلا نتیجہ نہیں رہ سکتی تھی، خدا کے مقرر کردہ قانون کے مطابق انھیں سزا دی گئی، اور اس زور کا بھونچال آیا اور اس کڑا سزا کی آواز ہوئی کہ قوم ثمود اس سے ہلاک ہوئی، یہی حال قوم عاد کا ہوا، ایک شدید آندھی آئی جو ایک ہفتہ تک رہی اور ساری قوم ہلاک ہو گئی، زمین پر جو لوگ مرے پڑے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اکھڑے ہوئے درختوں کے تنے پڑے ہیں، وہ اس طرح ہلاک ہوئے کہ ان کی قوم کا ایک شخص بھی زندہ نہ بچا، بلکہ ساری قوم کی قوم ہمیشہ کیلئے اس دنیا سے رخصت ہو گئی،

(۹) وَجَاءَ مِنْ عَوْنِ رَبِّكَ وَالْمُؤْتَفِكَةُ

اور فرعون اور اس سے اٹلے لوگ، اور اٹلی ہوئی
بائخاطبۃ (۱۰) فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ
بستیوں والے نے گنہ کیا، اور اپنے رب کے پیغمبر کی نافرمانی
فَاخَذَهُمْ آخِذًا تَرَاهُمْ

کی تو اس نے ان کو سختی سے پکڑا

عاد اور ثمود تو عرب ہی کی قومیں تھیں اب ذرا اپنے گزرو پیش دیکھو،

مصر کے فرعون کے حالات بھی تم سے مخفی نہیں، جس نے بنی اسرائیل کے ساتھ سرکشی کی اور ان سے وہ سلاک کیا جو کسی جاندار کیساتھ کوئی انسان نہیں کر سکتا، اسی طرح اور بھی قومیں ان سے پہلے گندی ہیں جنہوں نے بد اخلاقیوں میں وہ انہماک پیدا کیا کہ انسانیت کو کھو بیٹھیں اور سمجھانے کے لئے پیغمبر آئے تو انھیں جھٹلایا، اور ایذا میں پہنچائیں۔ موقوفات کی قوم بھی اسی طرح تھی، بالآخر ان سب کا نتیجہ یہی ہوا کہ ان کے پروردگار نے ان کو بڑی طرح پکڑا اور ہلاک کر ڈالا،

(۱۱) اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَا الْجَارِيَةَ

جب پانی نے طغیانی کی تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کیا

(۱۲) لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا

تاکہ ہم اس کو تمہارے لئے ایک یاد دہانی بنا لیں اور یاد رکھو

اَذُنٌ قَاعِيَةً

والے کان سے یاد رکھیں

تاریخ کی ابتدا پر نظر کرو، اور نوح کی قوم کے حالات پر غور کرو، کہ وہ

قوم اسی طرح ایک بڑے آسمانی عذاب یعنی طوفان سے ہلاک کی گئی، اور

چند وہ لوگ جن کی نسل میں تم ہو، انھیں خدا نے ان کے ایمان اور ان

کی انسانیت اور صداقت کی برکت سے نوح کی کشتی میں محفوظ رکھا،

تاکہ تم لوگ اس واقعہ کو یاد کر کے نصیحت پکڑو اور یاد رکھنے والے کان

اسے یاد رکھیں، اور لوگ سمجھیں کہ جب دنیا کی تاریخ ہمیں معلوم ہو

ہے، صاف نظر آتا ہے کہ خدا کا یہ ایک مقرر شدہ قانون ہے کہ

ہمیشہ اچھی اور بڑی قومیں اچھا اور برا انجسام پاتی ہیں

اسذا جزاوسزا ایک بدی اور ضروری اور یقینی حقیقت ہے جس پر عقل اور نقل دونوں گواہی دیتی ہے، جب ایسے واقعات ہوتے آئے ہیں تو تدریجاً جس طرح قیامت کی خبر دیتا ہے، اس میں کون سا اشکال اور کونسا بعد عقلی ہے، جب دنیا میں کسی خاص قوم کو زلزلہ سے کسی کو عظیم الشان طوفان سے کسی کو آندھی سے، غرض یہ ہے کہ ان مختلف طریقے سے سزا دی گئی ہے، تو ساری دنیا کو ایک ملک فرض کرو اور سارے بنی نوع انسان کو ایک قوم، پھر ان کی جزاوسزا کیلئے ایک وقت مقرر کرو اور سوچو کہ جب صرف نوع کی قوم پر جو طوفان آیا تھا وہ کیسا تھا، یا ثمود جس زلزلہ میں تباہ ہوئے وہ کیسا تھا عا د جس آندھی سے ہلاک ہوئے وہ کیسی تھی، تو جو دن ساری دنیا کے جزاوسزا کیلئے آئے گا خود سمجھو کہ اس کے واقعات کس قدر ہولناک اور عظیم الشان ہونگے،

(۱۳) فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةً وَآجِدَةٌ

تو جب صور میں ایک بار پھونکا جائے گا

(۱۴) وَجَمَلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتْ دَكَّةً

اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جا کر ایک دفعہ ٹکرا

وَآجِدَةٌ (۱۵) فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ

دیے جائیں گے، بس اسی دن وہ واقعہ واقع ہوگا

(۱۶) وَالسَّمَاءُ فَجَتْ قَوَائِمًا

اور آسمان پھٹ جائیگا تو وہ اس دن کست ہوگا

رَبِّكَ عَلَىٰ أَرْجَائِكُمْ وَيَجْمَلُ عَرْشَ

اور فرشتے اس کے کناروں پر ہونگے اور آٹھ شخص

رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ مُّسَبِّحِينَ

اس دن تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہونگے

اُس دن ایک دفعہ صور پھونکا جائے گا جو دنیا کو موجودہ نظر

توڑ دیے جانے کی بگڑ ہوگی، اس آواز کے ساتھ ہی عالم کے بڑی بڑی

اجسام اسی حالت چھوڑ کر تغیر و تبدل میں آجائیں گے، سارے علوی

اور سفلی اجسام اپنے اپنے مرکز سے ہٹ جائیں گے، اور اس تغیر و

تبدل کی وجہ سے یہ اجسام آپس میں ٹکرائیں گے، جس سے زمین

پہاڑ چور چور ہو جائیں گے، آسمان اور علوی اجسام یعنی سیارات بھی اسی

تصادم میں پڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، یہ واقعہ صرف تین سطروں میں

بیان تو کر دیا گیا مگر اس وقت کی حالت کا کچھ اندازہ کرو جس وقت یہ

واقعات واقع ہونگے تو رنگے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور واقعہ یہ ہے

کہ نبی شمس کا عذاب الشان نہیں کر سکتا، تو یہی دن قیامت کا دن ہوگا

یہ انقلاب اور یہ تباہی اور بربادی سارے عالم پر آئے گی

وہ جسکے قبضہ قدرت میں یہ دنیا اور اُس دنیا کی ہر چیز ہے، اور

جس کی حکومت و جبر و دستکے آگے یہ ساری چھوٹی اور بڑی،

مخلوقات سرنگوں ہیں اور جس کے حکم کے بغیر دنیا کی کوئی چھوٹی

اور بڑی ہستی بل نہیں سسکتی، بجز اس خداوند عالم کے دنیا کا کوئی

تفسیر اور اس عالم کا کوئی ذرہ اس انقلاب اور اس تباہی

سے محفوظ ذرہ سسکے گا،

۱۰ ہونے کے دن ہونگا اس کا تصور ہی کوئی انسان

۱۸) اَلْیَوْمَ یُنذِرُ تَعْرِیضًا لِّمَنْ یَخَافُ یَوْمَ یَكْفُرُ بِمَا کَانَ یَعْمَلُ

اس دن تم پیش کئے جاؤ گے کوئی بات تم پر چھپی نہ رہے گی
 تمہاری تمام حرکتیں، تمہارے تمام سکون، تمام افعال و
 اقوال سب محفوظ ہیں سب کا ریکارڈ موجود رہتا ہے، تم یہ نہ سمجھو کہ
 جو باتیں تم بولتے ہو فنا ہو جاتی ہیں، جو کام تم کرتے ہو ختم ہو جاتے ہیں،
 ہرگز نہیں، خدا کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق تمہاری ساری حرکتیں
 تمہارے تمام کام، تمہاری آوازیں، تمہاری بولیاں سب اپنے اپنے
 جگہ میں موجود ہیں، جدید فلسفہ کی چمک نے انیسویں صدی میں اس
 دعویٰ کی صداقت پر پوری روشنی ڈال دی ہے، اور گراموفون کے
 موجب دہانے یہ سنوا دیا ہے کہ انسان کی باتیں یعنی آوازیں اس خلا
 میں موجود رہتی ہیں، چنانچہ اگر خاص طریقے سے ان آوازوں کو ایک جگہ
 کھا جائے تو وہ اس میں اس طرح موجود رہتی ہیں کہ ہم جب چاہیں انھیں
 سن سکتے ہیں، اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ آوازیں اور یہ باتیں
 ہمیں ہم سمجھتے ہیں کہ بولتے ہی فنا ہوتی جاتی ہیں، یہ غلط خیال ہے،
 وہ اپنی جگہ میں موجود رہتی ہیں، تو پھر انسان کے کام اور اس
 حرکتیں کس طرح فنا ہو سکتی ہیں؟ ضرور وہ بھی اپنی مقررہ جگہ میں موجود
 رہتی ہیں گو ہماری عملی طاقت ابھی اتنی نہیں بڑھی کہ ان کاموں کو
 لوٹا کر دیکھ سکیں۔ تو قیامت کے دن خدا انسان کے تمام
 افعال کو جو اپنی مقررہ جگہوں میں موجود ہونگی، اپنی قدرت
 ان کے سامنے پیش کر دے گا، اور ہر شخص پر اپنے اپنے اعمال ظاہر
 ہو گے اور کوئی کسی طرح انکار نہ کر سکیگا،

(۱۹) قَامَاتَمْرٌ اَوْ فِي كِتَابٍ يَمِينٍ ۙ

تو جبکہ اعمال نامہ اسکے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا
فَيَقُولُ هَاؤُمَا قُرْعٌ وَالشَّيْبَةُ رَسٌّ اِنِّي

وہ کہے گا اور میرا اعمال نامہ تو پڑھو، میں تو
ظَنَنْتُ اَنِّي مُلِقٌ حِسَابِيَّةٍ (۲۱) فَهَوِّنِي

سمجھتا تھا کہ میرا حساب مجھے ضرور ملیگا، تو وہ خوشی
عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ (۲۲) فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ

کی زندگی میں ہوگا، اور بنی جنت میں
(۲۳) قُطُوفٍ فَصَادَانِيَّةٍ (۲۴) كَلْوًا وَاَشْرَابًا

بسکی شاخیں نزدیک ہونگی، گذشتہ دونوں میں
هَنِيئًا لِمَا اسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْاَخْلَافِيَّةِ

تم نے جو کیا اس کے بدلے میں مزے سے کھاؤ پیو

اس کے بعد وہاں حساب لیا جائے گا، اور اسکے بعد ہر شخص کو

اسکے اچھے اور بُرے فیصلہ کی سند دے دی جائے گی، جو لوگ

کامیاب ہونگے انہیں یہ سند دائیں ہاتھ میں دی جائے گی،

اس وقت میں وہ خوشی کے مارے پکارتے پھرینگے کہ لو بھائی ذرا میرا

اعمال سامہ تو پڑھو، میں تو پہلے ہی سے سمجھتا تھا کہ حساب کتاب

ایک دن ضرور ہوگا، اور اسی لئے میں ہمیشہ خدا کے عذاب سے

ڈرتا رہتا تھا، پھر ان لوگوں کے لئے نہایت خوشی اور آرام کی زندگی

ہوگی، وہ بڑے بڑے اعلیٰ درجہ کی جنت (بارغ) میں رہینگے، جہاں

میوؤں کی کشتاخیں بہت نزدیک ہونگی، یعنی کسی میوہ کے حامل

کرنے میں انھیں وقت نہ ہوگی، دنیا کے باغوں میں تو یہ کمی ہوتی ہے
 کہ بعض اونچے درختوں کے پھل ہر شخص نہیں توڑ سکتا۔ مگر
 جنت چونکہ صرف آرام و راحت کی جگہ ہوگی، وہاں کسی قسم کی
 تکلیف نہ ہوگی اس لئے وہاں کے درختوں کے پھل اس طرح ہونگے
 کہ جب، اور جس وقت اور جس طرح چاہیں گے اسے لے لیں گے، اور ان سے
 کہا جائیگا کہ اے لوگو! تم نے دنیا میں جو اچھے کام کئے ہیں، جو بونیکیاں
 کی ہیں، ان کے بدلے میں اب یہاں خوب لطف اور خوب فراغت
 کے ساتھ کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ!

(۲۵) وَأَمَّا مَنْ أَدَّتْ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ

اور جس شخص کی کتاب بائیں ہاتھ میں دیکھائے گی

فَيَقُولُ يَلِيَّتِي لِمَ آوَتْ كِتَابِيَهُ (۲۶)

وہ کہیگا اے کاش! مجھے میری کتاب نہ دیکھاتی!

وَلَمَّا دَرِمَا حِسَابِي لِمَ آوَتْ كِتَابِيَهُ

اور مجھے نہ خبر ہوئی کہ میرا حساب کیا ہے!

كَانَتْ الْقَاضِيَةَ (۲۸) مَا أَعْنَى

اے کاش! میرا خاتمہ ہو چکا ہوتا! میرا مال

عَنِّي مَالِيَهُ (۲۹) فَهَلْكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهُ

میرے کام نہ آیا میری قوت مجھ سے جاتی رہی،

اور جو وہاں ناکام رہیگا اسے اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں

دیکھا، اور وہ حسرت و غم، رنج و یاس کی وجہ سے کہیگا کہ اے

کاش! مجھے یہ عمل نامہ ہی نہ ملتا کاش! مجھے اپنے حساب کا کچھ علم ہی ہوتا

اسے کاش میرا بالکل ہی خاتمہ ہو چکا ہوتا۔ اور میں مگر بالکل نیست و نابود
 ہو جاتا، اور پھر آئندہ اس وقت کے لئے زندہ نہ کیا جاتا۔ افسوس
 میرے مال و دولت نے، میرے ساز و سامان نے میری عزت و
 شوکت نے مجھے کچھ نفع نہ دیا، ساری قوت و سلطنت آج مجھ سے جاتی ہے
 یہ دنیا کے تمام تعلقات آج بالکل بے سود اور غیر مفید ثابت
 ہوئے روپیہ پیسہ، دبدبہ، اور حشمت ہر چیز نے آج مجھ سے منہ پھریا،
 تو ان لوگوں کے لئے اس دن بجز حسرت اور افسوس، غم اور رنج
 اور کفِ افسوس ملنے اور اپنے کئے پر ناوم ہونے کے اور کچھ نہ ملیگا،
 مگر اس وقت کی ندامت بے سود ہوگی، اس وقت کا رونا عبث ہوگا،
 اور اس وقت کی عقل اور سمجھ بالکل بے کار ثابت ہوگی،

(۲۷) خذُوهَ فَعَلَوْهُ (۲۸) ثُمَّ اَلْحِیْمَ صَلُّوْهُ،

اس کو گرفتار کرو اور اس کو، پھر جہنم میں اس کو جھونک دو

(۲۹) ثُمَّ فِی سِلْسِلَةٍ ذَّرَعُهَا سَبْعُونَ اَلْفًا سَلُّوْهُ

پھر ستر گز لمبی زنجیر میں اس کو جکڑ دو،

اُس وقت خدا اپنے لوگوں کے متعلق حکم دے گا کہ ان کو گرفتار کرو

اور ان کے گلوں میں طوق گرفتاری ڈالو، اور دہکتی ہوئی آگ میں

انہیں داخل کرو، اور ایک بہت ہی لمبی زنجیر میں انہیں جکڑ دو، اس

وقت سے ان لوگوں پر عذاب شروع ہو جائے گا اور وہ اس ذلت

کے ساتھ کہ گلے میں طوق گرفتاری اور تمام بدن زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوگا

جہنم کی طرف گھسیٹ گھسیٹ کرے جائے جائے، نہ وہاں کوئی دست

کام آئے گا، نہ ماں باپ، نہ مال و دولت،

(۳۰) اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ (۳۱)

کیونکہ یہ خدائے عظیم پر ایمان نہ لاتا تھا

وَلَا يَخْضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِيْنِ (۳۲) فَلَيْسَ

اور نہ محتاج کو کھانا کھلائے جانے کی ترغیب دیتا تھا، تو

لَهُ الْيَوْمَ هُمْ نَا حَمِيْمٌ (۳۳) وَلَا طَعَامٌ

آج یہاں آج اسکے لئے کوئی دوست نہیں، اور نہ کوئی کھانا

اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنِ (۳۴) لَا يَأْكُلُهٗ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ

سوائے زخموں کے وھوون کھا جسے صرف گنہگار ہی کھا سکتے

اس کو یہ سزا نہیں اس لئے دی جاتی ہے کہ دنیا میں رہ کر اپنی زندگی

کے اعلیٰ فرائض سے بالکل غافل رہا، اور جس مقصد کے لئے اس کو

انسان بنایا گیا تھا اس کو ذرہ برابر بھی پورا نہ کیا، اس کے سب سے بڑے اور

سب سے زیادہ اہم دو فرض تھے (۱) خدا سے عہدہ تعلق پیدا کرنا (۲)

خدا کی مخلوق سے عہدہ برتاؤ کرنا۔ ان دو کاموں میں سے اس نے کوئی

کام بھی نہیں کیا، خدا کی عبادت کرنا، اور اپنی بندگی محسوس کر کے اس

کی کبریاء و جبروت کے آگے تسلیم خم کر دینا اور جبین نیاز و طیک

دینا تو بڑی بات تھی اس نے خدا کو مانا ہی نہیں، اور قومی اہم ضروریات

کے پورا کرنے میں حصہ لینا تو درکنار اس سے اتنا نہ ہو سکتا تھا کہ کسی

محتاج اور مسکین کو خود کھلاتا، یا دوسروں کو اس کا رخیر کا مشورہ

دیتا، یہی دو باتیں اسکی انسانیت کا جوہر تھیں اور انھیں دونوں بڑے

مقصد کے پورا کرنے کے لئے مذہب کے اندر مختلف قسم کی عبادتیں

مقرر کی گئی ہیں ہمت دن و معاشرت کے قوانین مقرر کئے گئے ہیں،

اور معاملات کے عمدہ ترین طریقے بتائے گئے ہیں۔ خلاصہ
یہ کہ مذہب اور خصوصاً اسلام کی تعلیم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو ان
دو بون مقصدوں میں سے کسی ایک سے تعلق نہ رکھتا ہو، تو چونکہ
اس نے اپنے فرائض ادا نہ کئے، خدا کو بھول گیا اس کے حقوق ادا نہ
کئے۔ خدا کی مخلوق کے ساتھ رحم و شفقت کا برتاؤ نہ کیا اس لئے آج
یہاں بھی اس کا پوچھنے والا کوئی نہ ہوگا، نہ تو کوئی دوست ہوگا نہ پارہنگار
چونکہ وہ وہاں ضرور تمندوں کی ضرورتیں پوری نہیں کرتا تھا، مسکینوں
اور بھوکوں کا پیٹ نہیں بھرتا تھا، اس لئے آج یہاں اس کے لئے
بھی نہ کوئی کھانے کی چیز ہے اور نہ کوئی ساز و سامان اس کے
کھانے اور پینے کے لئے صرف زخموں کا دھوا ہوا پانی ہے جو ریم
اور خون کا مجموعہ ہوگا، جسے نہ تو اگل ہی سکیگا، کیونکہ پیاس کی شدت
انگھنے کی اجازت نہ دے گی، اور نہ وہ اسے نگل ہی سکے گا، کیونکہ وہ
چیز اس قابل ہی نہ ہوگی کہ وہ حلق کے پار اتاری جاسکے یہ تکلیف
اور مصیبت انگیز کھانے پینے کی چیزیں ایسے ہی لوگوں کے لئے
ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی، بد اخلاقیوں میں گذاری اور جنہوں نے
اپنی زندگی کے فرائض کو پس پشت ڈال دیا،

(۵۳) فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ (۵۳) وَمَا

تو نہیں میرا اس کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو، اور

لَا تُبْصِرُونَ (۵۳) إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ

اور اسکی جو تم نہیں دیکھتے، کہ یقیناً یہ ایک شریف پیغمبر کا کہا ہوا ہے

(۳۸) وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ رَهٍ قَلِيلًا

وہ کسی شاعر کا قول نہیں، تم

مَا تَوْفِيئُونَ (۳۹) وَمَا هُوَ بِقَوْلِ كَاهِنٍ

بہت ہی کم مانتے ہو، اور نہ وہ کسی کاهن کا قول ہے

(۴۱) قَلِيلًا مِّمَّا تَدَّكَّرُ وَتَتَذَكَّرُ وَنَزَّلُ مِّنْ

تم بہت ہی کم سوچتے ہو، سارے جہان کے

رَبِّ الْعَالَمِينَ

رب کی طرف سوا تارا گیا ہے

اے لوگو! اگر تم کو ضرورت ہے اپنے انجام کو نبھانے کی، اور اگر تم چاہتے ہو کہ آئندہ زندگی میں تمہیں کامیابی ہو، تو قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرو، اور اس کی مخالفت کرنے، اور اس کی آواز کو پست کرنے کی بجائے اس کا ساتھ دو، اس کی آواز کی وقعت کرو، اور دل کے کان سے سنو، تم قرآن پر غور کرو، جو پیغمبر تم کو قرآن سناتا ہے اُس کے حالات دیکھو جو باتیں تم دیکھتے ہو جہاں تک تمہاری آنکھ کی دسترس ہے اُسے دیکھو اور جو باتیں تم دیکھ نہیں سکتے تمہارے حواس ظاہری کی پہنچ سے جو باتیں باہر ہیں، اُن پر اپنی عقل سے غور کرو، (۱) جو باتیں تم دیکھتے ہو اُن پر غور کرو کہ جو شخص یہ قرآن تمہیں سناتا ہے، پہلے وہ کیا تھا، پہلے تمہاری قوم اُسے کیا سمجھتی تھی، اخلاقی حیثیت سے اس کا تمہارے اندر کیا پایہ تھا، یہ وہ باتیں ہیں، تم ہمیشہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے اُن باتوں پر غور کرو، جو باتیں یہ پیغمبر تمہیں سناتا ہے وہ باتیں خود کیسی ہیں، کیا

جس شخص کی زندگی بچپن سے تمھارے سامنے نہایت سچائی نہایت
 عمدہ اخلاق، اور شرافت و امانت کے ساتھ گزری ہو، جس کی
 زندگی کا ہر ہر واقعہ خود تم ہی لوگوں کے اقرار کے مطابق نہایت قابل
 قدر ہو جس کی پسندائش سے لے کر آج تک کی کوئی حرکت و سکون تمھارے
 نظروں سے پوشیدہ نہیں، کیا یہ ساری باتیں جو تم اس پیغمبر کے متعلق
 دیکھتے ہو، اس کی سچائی پر کافی شہادت نہیں دیتیں، اور کیا یہ
 امور باواز بلند نہیں گواہی دے رہے ہیں کہ بے شک یہ قرآن،
 آسمانی کتاب ہے اور یہ پیغمبر اپنے پیغمبری کے دعویٰ میں بالکل صادق،
 (۲) جو باتیں تم آنکھوں سے نہیں دیکھتے ہو، ان پر عقل سے غور کرو
 اور سمجھو کہ جب خدا نے انسان کو مکلف بنایا ہے، جب اس کو عقل
 دے کر سارے حیوانات سے اُسے بلند مرتبہ بخشا ہے، تو
 ضروری ہے کہ اس کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہوں اس کے فرائض
 بھی اہم ہوں، یہی وجہ ہے کہ انسان کی ہمت، اس کا ارادہ، اس کا
 حوصلہ، صرف غذا و لباس، اور مال و دولت حاصل کرنے پر
 محدود نہیں ہو جاتا، اس کے دل کو ایک اور تلاش رہتی ہے، وہ ہمیشہ
 ان چیزوں کے حاصل کرنے کے بعد بھی ان سارے دنیاوی
 ساز و سامان سے کسی زیادہ اعلیٰ مقصد تک پہنچنے کے لئے اپنے
 دل میں ایک سڑپ اور اپنے باطن میں ایک شوق محسوس کرتا ہے
 اسی کا نام انسانیت ہے اور یہی وہ اعلیٰ کمال ہے جس کی استعداد انسان
 فطرت میں رکھ دی گئی ہے اور اسی اعلیٰ مرتبہ تک پہنچنے کیلئے
 ایک فطری راہ ناما یعنی عقل اسے دے دی گئی ہے

مگر دنیا میں اگر دنیا کے سرد گرم مختلف ملک و قوم و جماعت کے مختلف اشراف سے متاثر ہو کر اس کی عقل ایک قسم کی تاریکی میں پڑ جاتی ہے اور وہ صحیح طور پر اس صحیح راستہ کا فیصلہ نہیں کر سکتی اور یہی وہ ضرورت ہے جسے پورا کرنے کے لئے جسمانی ضرورتوں کا ہمہیا کرنے والا خدا، صحیح قانون اور اعلیٰ تعلیم اپنے نہایت برگزیدہ، ہندوں کے ذریعہ سے لوگوں کے پاس بھیجتا ہے تاکہ یہ مکمل انسان جو پیغمبر کہلاتے ہیں، اس روشن تعلیم کے ذریعہ سے انسان کی عقل کو صحیح راہ پر چلنے کے لئے روشنی دکھائیں، اور خود اپنا مکمل عملی نمونہ پیش کر کے لوگوں کے لئے ان قوانین پر چلنے میں آسانی پیدا کریں، یہی نبوت ہے اور اسی تعلیم کو وحی کہا جاتا ہے، اور یہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے، جس کا انکار عقل سلیم کھنٹے والا کبھی نہیں کر سکتا، تو تمہیں چاہئے کہ یہ باتیں جو تم آنکھ سے نہیں دیکھتے مگر عقل سے سمجھ سکتے ہو کہ ہتھکڑیوں میں روئیدگی کی استعداد رکھو، پھر اس استعداد کو بڑھا کر سنے کے لئے بارش برساتا ہے، اور اگر نہ برسائے تو زمین کی یہ حکمت کسی طرح پوری نہ ہو سکے گی اور خدا انسان کے اندر اعلیٰ کمالات کی استعداد دے کر، اور اسی استعداد کو پورا کرنے کے لئے عقل عطا فرما کر، اس کی رہنمائی کے لئے کوئی اعلیٰ قانون، اعلیٰ تعلیم نہ نازل فرمائے گا، کیا انسانی جسم کا اندرونی حکم جیسے ہم ول کہتے ہیں، اس کی روئیدگی، اور اس کے اندر اعلیٰ کمالات اور اعلیٰ اخلاق کے نشوونما کے لئے

روحانی بارش کا انتظام نہیں کریگا۔ جبکہ وہ جسمانی ضروریات کو
 عمدہ پیمانہ پر پورا کرتا رہتا ہے، اور کیونکر ممکن ہے کہ وہ اس
 اعلیٰ اور اہم انسانی ضرورت کو نہ پورا کرے جبکہ وہ رب العالمین ہے،
 جبکہ وہ نہ صرف انسان کا بلکہ تمام دنیا کا پروردگار ہے، اور جبکہ وہ
 تمہاری ساری ضرورتوں کو دیکھتا ہے اور سب کی خبر رکھتا ہے،
 اب ان باتوں کے بعد بھی اس پیغمبر کی صداقت میں کچھ شبہ
 ہو سکتا ہے، کیا ان دونوں چشم دید، اور عقلی شہادتوں کے
 بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تشریح خدا کا کلام نہیں قطع نظر
 ان تمام دلیلوں کے، جو نبوت اور الہام کے ضروری ہونے
 پر شاہد ہیں، قطع نظر ان تمام امور کے جو اس زمانہ میں قرآن
 اور پیغمبر کے آنے کو ضروری بتاتے ہیں، خود اس پیغمبر
 کی شخصیت اس کی صداقت پر کافی دلیل ہے، اور اس کی وہ قیدی
 شرافت اور امانت اسے سچا اور قرآن کو کلام خدا ماننے پر مجبور
 کرتی ہے، کیونکہ یہ تشریح ان جب ایک ایسے شخص کا لایا ہوا ہے،
 جو شائستہ نہیں ہے، جنہیں خواہ مخواہ مبالغہ کی عادت ہوتی،
 جن کا کمال رائی کو پہاڑ اور بات کو بیتنگڑا بنانا ہوتا ہے، نہ یہ کوئی
 نجومی اور رمال ہے جن کی رزق خواہ مخواہ جھوٹ میں جھوٹ ملتا ہو
 اور ایک بات پر طومار باندھ دینا ہے، تو اس پر غور نہ کرنا اور اسے
 ماننے کے لئے تیار نہ ہونا سخت نا انصافی ہے، مگر افسوس کہ تم یہ
 جانتے ہو کہ یہ شخص شاعر نہیں ہے، تم جانتے ہو کہ یہ کاہن بھی نہیں ہے
 بلکہ یہ جو کچھ کہتا ہے صرف خدا کے حکم سے اور جو کلام یہ تمہیں سناتا ہے

وہی الہی سے جو خدا نے اس پر نازل فرمائی ہے، پھر بھی نہ تم اسکی باتوں کو مانتے ہو نہ اس پر غور کرتے ہو، نہ اس کی طرف توجہ کرتے ہو، حالانکہ تم لوگوں کا زمانہ ایک مغیب کو تلاش کر رہا ہے، ایک صحیح تسلیم کو بلند آواز سے پکار رہا ہے، تمہارے دل اور تمہاری عقلیں پیاسی ہیں، اور ایک روحانی بارش کے لئے ترس رہی ہیں، پھر باوجود اسکے جو شخص تمہاری ان ضرورتوں کو پورا کرنے کا دعویٰ کرتا ہے، جو اعلیٰ قوانین اور اعلیٰ تسلیم تمہیں دینا چاہتا ہے، اور خود اس کی شخصیت، اس کے اخلاق، اس کی شرافت اور امانت اس کی باتوں کی سچائی پر شہادت دیتے ہیں، ان تمام باتوں کے باوجود جو تم اس کو نہیں مانتے اور ان باتوں پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، سخت تعجب ہے! اور تم پر سخت افسوس! !

(۲۲) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ،

اور اگر یہ کوئی بات ہمارے اوپر جی سے گھڑ لگاتا

(۲۳) لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ (۲۳)

تو ہم ضرور اس کا داہنا ہاتھ پھڑپھڑے

تھم لے لیں (۲۵) فَمَا مِثْلَهُ

پھر اس کی رگ گردن کاٹ دیتے، اور تم میں

مَنْ أَحَدٌ عَنْهُ حَاجِزِينَ،

کوئی اس سے روک نہیں سکتا،

علاوہ ازیں یہ شخص اگر کوئی بات اپنی طرف سے گھڑ کر ہماری

لہجہ منسوب کرتا، تو ہم اس کو یقیناً سزا دیتے، اور بھی اسکی

بات کو کامیابی اور علو کا موقع دیتے، اس کی تحریک کو ہمدردی
دیتے، اور اس کے رگ گردن کو اڑا دیتے اور میرٹ مقابلہ
تمھارے اندر کسی کی مجال نہ ہوتی کہ اس کی حمایت کرنے یا اسے
ہمارے سزا سے بچا دے،

(۴۶) وَإِنَّكُمْ لَكُنْتُمْ لَكَيْرًا لِّلْمُتَّقِينَ

اور بیشک یہ تو پرہیزگاروں کے لئے ایک نصیحت ہے

جو لوگ اپنی زندگی انسانیت کے قوانین کی پابندی کے ساتھ
 بسر کرنی چاہتے ہیں، جو پرہیزگاری اور پاکیزگی کے ساتھ دنیا
 میں رہنا چاہتے ہیں، ان کے لئے یہ قرآن سر تا پا نصیحت
 اور یاد دہانی ہے جس سے وہ اپنے اخلاق اور اعمال پر تہذیب
 و تربیت، اپنے تمدن اور معاشرت اور اپنی سلطنت اور
 حکومت کے متعلق مفید اور کامیاب اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں
 جو اپنی موجودہ اور آئندہ دونوں زندگیوں کو کامیاب اور شاندار بنانی
 اور اس اعلیٰ کمال تک پہنچنے کے خواہاں ہیں، جس کی استعداد
 خدائے ان کے اندر رکھی ہے، وہ اس تعلیم کے ذریعہ سے
 اپنے اس مقصد تک پہنچنے کے لئے عمدہ اور سیدھے
 اور آسان راستہ کا پتہ لگا سکتے ہیں،

(۴۷) وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكِنِّينَ

اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ چھٹائیوں والے ہیں

ہاں لوگ دنیا میں انسان بن کر رہنا نہیں چاہتے، جن کو اپنی
 ہستی اور اپنے فرائض کی حقیقت کا علم نہیں، یا جن کا یہ

مقصود ہے کہ دنیا میں رہ کر ایک مفید اور ظالم اور سرکش
 و متمرد کی زندگی بسر کریں، ایسے لوگ ضرور اس اعلیٰ تعلیم کو
 جھٹلائیں گے اور کوشش کریں گے کہ کسی طرح اس کی آواز کو پست
 کر دیں اور اس کو کسی نہ کسی طرح اس عمدہ کام سے روک دیں،

(۲۷۸) وَإِنَّ لَهُ لِحَسْبًا عَلَى الْكَافِرِينَ،

اور بیشک یہ تو کافروں پر ایک حسرت ہے،

مگر ایک زمانہ آئے گا، جب اس زندگی کا سرسبزہ راز ان پر کھل
 جائے گا، اور ان کے سارے اعمال و افعال، ان کے سارے کرمات
 ان کی تمام سرکشی اور بد اخلاقی کا وبال ان کے سامنے آجود ہوگا،
 اور ان کی ہلاکت اور تباہی کی صورت میں ان کے برے اعمال کی
 سزا ان کو اگر گھیرے گی جس کے پنجہ سے یہ کبھی اور کسی طرح
 نہ چھوٹ سکیں گے، اس وقت انہیں اپنی غلطی اور اپنی غفلت کا اندازہ
 ہوگا، اور پھر ندامت ہوگی، اور سب کے آخر میں انہیں حسرت
 اور کف و افسوس ملنے کے سوا اور کوئی فائدہ اس بے وقت ندامت
 نہیں ملے گا،

(۲۷۹) وَإِنَّ لَهُ لِحَسْبًا يَلْقَيْنَ،

اور بیشک وہ یقینی سزا ہے،

اس وقت ان لوگوں کو اندازہ ہوگا، کہ قرآن کی تعلیم بالکل سچی تعلیم
 ہے، اور دنیا اور آخرت کی کامیابی اسی سچی تعلیم پر عمل کرنے میں
 ہے، سبھی، اور واقعی یہ لوگ اگر سارے گرد و پیش کے واقعات کو
 دیکھیں، ان دلیلوں پر غور کریں جو قرآن، اپنی صداقت اور اس

پیغمبر کی صداقت پر پیش کرتا ہے، قیامت اور روز جزا اور
سزا کے ہولناک واقعات کو سوچیں، اپنے اعمال کی ذمہ
داری محسوس کریں، اپنے اعمال کا احتساب کریں، اور اپنے
فرائض کی اہمیت کو دیکھیں، تو انہیں خود، صحیح تعلیم کی تلاش ہو،
سچے راہ نما کی قدر معلوم ہو، اور انہیں پتہ لگ جائے کہ واقعی دنیا
میں اگر کوئی تعلیم نجات دینے والی ہے تو وہ صرف قرآن مجید
ہی کی تعلیم ہے، جو وحی خداوندی اور کلام الہی ہے،

(۵) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ، ،

تو اپنے بڑے پروردگار کے نام کی تسبیح کرو،

اے پیغمبر! تم ان مخالفین کی مخالفت اور ان کی تکذیب کی
پروا نہ کرو، اپنا کام کئے جاؤ اور اپنے اس بڑے عالیشان ہجر و گما
کی تسبیح و تقدیس کرو جس نے تمہیں ایسی عمدہ تعلیم دی، اور دنیا
کی سب سے بڑی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جن عمدہ قوانین
کے مجموعہ کی تمہیں تلاش تھی وہ تمہیں عنایت فرمایا اور دنیا کی اصلاح
اور صلاح و فلاح اور کامیابی کے لئے وہ سیدھی راہ تمہیں بتائی،
جس کی تلاش میں تم سرگردان تھے، اور عین اس وقت میں جبکہ تم تلاش
حق کی پیاس میں تڑپ رہے تھے تمہیں حقانیت اور روحانیت کی
بارش سے سیراب کر دیا،

سورہ معالج

کئی - ۴۴ آیتیں

اس سورت میں عذاب یعنی بُرے اعمال کی سزا کو تفصیل طریقہ سے ثابت کیا گیا ہے، اور روز قیامت کے چند وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جنہیں سن کر انسان کو معلوم ہو جائے کہ وہاں بجز اچھے اعمال کے اور کوئی رفیق اور مولس اور فائدہ پہنچانے والا نہیں ہوگا اس کے بعد دکھایا گیا ہے کہ یہ سزا اور عذاب صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو خدا کے احکام سے منہ پھیر لیں اور مال جمع کر کے رکھ چھوڑیں اور اسی میں اپنی زندگی ضائع کر دیں، اس کے بعد اچھے لوگوں کو اچھے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ آخرت میں ان ہی لوگوں کے لئے کامیابی اور راحت ہے، جو اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے اصل مقاصد یعنی خدا کی یاد اور مخلوق کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرتے ہیں اور اپنے انجام سے ہمیشہ خائف رہتے ہیں۔ اس کے بعد کافروں کو بھیجا گیا ہے کہ اگر تم اپنی اصلاح نہ کرو گے تو پاد رکھو کہ خدا میں یہ قدرت ہے کہ تمہیں دنیا سے نیست و نابود کر کے تمہاری جگہ دوسری قوموں کو دیدے، تو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے، یہ سزا لوہوں ہوگی، اور قیامت کے دن جب اٹھائے جاؤ گے، وہاں اس سے بھی زیادہ اور سخت اور دردناک سزائیں ملیں گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ (۲۰) ،

ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کے بارے میں پوچھا جو کافروں پر واقع
لَتَكْفُرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (۲۱) (سورہ من اللہ)

ہونے والا ہے جبکہ کوئی روکنے والا نہیں ، بڑے بلند مرتبوں
ذِي الْمَعَارِجِ (۲۲) تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ

وَالرُّوحُ فِي طَرَفٍ مِّنْهُ ، هُمْ فِي طَرَفٍ مِّنْهُ ، هُمْ فِي طَرَفٍ مِّنْهُ ، هُمْ فِي طَرَفٍ مِّنْهُ ،
إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُ أَلْفِ سَنَةٍ

پڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے

پوچھنے والے اس عذاب کے بارے میں طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں

حالانکہ وہ عذاب جو کافروں کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہے اس کا
جب وقت آئے گا تو کوئی اس کو روک نہ سکے گا ، کیونکہ وہ اس خدا

کی طرف سے ہوگا کہ جس کے صفات کمال کی بلندی اور اونچائی جس کی
کبریا و جبروت کے عرش عظیم کا تختیل مخلوق کی قوت متخیلہ سے

اس قدر بڑا اور اٹھ ورہا اور اس کے روحانیات اور روح القدس
اس رفعت و عظمت کے فاصلہ کو پچاس ہزار سال سے پہلے طے نہیں

کر سکتے ، اور اس بارگاہ جبروتی تک ان کی بھی رسائی آسان نہیں ،

تو جس خدا کی عظمت و جبروت ، جس کی قدرت و کبریا کی حقیقت
کا تصور ہی انسان کیا ملائکہ و روحانیات کی محدود عقلی قوت سے

نہایت ہے ، اس کی قوت و حکمت ، اس کے جبروت و ملکوت کا کیا اندازہ
کر سکتا ہے اور اس کی کیا انتہا ہو سکتی ہے ، اور جو کام وہ چاہے

اسے کون روک سکتا ہے، یا جو وہ نہ چاہے کون اس کے کرنے کی قدرت رکھتا ہے، جب عذاب و ثواب، اچھے اور برے کاموں کی جزا و سزا اسی کے مقرر کردہ فطرتی قوانین کے موافق ملتی ہے اور مانی ضروری ہے، تو پھر کون ہے اس کو روک سکے، یا اس کے مقرر کردہ قوانین کو توڑ سکے،

(۵) فَأَصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا (۶) إِنَّهُمْ

تو خوبصورتی کے ساتھ صبر کرو، وہ لوگ
یَرَوْنَهُمْ بَعِيدًا وَأَوْتَارًا قَرِيبًا
تو اس کو دور دیکھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں

اسے پیغمبر! ان لوگوں کے سوالات سے آزر رہو خاطر نہ ہو، یہ لوگ روز قیامت کو نہیں مانتے، اچھے اور برے کاموں کی جزا و سزا کو تسلیم نہیں کرتے، اوہ ان باتوں کو ان واقعات کو بعید سمجھتے ہیں، اور ہم اس کو نہایت قریب سمجھتے ہیں اس کا واقع ہونا اس قدر یقینی ہے کہ بالکل قریب الوقوع نظر آتا ہے، اگر وہ بعید سمجھتے ہیں، تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں، جب قیامت آئیگی اور وہ واقعات واقع ہونگے تو ان کی آنکھ کھل جائیگی، اور انہیں معلوم ہو جائے گا، آج یہ انکار کرتے ہیں، اور تم جو ان امور کی تعلیم دیتے ہو تمہیں جھٹلاتے ہیں تو اسے پیغمبر! تم صبر کرو، اپنی نصیحتوں سے لوگوں کو فائدہ پہنچانی رہو، اپنی تبلیغ و اشاعت میں مضبوطی کے ساتھ قائم رہو، اور مخالفین کی مخالفت کا خوبصورتی کے ساتھ جواب دیتے رہو، یہ ممکن نہیں کہ حق کی آواز بے اثر یا ناکامیاب رہے، اور تمہاری یہ

گشتشیں بار آور نہ ہوں، صرف ثابت قدمی کی ضرورت ہے بہت
و کوشش و کار ہے، صبر عظیم کی حاجت ہے، پھر مخالفین کچھ
بگاڑ سکیں گے، نہ ان کی مخالفت فرود برابر تمہارے مقصد پر جو اثر ڈال

سکیں گی۔ (۹) یَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالرَّهْلِ (۹) وَ تَكُونُ

جس دن آسمان پھلے ہوئے تانبے کے مانند ہو جائیگا، اور پہاڑ
الجبال کالعهن (۱۰) وَلَا يَسْئَلُ حَمِيمٌ

دھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیگا اور کوئی دوست کسی

حَمِيمًا رَا لِيَصْرُوفِهِمْ يَوْمَ الْحَرَمِ لَوْ

دوست کو نہ پوچھیں گے، حالانکہ وہ ایک سرے کو دیکھیں گے گنگا گنگا

يَفْتَدِي مِنْ عَنَابِ يَوْمِ بَدْرٍ

کرے گا کہ لے لے کاش وہ اس دن کے عذاب سے اپنی اولاد کو فدی میں

(۱۲) وَ صَاحِبِيهِ وَ أَخِيهِ (۱۳) وَ فَصِيلَتِهِ

دے سکتا اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے کنبہ کو جو

الَّتِي تُوْوِيهِ (۱۴) وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ

اس کو پناہ دیتا ہوتا، اور روئے زمین کی تمام چیزوں کو

جَمِيعًا ثُمَّ يُجْزِيهِ (۱۵) كَلَّا إِنَّهَا لَأُنْظَى

کہ پھر یہ اس کو نجات دلا دیں، ہرگز نہیں وہ دیکھتی ہو اور آگہی

(۱۶) نَزَّاعَةً لِّلشَّوْءِ

کھال تک اُدھیڑ کر رکھ دے گی

جس دن قیامت آئے گی، اور دنیا کا یہ نظم و نسق بدلا جائے گا

اور یہ کائنات متغیر اور متبدل کر دی جائے گی، اس دن یہ آسمان

جو سورج، چاند اور تمام سیارات کی دنیا بے پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گی، یہ آسمانی ہستیاں جو آج باضابطہ حرکتوں سے ہماری زندگی اور ہماری زندگی کے تمام سامان پورے ہونے میں مدد دیتی ہیں، اس دن اپنے اپنے مقرر راستوں سے ہٹ ہٹ کر آپس میں ٹکرائیں گی، آفتاب کی کشش ثقل جو آج تمام سیاروں کو حرکت میں لائی ہوئے ہے، اس دن اپنی قوت سے تمام سیاروں کو اپنے قریب لے گی جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا، کہ آج جو زمین باوجود کڑوروں میل دور ہونے کے آفتاب کی شدید گرمی سے تپ کر آگ کی طرح گرم ہو جاتی ہے، اس دن یقیناً پگھلے ہوئے تانبے سے بھی زیادہ گرم ہو جائے گی، اور سارے سیارات آفتاب کے قریب ہو جانے کی وجہ سے تپ کر آگ ہو جائیں گے، پھر یہ اجسام اپنی مقررہ راہوں پر الگ ہو کر آپس میں ٹکرائیں گے، تو یہ پہاڑ ریزے ریزے ہو کر وستی روئی کی طرح ادھر ادھر بکھرے نظر آئیں گے،

ادھر انسان کی بہ حالت ہوگی کہ نفسی نفسی کا عالم ہوگا، یارو دوست آشنا، عزیز و اقارب سب دیکھ کر منہ چھپائیں گے، وہاں سب کو اپنی اپنی فکر ہوگی، سب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، مگر وہاں اپنے انجام کی سوچ سے ذرا بھر مہلت نہ ہوگی کہ کسی کو پوچھیں

حالت دریا

کریں یا کسی سے ہمدردی کریں،

جو شخص مجرم ہو گا وہ اپنے بد انجام سے اتنا خائف اور ہراساں ہوگا کہ اس کی تمنا ہوگی کہ اگر اپنے بال بچے، بیوی، بھائی اپنا سارا کنبہ لے لے اس سے بھی بڑکے یہ کہ دنیا و مافیہا دسے کبھی عذاب سی چھوٹ

جائے تو یہ سب کچھ اپنے اوپر سے قربان کر دے، مگر وہ دربار
کوئی دنیاوی حکومت کا دربار نہ ہوگا کہ وہاں اس قسم کے جرمانہ
یافتہ سے بڑے نتیجے مل جائیں، پارشوت دسے کروہاں کام نکل
آئے، یا خوشامد اس دن کام آئے، یا کسی کی سفارش کوئی فائدہ
پہنچائے، ہرگز نہیں، یہ خیال محض مہمل خیال ہے، وہاں مجرموں
کے لئے بچ دہکتی ہوئی آگ کے کوئی چیز نہیں، اور اس قدر تیز
ہوگی کہ منہ کھال کھینچے گی،

(۱۷) تَنْ عَوْمَرِ اَدْبَرَ تَوَلَّى (۱۸) وَجَمَعَ فَاَوْعَى،

وہ اس کو بلائے گی جس نے پیٹھے پھیر لیا اور منہ موڑا اور جمع کیا پھر اسکو محفوظ

وہ دہکتی ہوئی آگ ایسے لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جو آج خدا کی
تعلیم سے پیٹھے پھرتے ہیں، اور حق کی آواز سے منہ موڑتے ہیں،
اور اپنی انسانیت کے فرائض کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں اور
اپنی زندگی کا مقصد انھوں نے صرف روپیہ کمانا اور اسے گاڑ گاڑ
کر بنالیا ہے، حالانکہ روپیہ پیسہ، مال و اسباب عیش و راحت کے
تمام سامان، غرض یہ کہ زندگی کی ساری ضروریات، جو کچھ بھی
دنیا میں ملتی ہیں، اور جن جن چیزوں کا خدائے انتظام کر رکھا ہے
صرف اس لئے ہیں انسان ان، خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے اپنی
زندگی کو قائم رکھے، اپنی جسمانی صحت و عافیت کا پوری طرح
انتظام کرے، اور اس کے بعد اپنی زندگی کے اصل مقصد کو
پورا کرے، اور اپنے فرائض کو محسوس کر کے ان ہی کے اندر اس
زندگی کو صرف کرے، انہوں نے براہ راست زندگی سے براہ راست

خوردن، یہ ساری دنیا اور اس کی چیزیں محض اس لئے ہیں کہ ان کے
 ذریعہ سے انسان اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے میں مدد
 حاصل کرے، مگر ان بد معاش لوگوں کی حالت یہ ہے کہ انھوں نے
 یہ بات بالکل الٹ دی، جو چیز ذریعہ اور وسیلہ تھی اسی کو انہوں نے
 اصل مقصد زندگی قرار دیدیا، اور وہ مال جو فقط زندگی کو قائم رکھنے
 کے لئے بنایا گیا تھا، اور جو اس لئے تھا کہ اس کے ذریعہ سے
 انسان اپنی ضروریات کو پورا کر کے اس مال کو کمانے اور اس کو
 جمع کر رکھنے میں اس نے اپنی زندگی کا سارا وقت صرف کر دیا، اور
 اسی کام کو اپنا مقصد بنا لیا، اور اصل مقصد کو بالکل بھول گیا،
 اس نے اصل کو فرع اور فرع کو اصل، جڑ کو شاخ اور شاخ کو جڑ
 ذریعہ کو اصل مقصد اور مقصد کو ذریعہ یعنی دن کو رات اور رات کو
 دن سمجھ لیا، اب ہر سمجھدار خود سمجھ لے کہ جو شخص دن کو رات اور
 رات کو دن فرض کرے، یقیناً اس کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ وہ صبح ہوتے ہی
 اپنے بسترے پر منہ لپیٹ کر دراز ہو جائے گا، اور دن بھر پڑا
 ہوتا رہے گا، جب شام ہوگی تو وہ اس وقت کو صبح سمجھ کر کام کیلئے
 اٹھے گا، تو ساری دنیا اسے اس وقت خاموش اور سوتی ہوئی نظر
 لے گی۔ اور مجبور ہو کر اسے بھی سو رہنا پڑے گا، اور اس طرح اس کا
 دن اور اس کی رات دونوں ضائع ہو جائیں گی، اور ساری زندگی
 اس کی خواب خرگوش میں ضائع اور برباد ہو جائے گی، اور مرتی
 ہو کر کفِ افسوس ماننا پڑے گا، بعینہ ان لوگوں کی قیامت کے دن
 حالت ہوگی جو لوگ آج اپنی زندگی کا مقصد یہ بنا لئے ہوئے ہیں کہ

روزانہ چوبیس گھنٹے صرف کر کے روپیہ کمائیں، اور پھر اسے جمع کر کے رکھ چھوڑیں اور پھر صبح ہوتے ہی اسی معمولی کام میں لگ جائیں اور سارا دن روپیہ کم کر رات میں مزے کی نیند لے کر دراز ہو جائیں اور اپنی ساری زندگی اسی طرح روپیہ کمانے اور جمع کرنے میں ضائع کر دیں، اور یہ نہ سمجھیں کہ ہم کیا ہیں، ہم کیا بنائے گئے ہیں، اور ہمارے کیا فرائض ہیں، اور ہم کو کیا کرنا ہے، اور ہمارا کیا انجام ہونے والا ہے اور ہم اپنے کاموں کے کس حد تک ذمہ دار ہیں،

(۱۹) إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا (۲۰) إِذَا مَسَّهُ

بے شک انسان بے صبر پیدا کیا گیا ہے، جب اسکو پرانی پہنچتی ہو

الشَّرُّ جَزُوعًا (۲۱) وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا،

تو گھبرا جاتا ہے، اور جب اسکو بھلائی پہنچتی ہے تو رک جاتا ہے

انسان کو چاہئے کہ ہر حال میں اپنی حقیقت پیش نظر رکھے، اور اپنی

ذمہ داریاں پوری کرتا رہے، دنیا کے اندر رہ کر زندگی میں ہزاروں شیب

و فراز، اونچ نیچ، گرم سرد، آرام تکلیف، نفع و نقصان کے مختلف اور

گونا گوں موقع پیش آتے ہیں، اور پیش آنے ضروری ہیں، مگر اس کی

یہ معنی نہیں کہ زندگی کے ان دو لازمی پہلوؤں یعنی رنج و راحت، خوشی

و غمی سے اس قدر متاثر ہو کہ دنیا و مافیہا سے اپنی آنکھیں بند کرے،

خوشی کا موقع ملے تو اس قدر از خود رفتہ ہو جائے کہ سارے فرائض

کو بالائے طاقت رکھ سے، اور ساری ذمہ داریوں سے سیکر و شش

ہو جائے، یا رنج و غم پہنچے تو اس قدر سست اور دل شکستہ ہو جائے

کہ گھبرا کر خدا کو بھی بھول بیٹھے اور آپے سے باہر ہو کر وہ کام کر بیٹھے

ایسی بات زبان سے نکالے جو اسے نہ چاہئے، مگر کیفیت یہ ہے،
 انسان ایسا بے صبر ہے کہ نہ تو خوشی کے حالت میں وہ حد اعتدال پر
 رہتا ہے، اور نہ رنج و تکلیف کی حالت میں، وہ ایک نصب العین اور
 ایک اعلیٰ مقصد پر اس طرح پر ثابت قدم رہتا نہیں جانتا کہ خوشی اور
 آرام، غم اور تکلیف کے جان بچھڑاؤ اور فرسوا واقعات اس کو اس مقصد
 سے ایک قدم نہ اوجھڑا سکیں اور نہ اُدھر، حالانکہ اولوالعزم کے
 معنی یہی ہیں کہ جو مقصد اپنا مقرر کرے، جو فرض اپنا سمجھے، اس
 سے کسی حال میں غافل نہ ہو ورنہ نیا کے اندر رہ کر دنیا کے ہر قسم کے
 راحت و عیش کے اسباب سے لطف اٹھائے، کھائے، پیئے،
 کھیلے، ہنسے، سوئے، پیٹھے غرض یہ کہ سب کچھ کرے مگر مقصد نظر سے
 اوجھل نہ ہو، اپنا نصب العین خیال سے الگ نہ ہو، اسوقت وہ
 کامیابی کے راستے سے آسانی کیساتھ گذر سکتا ہے، مگر افسوس!
 کہ دنیا میں ایسے لوگ کم ہیں، اور پھر افسوس! کہ زمین کی انسانی آبادی
 بیشتر ایسے لوگوں سے خالی ہے

(۲۲) إِلَّا الْمُصَلِّينَ (۲۳) الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ

مگر نماز پڑھنے والے، جو کہ اپنی نمازوں پر قائم
 صَلَاتِهِمْ قَائِمُونَ (۲۳) وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ

رہتے ہیں، اور وہ لوگ جن کے مال میں مقرر

حَقٌّ مَّعْلُومٌ (۲۵) لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (۲۶)

حق ہے، مانگنے والوں کے لئے اور محروم کے لئے

وَالَّذِينَ يُصَلُّونَ بِوَجْهِهِمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ (۳۱) وَ

اور وہ لوگ جو روزِ جزا کو مانتے ہیں، اور وہ لوگ

الَّذِينَ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ يُسْتَفْتُونَ

جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں

(۳۸) إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَا يُوعَدُونَ (۳۹)

کیونکہ ان کے رب کے عذاب سے امن نہیں

وَالَّذِينَ هُمْ لِأُضْحَامِهِمْ يَحْفَظُونَ (۳۰) إِلَّا

اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوا

عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ غَيْرُ مَلْكُوهُمْ

اپنی بیویوں اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک میں ہیں

(۳۱) مِمَّنْ أَتَىٰ عَلَىٰ الْإِنْسَانِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

کیونکہ ان پر کوئی طاعت نہیں، اور جو کوئی انسان کے علاوہ ڈھونڈے، ایسے ہی لوگ

الْعَادُونَ (۳۲) وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ

زیادتی کرنے والے ہیں، اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کو اور اپنے ہر

وَعَهْدِهِمْ ذَاعُونَ (۳۳) وَالَّذِينَ هُمْ

کو بھول کر دیتے ہیں، اور وہ لوگ جو کہ اپنی گواہیوں پر قائم نہیں

عَلَىٰ شَهَادَتِهِمْ قَائِلُونَ (۳۴) وَالَّذِينَ هُمْ

اور وہ لوگ جو اپنی حلفوں

عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحْفَظُونَ (۳۵) أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ

کی حفاظت کرتے ہیں، یہی لوگ جنتوں میں عزت کے ساتھ ہونگے

مُكْرَمُونَ

بے شک جو لوگ آرام اور خوشی یا تکلیف اور غم کے جذبات سے متاثر ہو کر اپنی ہستی اور اپنی ذمہ داریوں، اور اپنے انجام کے خیال کو پس پشت نہیں ڈال دیتے ہیں، جو ہر حال میں رہ کر، دنیا کے ہر قسم کے بیرونی اثرات سے متاثر ہو کر بھی اپنے فرائض کو فرائض کی سی اہمیت دیتے ہیں، اور ضروری کو غیر ضروری اور غیر ضروری کو ضروری ذریعہ کو مقصد اور مقصد کو ذریعہ نہیں بنا دیتے وہی لوگ بے شک صحیح معنوں میں انسان کہلائے جانے کے مستحق ہیں، اور وہی ہیں جن کی دنیا اور آخرت دونوں کامیاب ہے، ایسے لوگ وہ ہیں جنکے اندر یہ آٹھ باتیں پائی جاتی ہیں،

(۱) نسا از پڑھنا، اس پر پوری پابندی کے ساتھ قائم رہنا،
 (۲) ملنگے والوں کو اور ان لوگوں کو جو نہیں مانگتے ہیں مگر دراصل ضرور تمند ہیں، یا جنہیں کوئی ^{تھیں} دینا، جنہیں لوگ دھکا دے کر اپنے دروازوں سے نکال باہر کر دیتے ہیں ایسے واجب الرحمہ محتاجوں کو علاوہ مذکورہ چکے مقررہ طور پر ہمیشہ اپنے مال سے دینے رہنا،
 (۳) اعمال کی جزا سزا کو ماننا، اپنے کاموں کی ذمہ داری محسوس کرنا، روز جزا سزا یعنی قیامت کو تسلیم کرنا،

(۴) برے کاموں سے بچنا، برے کاموں کی سزا سے مخالف رہنا اور یہ سمجھنا کہ برے اعمال کی جو سزا خدا نے مقرر کی ہے اس سے کسی صورت سے چھٹکارا ممکن نہیں،

(۵) اپنی بیویوں اور مملوک کے سوا اور کسی عورت سے معہود یعنی شہید کرنا ہاں ان مذکورہ بالا عورتوں سے کوئی حرج نہیں،

کیونکہ وہ اسی مقصد کو پورا کر سکتا ہے، ان کے علاوہ دوسری طرح
برصنا نہایت بُرا ہے،

(۷) اپنی امانتوں کو محفوظ رکھنا، ان میں کسی طرح خیانت نہ کرنا، اور

اپنے عہد و پیمان کا ہمیشہ لحاظ رکھنا،

(۸) گواہیوں پر قائم رہنا، اس کو بدل دینے، اسکو جھوٹ سچ ملا

دینے، اسکو غلط بیان کرنے یا اسکو چھپانے سے پرہیز کرنا،

(۹) نماز کی پوری طرح حفاظت کرنا، اسکو طہینان کیساتھ اور اگر بنا اسکو قوت پر پڑھنا

جو لوگ ان باتوں پر قائم رہتے ہیں، اور ان اعلیٰ مقاصد کو پورا کرتے

رہتے ہیں، وہی لوگ کامیاب زندگی بسر کر رہے ہیں، اور آخرت میں بھی کامیاب

ہونگے، اور وہ ان کو ایسی جگہ ملے گی، جس میں ان کے لئے ممکن ہو سکے اور

اعلیٰ سے اعلیٰ راحت و آرام عیش و عشرت کے سامان مہیا ہونگے،

نماز کو دو دفعہ بیان کیا گیا ہے، کیونکہ انسان کے دو اعلیٰ ترین فرائض

یعنی (۱) خدا کے ساتھ عہدہ تعلق پیدا کرنا (۲) اور مخلوق کے ساتھ رحم و

شفقت کا برتاؤ کرنا، ان دونوں میں سے پہلا زیادہ اہم ہے، کہ مخلوق کا

پہلا فرض خالق کو پہچاننا اپنے عہد و احتیاج کو محسوس کر کے اس قادر

و توانا، اس غنی و صمد کی کبریا و جبروت کی درگاہ میں، جہین نیاز ٹیک دینا

اس کے بعد پھر اس خالق کی مخلوق کے ساتھ عہدہ تعلق پیدا کرنا، ہر ایک

کیساتھ اس کی حیثیت کے مطابق برتاؤ کرنا، پھر اپنے استعمال کا اپنے

آپ کو ذمہ دار سمجھنا، اور اس کے انجام سے خائف رہنا، بد اخلاقیوں

سے پرہیز کرنا، نہ انھیں کاموں کا نام انسانیت ہے، اور ان ہی کے

کرنے والے انسان کہلائے جاسکتے ہیں، مستحق ہیں، قرآن میں جا بجا

زندگی کے ان دو اعلیٰ مقصدوں کو ملا کر میان کیا گیا ہے،

اور ہر ایک حکم دینا ہے کہ اس کے سوا کسی کی (۱) وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا

عبادت کرو، اور والدین کے احسان کرو۔

... اور قربت واسلے کو اس کا ... وَأَمَّا ذَا الْقُرْبَىٰ فَحَقُّ

حق دو اور محتاج کو اور مسافر کو،

... (بنی اسرائیل ۲۳ ۲۴)

وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، (۲) قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ

اور نہ ہم محتاج کو کھانا کھلاتے تھے

... وَكَمْ نَكُ لَطِيعُمُ الْفُقَرَاءِ

اور خدا کی عبادت کرو، اور کسی کو اس کا شریک نہ

کھیا اور ماں باپ،

اور قربت داروں اور یتیموں اور محتاجوں

اور قربت دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں، اور

اس شیعہ والوں، اور مسافروں کیساتھ احسان کرو،

وہ (۳) فَمَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا قَبْلَكَ مُطِيعِينَ (۳)

تو کافروں کو کیا ہو گیا کہ تیری طرف جھکے پڑتے ہیں،،،،،

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزَّتَيْنِ (۳) اِيْطَمِعُ

گروہ بن بن کر دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے، کیا ان میں

سُئِلَ امْرُؤٌ مِّنْهُمْ اِنْ كَانَ خَلَّ جَنَّةَ نَعِيمٍ وَكَلَاهُ

ہر شخص اسکی لالچ رکھتا ہے کہ نعمت کی بہت میں داخل ہوگا، ہرگز نہیں

توں لوگ جو خدا کو نہیں مانتے، جو اس کے پیغمبر کو نہیں تسلیم کرتے

اور جو ان مذکورہ بالا کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اللہ کی حکمت کو چھوڑ دیتے ہیں، انہوں نے کیوں شور مچا رکھا ہے، وہ کیوں تمہیں گمراہ ہو گئے ہیں آ رہے ہیں، کیا ان کی یہ خواہش ہے کہ ان میں سے ہر شخص نعمتوں والی جنت میں داخل ہو، ہرگز نہیں اس جنت میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جن کا اوپر ذکر کیا ہے جو خوشی و راحت و ریخ و تکلیف کسی حالت میں اپنے فرائض کو پس پشت نہیں ڈالتے،

(۳۹) اِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ (۴۰) فَلَا أُقْسِمُ

ہم نے انکو اس چیز سے بنایا ہے جسے وہ جانتے ہیں، تو نہیں! میں قسم

بِذَاتِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِنَّا لَقَدِمُؤُنَ (۴۱)

کہا تا ہوں مشرق و جنوب کی کہ ہم بیشک قادر ہیں،

عَلَىٰ اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ

اس بات پر کہ ان کے بدلہ میں ان سے اچھے لوگ لے آئیں،

بِمَسْبُوقِيْنَ

اور ہم عاجز نہیں،

کیا وہ نہیں جانتے کہ وہ ہماری قدرت کے احاطہ سے اور ہماری قوت

و حکومت کی سرحد سے کسی حال میں الگ نہیں ہو سکتے کیا وہ نہیں

جانتے کہ ہم نے انہیں کس طرح مٹی کے بے حقیقت ذرات سے برصا

ایک انسان بنا دیا ہے تو جب ہم نے انہیں مٹی سے انسان بنایا ہے

تو اس سے وہ ہماری قدرت اور قوت کو سمجھیں ہم جب تمام مشرق

اور تمام مغرب کے خالق اور پروردگار ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ہم

جس مخلوق کو جس وقت جیسا چاہیں بنا سکتے ہیں،

تم پر واضح رہنا چاہئے کہ ہم تمام مشرقوں کے اور تمام مغربوں کو پروا نہ کریں، دنیا کے ہر حصہ، ہر گوشہ، ہر ذرہ ذرہ کے ہم خالق اور پروردگار ہیں۔ جو میری قوت اور جبروت پر شاہد ہے اس لئے اسے سرکش انسانو! اپنی سرکشی اور بد اخلاقی میں زیادہ جرأت نہ کرو، زیادہ اصرار نہ کرو، میری نصیحت سنو، اس پر عمل کرو، اپنے فرائض کو سمجھو، ورنہ یاد رکھو کہ ہم بہت آسانی کے ساتھ یہ کر سکتے ہیں کہ تم کو ہلاک کر دیں اور تمہاری جگہ ایسی قوم کو دیدیں جو تم سے اچھی ہو، جس وقت ہم چاہیں یہ کر سکتے ہیں، تمہارے پاس میرے اس ارادہ کو روک دینے کے لئے کوئی طاقت اور کسی قسم کی قوت نہیں، نہ ہمارے مقابلہ میں تمہاری کوئی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے، اور نہ تم میں اسکی تاب و توانائی ہے،

(۲۲) فَذَرْتَهُمْ يَمْشُونَ عَلَىٰ آبٍ وَيَلْعَبُونَ بِغُلَابٍ وَاقْتُلُوا

تو ان کو جھگڑانے اور کھیلنے دے، یہاں تک کہ اس دن کو جا ملیں
يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ (۲۳) يَوْمَ

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے، جس دن وہ قبروں
يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَحْضَابِ سِرًّا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ
سے اس طرح نکلیں گے کہ گویا تمہان کی طرف
نُصِبَ يُوفِيُونَ (۲۴) خَاشِعَةً،،

دوڑے جارہے ہیں، ان کی نظریں پھٹی
أَبْصَلَهُمْ تَزَهُمُهُمْ لَهْ،،
ہوتی ہوگی، ذلت ان پر چھائی ہوگی

ذَلِكَ الْيَوْمَ الَّذِي كَانُوا وَعَدُوكَ

یہ وہی دن ہے جس کا انھیں وعدہ کیا جاتا تھا،

اسے پیغمبر! اگر یہ سرکش اور بد اخلاق لوگ تمہاری باتوں کی طرف
توجہ نہ کریں تو اس کی پروا نہ کرو، انھیں چھوڑ دو، کہ خوب ہی بھر کر
اپنی کھیل کود، لڑائی جھگڑے میں اپنی عمر ضائع کر دیں، جب وہ
یوم موعود آئے گا، جب وہ روز قیامت آئے گا جس کا ان سے
وعدہ کیا جا رہا ہے تو خود ساری حقیقتیں ان پر آشکارا ہو جائیں گی، اور
جس طرح یہ آج خدا کو چھوڑ کر اور اس کے دربار سے منہ موڑ کر بتوں
کے تھانوں کی طرف دوڑتے ہیں، اس دن قبروں سے اٹھ کر اسی
طرح حساب کتاب کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دوڑینگے، اس وقت
انہیں اپنی زندگی کی غفلت، اور بد اخلاقی کا مزہ ملے گا۔ اور پھر سے
انجام کی بھیانگ اور ڈراؤنی تصویر ان کے پیش نظر ہوگی جس کے
خوف سے ان کی آنکھیں جھکی ہونگی، چہرے پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی
یہ وہی دن ہوگا جس کا آج سے وعدہ کیا جاتا ہے، اور جس سے
انہیں ڈرایا جاتا ہے، مگر یہ نہیں مانتے، اور منسی مذاق میں اُسے
گلا دیتے ہیں، اسے کاش! یہ کچھ غور کریں اور سمجھیں اور نصیحت کریں

سورۃ نوح

مکی ۲۸ آیتیں

اس سورت میں ایک داعی، ایک مبلغ، ایک رہبر قوم اور ایک پیغمبر کو طرز تبلیغ کی تعلیم دی گئی ہے، نوح علیہ السلام کے حالات بیان کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ وہ شخص جو کسی قوم کی اصلاح کے لئے کھڑا ہو، اسے کس طرح اپنی قوم کو ہدایت کرنا چاہئے۔ اور کس قدر صبر اور اولوالعزمی کی اس میں ضرورت ہے، قوم کی مخالفت اور مخالفین کی ایذا رسانی پر کس قدر صبر کرنا پڑتا ہے اور کس کس طریقہ سے لوگوں کو متوجہ کیا جاتا ہے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ اَنْ

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو طراؤ
اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آپڑے

نوح کی قوم جب سیدھی راہ سے بھٹک کر گمراہ ہو گئی، اور لوگ بد اخلاقیوں میں پڑ کر اپنی انسانیت کو کھو بیٹھے اور قریب تھا کہ انکی بد اعمالیوں کے برے نتائج مہلک اور تباہ کن عذاب کی صورت میں انھیں آکر گھیر لیں کہ اتنے میں خدائے اپنی رحمت اور کرم سے ایک مصلح نوح ؑ کو ان کی اصلاح اور فہمائش کے لئے بھیجا،

اور فرمایا کہ اسے نوح اقبل اس کے کہ تمہاری قوم اپنی بد اعمالیوں کی
سزا میں ہلاک کر دی جائے، ان کو سمجھاؤ، اور برے انجام سے
انہیں ڈراؤ، تاکہ وہ اپنی اصلاح کریں، اور برے انجام سے ڈر کر اپنی
غلطیوں سے باز آجائیں،

(۲) قَالَ يَقَوْمِ إِنِّي كَلِمَةٌ تَرْسَلُنِي إِلَىٰ

اس نے کہا اسے میری قوم بیشک میرے ساتھ ڈرائیوا ہوں،

(۳) أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ فَطَاعُونَ

کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

(۴) يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ

وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور ایک مقررہ مدت تک

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى طَائِفَاتٍ إِنَّ اللَّهَ إِذَا جَاءَهُ

شکوہ بہت دے گا بے شک اللہ کی مقررہ مدت

لَا يُؤَخِّرُهُ لَوَ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جب آئے گی تو وہ نہیں ٹل سکتی، کاش! تم جانتے!

نوح نے اپنی قوم سے کہا کہ دیکھو میں تمہیں صاف صاف برے

انجام سے ڈراتا ہوں، تم اپنی بد اخلاقی اور سرکشی سے باز آؤ،

اور جب تم انسان بنائے گئے ہو تو اپنی انسانیت کے فرائض کو

پہچان لو تمہیں جو ایک خاص قوت عقلیہ دی گئی ہے، اس کی ذمہ داری

کو پورا کرو، تمہارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ (ا) جسے

پیدائش سے ملتا ہے اسے تک کی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے

کیلئے اعلیٰ سے اعلیٰ انتظام کیا ہے اس کو پہچانو، اسکی عظمت

و جلال، اس کی کبریاء و جبروت کے دربار میں سر رکھو، اپنی عاجزی اور اپنی بندگی محسوس کر کے اس کی قدرت، اس کی حکمت کا اندازہ لگاؤ اور پھر اس کی تسبیح اور تقدیس کرو، کہ ایک بندہ کا یہی کمال ہے کہ وہ اپنے آقا کے ساتھ بندگی کا صحیح تعلق قائم کرے (۲) اس وعدے والی صفت، اس کی رحمت و شفقت پر غور کرو اور سمجھو کہ اچھے اور بُرے کاموں کا اچھا اور برا نتیجہ بھی مل نہیں سکتا ممکن نہیں وہ نیکو اور بروں کو ایک طرح کا بدلہ دے اور دونوں کا یکساں انجام ہونے سے ہرگز نہیں وہ ضرور نیکوں کو اچھا اور بروں کو برا بدلہ دے گا اس لئے تم کو چاہئے کہ ہمیشہ اس خدا کے عدل و انصاف کو سمجھ کر بڑے اعمال کے برے نتائج سے ڈرتے رہو، (۳) اور اس ڈرنے کا یہ اثر ہونا چاہئے کہ اپنی موجودہ غلطیوں کو چھوڑ دو اور عمدہ اخلاق اور اعمال اختیار کرو، اور میں جس طرح تعلیم دوں اس پر عمل کرو میں جو احکام بتاؤں انھیں پورے کرو، اس کا نتیجہ یہ ملے گا کہ خدا تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور تمہاری بیماری گزشتہ غلطیوں پر قائم عفو کھینچ دے گا، اور پھر تمہیں ایک مقربیت تک اس کا موقع دیکھا کہ تم اپنی اصلاح کر لو، اور اپنی انسانیت کے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورے کیے ترقی اور فلاح کو اس اعلیٰ ذمے تک پہنچ جاؤ، جہاں تک پہنچنے کی استعداد تمہارے اندر رکھی گئی ہے، کیونکہ پھر اس کے جب خدا کی مقرر کردہ مدت پوری ہو جائیگی تو اسے دنیا کی کوئی ثوابت ملا نہیں سکتی، اسے کاش! تم یہ سمجھو اور اپنی چند روزہ زندگی کے ان باقی ماندہ چند گھنٹوں کی قدر و قیمت پہچانو، تاکہ آئندہ زندگی

میں تمہیں کفِ افسوس ملنے، اور دائمی اذیت و تکلیف کے جہنم سے پوری کامیابی کے ساتھ نجات حاصل ہو،

(۵) قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لِيَأْتِنِي نَصَارًا

اس نے کہا اے میرے رب میں نے تو اپنی قوم کو رات دن بلایا

(۶) فَلَمْ يَزِدْهُمْ دَعَائِي إِلَّا فِرَارًا (۷)

مگر میرے بلانے سے تو اور بھی بھاگنے لگے اور،

وَإِنِّي مُكَلِّمٌ سَادَ عَوْنِهِمْ لِيُغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا

اور میں نے توجہ بھی ان کو بلا یا کہ تو ان کی مغفرت کر دے،

أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَعْشَوْا

تو انھوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھوس لیں،

ثِيَابَهُمْ وَآصَرُوا وَاسْتَكْبَرُوا وَاسْتَكْبَرُوا

اور کپڑے اوڑھ لئے، اور اصرار کیا، اور سخت تکبر کیا

نوح نے جب پوری کوشش اور سرگرمی کے ساتھ اپنی قوم کو سچی باتوں کی طرف بلایا اور سیدھی راہ چلنے کی ہدایت کی، تو ان کی سرکشی کی یہ حالت ہوئی کہ انھوں نے ان کی ایک بات نہ مانی، اور انکو یہاں تک بلایا ہی کہ آخر کار انھوں نے خدا سے یہ کہا، کہ اے پروردگار میں نے رات دن، اپنی قوم کو حق کی طرف بلایا، ہر وقت ان کی اصلاح کے پیچھے پڑا رہا، مگر میں جس قدر انہیں بلاتا رہا، اتنے ہی وہ دور بھاگتے رہے، اور میں نے جس قدر کوشش کی کہ وہ آئیں اور سیری بات مانیں، سچی تعلیم قبول کریں، تاکہ تو ان کے گناہوں کو بخش دے اور ان کی ساری غلطیوں کو معاف کر دے، تو انھوں نے

میری آواز سن کر اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھوس ٹھوس لیں، کہ کسی طرح
 میری آواز ہی ان کے کانوں تک نہ پہنچ سکے، اس سے بھی بڑھ کر
 یہ کہ کپڑے اپنے اوپر اوڑھ اوڑھ لئے کہ آواز نہ آئے اور ساتھ ہی
 اس کے بلائے والے کی صورت بھی نظر نہ آئے، کیونکہ بسا اوقات
 صرف مخلص اور خیر خواہ کی خالص نیت بھی اس کی صورت کو
 اس قدر موثر بنا دیتی ہے کہ صرف صورت دیکھتے ہی انسان اس کا
 گرویدہ ہو جاتا ہے اسی لئے انھوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھوس
 لینے کے ساتھ ہی سروں پر کپڑے بھی اوڑھ اوڑھ لئے، اور اسی
 طرح سرکشی اور تمرد کے میری باتیں نہ مانیں اور اپنے اس انکار
 پر اصرار کیا اور انتہا درجہ کی سرکشی اور تکبر کیا،

(۸) ثُمَّ اِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا (۹) ثُمَّ اِنِّي

پھر میں نے ان کو کھلم کھلا بلا یا، پھر میں نے
 اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا

ان کے لئے اعلان کر کے، اور چھپا چھپا کر کے باتیں کیں

(۱۰) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ

پھر میں نے ان سے کہا کہ اپنے رب سے معافی مانگو بیشک
 غَفَّارًا (۱۱) يَرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا

وہ بڑا بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان کو مو سلا دھار بھیجے گا،

(۱۲) وَيُمِدُّكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ

اور مال سے اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا،

وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّتٍ وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْظَارًا

اور تمہارے لئے باغ اور نہریں بنا دے گا،

پھر میں نے ان کو کھلم کھلا دعوت دی، اعلان کر کے بلا پایا، آہستہ
نصحت کی خفیہ سمجھایا، جو جو طریقہ سمجھانے کا، اور نصیحت کر دینا
ممکن تھا سب کر دیکھا، کوئی وقت کوئی طریقہ، کوئی ممکن سے
ممکن صورت تبلیغ و اشاعت، ہدایت و اصلاح کی نہ چھوڑی مگر یہ
یہ راہ پر نہ آئے،

پھر میں نے انہیں اس طرح بھی سمجھایا کہ دیکھو اپنی لغزشوں سے توبہ کرو
اپنی غلطیوں کو چھوڑ دو، اپنی سرکشیوں سے باز آؤ، اس سے
صرف تمہاری معاد اور عاقبت ہی کامیاب نہیں ہوگی، بلکہ اس
دنیا میں بھی صرف اسی طریقہ سے کامیابی، اور ترقی، اور صلاح و
فلاح حاصل ہو سکتی ہے، دنیا کی ساری ترقی اور کامیابی فقط
ان امور کا نام ہے جن کے ذریعہ سے مال و دولت عزت و شوکت
خوش حالی اور فارغ البالی، حاصل ہو، تو اگر تم اپنی غلطیوں کی
سعانی خدا سے مانگو گے، اور آئندہ کے لئے ان بد اخلاقیوں سے
باز آنے کا عہد کرو گے تو خدا تمہارے ملک کو بارش ہو سلا دھار
برسا کر سرسبز و شاداب کر دے گا، تمہیں مال دے گا، اولاد دیکھا
تمہارے لئے باغ اور نہریں بنا دے گا، یعنی دنیا میں، زندگی
کی راحت و عیش کے لئے سارے سامان تمہیں عنایت فرمائے گا،

خدا کی قدرت اور حکمت کے نشانیوں پر مشاہدہ

(۱۴) مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا (۱۴)

تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کیلئے بزرگی کا خیال نہیں رکھتے؟
وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَأٰ (۱۵) أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ

علائکہ اس نے تمکو طرح طرح سے پیدا کیا ہے کیا تم نہیں دیکھتے

خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا (۱۶) وَجَعَلَ

کہ اللہ نے کس طرح تہ بہ تہ سات آسمان پیدا کیئے ہیں، اور ان کو

الْقَمَرَ فِيهِمْ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا

اندھ چاند کو نور بنا دیا ہے اور سورج کو چراغ بنا دیا ہے

(۱۷) وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا

اور اللہ نے تم کو زمین سے اگایا ہے

(۱۸) ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ مِنْهَا آخِرًا جَاءًا

پھر وہ تم کو اس میں لوٹائے گا اور تم کو نکال کھڑا کر دیگا

(۱۹) وَاللَّهُ يَجْعَلُ لَكُمْ الْأَرْضَ بِسَاطًا (۲۰)

اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا ہے

لِتَسْلُكُوا مِنْهَا صُبُلًا مُّجَاثِبًا،

تاکہ تم اس کے کھلے کھلے راستوں میں چلو

ان آیتوں میں خدا کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے کرشمے

دکھائے گئے ہیں اور آخر میں یہ بات ظاہر کی گئی ہے کہ یہ زندگی،

انسان کی انتہائی زندگی نہیں، اور یہ موت انسان کی ہستی کا بالکل

خاتمہ نہیں کر دیتی، بلکہ اس کے بعد دوسری زندگی آنے والی ہے، وہ اس زندگی سے زیادہ اہم اور زیادہ قابل توجہ ہے کیونکہ اس زندگی کی ساری حرکت و سکون سارے افعال و اقوال، اور سارے کارناموں کے نتیجے اس زندگی میں ظاہر ہونگے، یہ زندگی اگر کھیتی کے دن ہیں تو وہ زندگی، کاٹنے کے دن ہیں، یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان کھیتی کرے، بیج بوئے، درخت پیدا ہو اور پھل نکلے جن لوگوں کو اس میں مشبہ ہے وہ صرف یہ کہ انسان مرنے کے بعد کیوں اور کس طرح پیدا ہو سکتا ہے، تو یہ مشبہ بالکل کمزور ہے، ایسے لوگوں کو چاہئے کہ خدا کی قدرت، اس کی حکمت، اس کی علم اور اس کی رحمت کا اندازہ لگائیں اور سمجھیں کہ خدا سب کچھ کر سکتا ہے اور نہایت ضروری ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کیا جائے، خدا کی ان صفات کا اندازہ کرنے کے لئے ان باتوں پر غور کرنا چاہئے،

دا انسان کو خدا نے کس طرح پیدا کیا، پہلے کیا تھا کیا سے کیا بنا اور پھر ہونے ہوتے کیا بن گیا، پہلے وہ مٹی تھا پھر اس سے وہ نباتات کی صورت میں آیا پھر اس سے وہ غذا بن کر جسم میں داخل ہوا اور خون بن کر وہ قطرہ بنا جس سے انسان پیدا ہوتا ہے پھر وہ انسان ہی کہ جسم میں ایک خاص جگہ ایک خاص مدت تک رہ کر قطرہ سے خون، خون سے گوشت ہڈی رگ و پٹھہ کا مجموعہ بن کر ایک دن مکمل زندہ انسان بن کر دنیا میں آجاتا ہے، تو اس ابتدائی کو دیکھو کہ یہ سلسلہ مٹی سے شروع ہوا اور انسان تک

پہنچا، اس عرصہ میں ~~جس~~ اس کو ایک صورت سے دوسری صورت
 میں بدلتے بدلتے، کہاں تک پہنچا دیا،
 (۳) ستاروں کی دنیا پر نظر اٹھا کر دیکھو، یہ سیارات جو کوروں
 کی تعداد میں ہیں، کس طرح ایک دوسرے تلے اوپر بنائے گئے ہیں،
 ان تمام سیاروں میں خصوصیت کے ساتھ چاند اور سورج پر
 غور کرو کہ خدا نے اسے کس حکمت اور تدبیر سے بنایا ہے، اس کی
 حرکت کے لئے کیا عمدہ نظام مقرر کیا ہے، کہ ان ہی دونوں کی
 حرکات دنیا میں رہنے والی مخلوق کی بیشتر ضروریات کے پورے
 ہونے میں مدد دیتی ہیں، جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان کی
 تمام ضروریات، ان کا نشوونما، ان کی غذا، ان کا بڑھنا، ان کا
 پھولنا اور پھلنا، ان کا بار آور ہونا یہ سب چاند اور سورج کی
 حرکت اور اس کی گرمی کے ممنون ہیں، ان ظاہر اور کھلے منافع کے
 علاوہ سیکڑوں منافع ان سے ہیں جن کو سمجھنا تو درکنار عقل
 کی رسائی بھی وہاں تک نہیں ہو سکتی، ایک سب سے بڑا نفع ان
 دونوں کا، یہ ہے کہ ہم ان سے روشنی حاصل کرتے ہیں، جس پر
 دنیا کا سارا کاروبار موقوف ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جب
 سورج ہمیں محنت کے بعد، خود ہماری نظروں سے غائب ہو کر
 آرام کا وقت عنایت کرتا ہے، تو اس تیز روشنی کی ضرورت نہیں
 رہتی، اس لئے اس وقت چاند جلوہ افروز ہوتا ہے، جس کی حسین اور
 خوبصورت روشنی اپنے اندر ایک خاص قسم کی نزاکت اور لطافت
 لئے ہوتی ہے، جو محض لطف اٹھانے کے وقت کے شایاں ہے،

(۳) انسان کے رہنے کے لئے جو بنائی گئی ہے، یعنی زمین، اس کی پیدائش پر غور کرو، کہ وہ کس طرح بنائی گئی، اور اور کیسے عمدہ موقعہ میں اسے رکھا گیا، کہ خشکی بھی رہے جس میں انسان رہ سکے، ورنہ زمین کا بوجھ دراصل اسکا خواہاں تھا کہ اس کو پانی کے بیچ میں رکھا جائے کیونکہ زمین پانی سے زیادہ ثقیل ہے، اور باوجودیکہ وہ بالکل گول ہے، اور اس کے ہر سمت جا بجا آبادیاں موجود ہیں، پھر بھی اس کی گولائی انسان کے چلنے پھرنے رہنے سہنے، مکان و عمارتیں بنانے میں عارج نہیں، بلکہ وہ اس قدر بڑی ہے کہ انسان اس کو گول ثابت کرنا چاہے تو دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے،

کیا ان باتوں پر غور کرنے سے یہ صاف اور ہسانی سے سمجھ میں نہیں آتا کہ جس خدا نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے، اس کی قدرت سب کچھ کر سکتی ہے، اس کی حکمت اور رحمت اور اس کا علم کبھی یہ گوارا نہیں کرے گا، کہ انسان کو موت دے کر فنا کر دے، اور اتنی بڑی عظیم الشان مخلوق محض پچاس ساٹھ برس کی زندگی کے بعد بالکل معدوم محض ہو جائے، یہ بے جان اور بے حس و حرکت زمین، پانی، ہوا، پہاڑ، وغیرہ تو سینکڑوں برس رہیں اور جس مخلوق کی برتری اور اہمیت کا یہ عالم ہو کہ ساری دنیا سے وہ خدمت لے اور ساری دنیا اس کے نفع کے لئے ہو۔ وہ اس قدر تھوڑی مدت میں بالکل فنا ہو جائے اور اس طرح نیست و نابود ہو جائے کہ پھر اس کے بعد کچھ نہ ہو

اس کا علم کبھی یہ پسند نہیں کر سکتا، کہ اچھے اور برے کاموں کو
دیکھ کر، نیکیوں اور بروں کی نیکی اور بدی کا علم رکھ کر دونوں کا
ایک سا انجام ہونے دے، اس کی رحمت یہ کبھی جائز نہیں رکھ
سکتی، کہ ظالم اور مظلوم کو ایک لاکھٹی ہانکے، اور آم اور نیم ہونے
والے کو ایک ہی قسم کا پھل دے،

وہ جب ایک ذرہ منی کو ترقی دے کر انسان بنا سکتا ہے اور
پھر وہ اس کو موت دے کر اسی مٹی میں ملا سکتا ہے تو وہ ضرور
اس پر پوری طرح قادر ہے کہ دوبارہ پھر ان ہی اجزا کو اٹھا کر کے
زندہ انسان بنا کھڑا کرے، اس لئے کہ پہلی دفعہ سے دوسری
دفعہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے اور اس لئے کہ وہ خدا جس میں
یہ سب قدرت ہے، وہ پہلی دفعہ پیدا کرنے سے ٹھک نہیں سکتا،

(۲۱) قَالَ نُوحٌ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً وَأَتَّبِعُوا

نوح نے کہا اے میرے رب! ان لوگوں نے تو میری نافرمانی کی،

مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ إِلَّا خَسَارًا

اور ایسے لوگوں کی پیروی کی جنہیں ان کو مال اور اولاد نے سوا نقصان

(۲۲) وَمَكْرُؤًا مَكَرًا كَبِيرًا (۲۳) وَقَالَ الْوَالِدُ،

کے اور کچھ نہیں پہنچایا، اور انہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں، اور بولے کہ

تَنْزِيلًا إِلَيْكُمْ وَلَا تَنْزِيلًا وَلَا

اپنے مہودوں کو ہرگز نہ چھوڑو، نہ دو کو چھوڑو اور نہ

سَوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا

سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو

(۲۴) وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ

اور انہوں نے تو بہتیزوں کو گمراہ کر دیا ہے، اور ظالموں کو اور بھی گمراہی

إِلَّا ضَلَالًا،

میں بڑھا دے،

نوح علیہ السلام نے تبلیغ و اشاعت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، ہر طرح سے اپنی قوم کو سمجھایا، قیامت سے ڈرایا، برے کاموں کے برے انجام کی طرف توجہ دلائی، ہر طرح سے دلیل دے دے کر آخرت اور قیامت کے تمام واقعات ان کے ذہن نشین کرائے، مگر بالآخر ان کی قوم سیدھی راہ کی طرف نہ آئی، یہ گو پیغمبر تھے، مگر پھر بھی انسان تھے، اس قدر طویل مدت کی اس جانفشانی اور دوسری کا کچھ نتیجہ نہ نکلتے دیکھ کر ان کی طبیعت سخت رنجیدہ اور ملول ہوئی اور ہونا بھی چاہئے تھا، انسان کی ہمت اور اس کی حوصلے اور اس کے مستقل ارادے اور مصمم عزم کو بالکل پست اور کمزور کرنے والی اس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں کہ وہ اپنی عمر بھر کی کوشش کو بالکل ناکامیاب ہوتا ہوا دیکھے، اسی نالیوسی اور صدمہ میں نوح علیہ السلام نے جب یہ اندازہ کیا کہ یہ لوگ نہ خود راہ پر آئیں گے، اور نہ دوسروں کو سدھرنے دینگے تو اس وقت خدا کے سامنے یہ فریاد لے کر گئے کہ اے میرے پروردگار یہ لوگ میری کوئی بات نہیں مانتے، ایسے لوگوں کی بات مانتے ہیں جنہیں دنیا میں بجز ناکامیابی کے اور کچھ نصیب نہیں ہوا جنہیں بال اور اولاد نے کوئی نفع نہیں پہنچایا، اس کو علاوہ

بہر حال نوح علیہ السلام کی قوم نہ سدھری اور کٹنا ہوں میں
گندگیوں میں بدخلاقیتوں میں اس قدر اٹھا کہ ہوا کہ مرنے سے
پہلے ان کی آنکھ ہی نہ کھلی، اب آخرت میں ان کے لئے
جہنم کے سوا اور کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا، وہاں ان کی ساری
شیخی کرکری ہو جائیگی اور جن دنیاوی تعلقات، دنیاوی
ساز و سامان پر انھیں بھروسہ تھا، جن فرضی خداؤں کی
وہ پرستش کرتے تھے وہ سب کے سب آج بیزاری ظاہر کرینگے
اور کوئی چیز ان کے کام نہ آئے گی، وہاں ان کی آنکھ کھلے گی،
اور اس وقت انھیں اندازہ ہوگا کہ ہم بالکل ناکامیاب رہے
اور اس وقت انھیں حسرت ہوگی کہ کیوں پیغمبر کی نصیحت
نہ مانی،

(۲۶) وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ

اور نوح نے کہا اے میرے پروردگار! کافروں میں سے کسی
مِنَ الْكَافِرِينَ دَايِمًا (۲۷) إِنَّكَ إِنَّ

بنے دے کور وئے زمین پر نہ چھوڑ، کیونکہ تو اگر انھیں
تَذَرُ هُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا

پھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے، اور جیتے
إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (۲۸) رَبِّ اغْفِرْ لِي

بھی تو صرف بدکار اور کافر، اے میرے رب! میری
وَالْوَالِدَيْنِ وَوَلَدِي دَخَلَ بَيْتِي

مغفرت فرما اور میرے والدین کی، اور اس کی گھومن ہو کر میرے

مُؤْمِنَاتٍ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ

مگر آئے، اور تمام عورتوں اور مردوں اور عورتوں کی

الظَّالِمِينَ الْآتِبَارَا

اور ظالموں کی تو صرف ثبا ہی بڑھا،

جب نوح علیہ السلام ہر طرح سے عاجز ہو گئے، اور انھیں یقین
آ گیا کہ یقیناً اب یہ لوگ انسانیت سے گر کر زندگی کے طبقہ میں پہنچ
چکے ہیں، اب ان کی ہستی دنیا کے اندر نہایت خطرناک ہے، ان کی
مثال ٹھیک اس عضو کی سی ہے، جس میں زہر بلا مادہ پیدا ہو جائے
اور جو سارے جسم کو برباد اور بیکار کر دے، تو ایسا ہی ان لوگوں کا
وجود اور تمام انسان کے لئے سخت خطرناک ہے اگر وہ زندہ رہیں گے
تو اول وہ خود تمام اچھے لوگوں کو، اور جن کے دلوں میں کچھ بھی حسد
باقی ہے بالکل گمراہ اور جہنم کے راستہ کے قریب کر دیں گے، اور دوسرے
یہ کہ ان کی آئندہ نسل بالکل ان ہی کی مثل، اور ان ہی کے قدم بقدم
ہوگی، اور اس طرح ان کا وجود ساری دنیا کے حق نہایت مہلک اور
خطرناک ہوگا، اس لئے ایسے عضو کا کاٹ ڈالنا ہی ضروری ہے، یہ
سوچ کر نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خدا! ان کافروں میں سے
ایک کو بھی دنیا میں نہ رہنے دے، کیونکہ دنیا میں ان کا رہنا صرف
یہی نہیں کہ خود ان کے لئے مفید نہیں، بلکہ ساری دنیا کے لئے خطرناک
اور مہلک ہے، خود وہ اور ان کی نسل جہانت تک بڑھ چکی دنیا کے عام قانون
کے مطابق ان ہی کے قدم بقدم چلے گی اور اسکا آخری نتیجہ یہ نکلیگا کہ
سارا عالم ظلم وعدوان، تمرد و سرکشی، وحشت و جہالت، و زندگی اور ہیبت

سے بھر جائیگا اور دنیا کے امن و امان کا دامن ظالموں کی پھیرہ دستیوں سے
 چاک ہو جائیگا، اسلئے ایسوں کا دنیا سے رخصت ہی ہو جانا بہتر اور مفید ہے
 اسے خدا! میری ساری غلطیوں کو درگزر فرما، میری لغزشوں پر قہر مٹا دینا
 میں بھی گوتیرا برکذیدہ ہوں، گوتیرے منصب رسالت کا حامل ہوں تاہم انسان
 ہوں، ممکن ہو کہ اس عظیم الشان فرض یعنی تبلیغ و اشاعت میں مجھے کسی غلطی ہوئی ہو اور کچھ
 فریادداشت ہوئی ہو، باوجود مدتوں اور قرونوں کی جان فرسا اور تاب گسل کوششوں
 کو ناکام رہنے کو جس صبر اور تحمل کا برتاؤ میں نے اپنی قوم کیساتھ کیا، جس نرمی
 اور خوبصورتی سے میں ان کے ساتھ پیش آیا، ممکن ہو کہ اس میں کوئی کمی رہی
 کوئی زیادتی مجھ سے سرزد ہوئی ہو، جس کا مجھے علم ہے یا جس کا مجھے علم
 نہیں، اسے میرے پروردگار آقا! ان سب سے درگزر فرما اور مجھے دنیا سے
 اس طرح اٹھا کہ میں بالکل پاک و صاف اٹھوں، ہاں اور ہمارے والدین کی بھی
 مغفرت فرما، کیونکہ میری ہستی ظاہر نظروں میں، اور ایک حد تک واقع میں بھی
 سر تا پا ان ہی دونوں کی رہیں منت ہے، اس لئے ان دونوں کا حق ہم پر
 ہے ہم حقیقت یہ ہے کہ اسے پوری طرح ادا نہیں کر سکتے، اس لئے کم از
 کم اتنی دعا کرنا تو اپنا فرض ہے کہ تجھ سے یعنی اپنے اس آقا سے جو میرا
 پروردگار ہے یہ عرض کروں کہ ان پر بھی رحم فرما، اور اسے خدا جو لوگ تیری
 عذاب ڈر کر اور تیری نعمتوں کی امید میں، میری باتیں مان کر میری نصیحتیں قبول
 کر کے میرے ساتھ ہو گئے ہیں، میرے گھر آجائیں، انھیں بھی اپنی مغفرت و رحمت کی چادر سی
 ڈھانکے، اور میری خدا! انکو علاوہ بھی تیری جو بندے اور تیری جو بندیاں ایسی ہیں انہوں نے تیری ہر ایت
 قبول کر کے تیری اس بندگی کی بتائی ہوئی راہ پر چلنے لگانے پر بھی رحم فرما، اور انکو بھی ساری انسانی
 نعمتیں جو درگزر فرما اور انکو خدا تیرے وہ ناشکرے بندے، تیری تعلیم کو منکر ہیں،
 تیری نافرمانی اور تیری مخلوق پر ظلم کر کے دنیا کے امن کو مٹا دینا، انہیں دنیا میں

سورۃ جن

کی ۲۸ آیتیں

جن کا وجود

(۱) خدا قادر مطلق ہے اور اس نے جتنی مخلوقات پیدا کی ہیں ان کی پوری تعداد نہ انسان کو معلوم ہے اور نہ اس کے پاس اتنی قوت ہے کہ انکی پوری تعداد یا ان کی حقیقت سمجھ سکے نہ آئندہ اس کی امید ہے، سورج چاند اور سیکڑوں ستارے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں مگر آج تک لقمینی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیا ہیں، اور کس چیز کے بنے ہوئے ہیں، اسی طرح سیکڑوں مخلوقات ایسی ہیں جنہیں ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے ہیں، اس کے یہ معنی نہیں کہ جو چیز ہم نہیں دیکھتے ہیں، وہ موجود ہی نہیں،

(۲) پہلا بنیادی مسئلہ ایک شخص کو پیغمبر تسلیم کرنا ہے، جب ایک شخص کو پیغمبری کے معیار پر پورا اترنے کی وجہ سے پیغمبر تسلیم کر لیا جا چکا تو گویا اسکو تمام صفات کمال اور تمام کمالات حسہ کا ایک انتہائی جامع عملی نمونہ مان لیا گیا اور یہ بھی مان لیا گیا کہ ایک مافوق الفطرت قوت سے اس کی تائید ہوتی ہے اور یہ کہ اس کے علوم براہ راست خدا کی وحی سے ماخوذ ہیں، وہ اگر کسی ایسی بات کی خبر دے جس کو ہم اپنے ظاہری حواس سے نہ دریافت کر سکتے ہوں تو اس شخص کو سچا مان لینے کے بعد اس بات کے مان لینے میں ہمیں کوئی عذر نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ وہ بات ممکن ہو، اور عقلاً محال نہ ہو،

ان دو امور کے بعد جن کے وجود سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں، جبکہ تمام ان مجید میں صاف اور ظاہر لفظوں میں یہ تذکرہ موجود ہے، ہاں اگر چہ ان

کے وجود کے محال ہونے پر کوئی دلیل پیش کر سکتا ہو تو وہ میدان میں آئے
یورپ کے غیر مکمل فلسفہ سے مرعوب ہو کر کچھ لوگوں نے فرشتوں اور جنوں
اور شیطانوں کے وجود سے انکار کر دیا، مگر یہ ان کی سخت غلطی تھی، آج یورپ
اور امریکہ میں مسئلہ روحانیت (انسپرینچوئلزم) کی وہ ہوا چلی ہے کہ روحوں
سے گفتگوئیں کی جاتی ہیں، سرائیور لاج، جو انگلستان کے مشہور سائنس دان
گئے جلتے ہیں اور وہ ان کی انجمن سائنس کے میرمجلس ہیں وہ کہتے ہیں کہ
ہم ایسی روحانی ہستیوں سے گھرے ہوئے ہیں، جو ہمیں نظر نہیں آتیں اور
ہماری ہستی ان کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسی ایک چوٹی کی ہستی ہمارے
مقابلہ میں، اور اسی لئے ان کی رائے ہے کہ مذہب نے جو فرشتوں اور جنوں
وغیرہ کے وجود کا ذکر کیا ہے بالکل صحیح ہے،

ہم نے یہ قول اپنے دعویٰ میں مدد حاصل کرنے کے لئے نہیں ذکر کیا ہے
کیونکہ ہمیں الحمد للہ اس کی ضرورت نہیں، اس سے ہمارا صرف یہ مقصد ہے
کہ جو لوگ یورپ کی وحی پر ایمان رکھتے ہیں، وہ سمجھیں کہ انسانی تخلیقات کس قدر
جلد بدل جاتے ہیں، اور یہ فلسفہ جو انسانی دماغ کا نتیجہ ہے، اس کی قدر
کی مدت کس قدر محدود ہے، ہمیں کیا مجبوری ہے کہ جب ایک بات کے
ناممکن ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں، تو خواہ مخواہ کسی کی بات سے مرعوب
ہو کر اس سے انکار کر بیٹھیں، خصوصاً جب کہ دنیا کے ایک سب سے بڑے

انسان کامل نے ہمیں اس کی خبر دی ہو،

اگر ایسی ایک مخلوق دنیا میں ہو، جو انسان کی طرح نیک و بد اعمال رکھتی
ہو انسان کی طرح قوائے علمیہ اور قوائے عملیہ اس میں موجود ہوتی، مگر وہ
انسان کو نظر نہ آتی ہو، تو اس میں کیا اشکال ہے، جس سے مجبور

ہو کر ہم جن کے معنی دہانی اور پہاڑی لوگوں کے لیں اور بے وجہ قرآن کی تحریف کریں، امریکہ سے آواز آئی کہ مریخ میں انسان آباد ہیں، سب نے آمنا کہہ دیا اس میں کسی کو کچھ شبہ نہیں ہوتا، چلے سمجھیں آئے یا نہ آئے، حالانکہ بیٹوں اور فرشتوں کے وجود سے کم بعید نہیں اور ایک دنیا کا سب سے بڑا سچا انسان ایک مخلوق کی خبر دیتا ہے اس میں شبہ سے نکلے جاتے ہیں، مریخ کی آبادی صحیح ہو یا غلط ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں، ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کیومی کا انتظار کرنے والوں کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ عالم کے اندر اب ایک اور مخلوق بھی مانی جانے لگی جو انسان سے مشابہہ

اس سورت کے مضامین

اس سورت میں جنوں کی زبان سے قرآن کی صداقت، توحید، خدا کی تسبیح و تقدیس اور جزا و سزا کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس ضمن میں جنوں کے چند اور حالات بھی بیان کئے گئے ہیں، مثلاً یہ کہ ان کے اندر بھی نیک و بد ایماندار اور کافر دونوں

طرح کے لوگ ہیں، اس کے بعد توحید پر سختی کے ساتھ ثابت قدم رہنے کی نصیحت کی گئی ہے اور پیغمبر کو حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ تمہاری مخالفت کریں انہیں کہہ دو کہ میں ایک ہی خدا کو پکارتا ہوں میں ہرگز شرک نہ کرونگا، اور یہ کہ میں محض ایک انسان ہوں، میں خود اپنے متعلق بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، اور خدا کے سوا کسی کو کوئی قدرت نہیں، کہ کسی کو کوئی نفع یا ضرر پہنچا سکے میں محض ایک فرستادہ ہوں اور میری فرض محض تبلیغ ہے، جو شخص اس صحیح تعلیم کے بعد بھی نافرمانی پہنچاتا رہے، یقیناً اس کا برا انجام ہوگا، آخر میں یہ کہا گیا ہے، کہ قیامت کے آنے کا وقت صرف خدا ہی کو معلوم ہے، پیغمبر کو اس کے متعلق کوئی علم نہیں،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) قُلْ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ اَسْمَعَ لِقَا مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا

گوکہ دے کہ میری طرف وہی بھیجی گئی ہے کہ جن میں سے چند شخصوں نے سنا تو انہوں

اِنَّا سَمِعْنَا فُرْ اِنَّا عَجَبًا (۲) یٰھٰدِیْ اِلَی السُّبُلِ

نے کہا کہ ہم نے عجیب و غریب سنا ہے، جو تمہیں بات کی ہدایت کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان

فَاٰمَنَّا بِہِ وَلٰكِن تَشْرِکُ بِرَبِّنَا اَحَدًا (۳) وَاِنَّہٗ

لے آئے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے خداوند کا شریک نہ ٹھاریں گے، اور یہ کہ ہمارے

تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا (۴)

خداوند کی عزیز بہت بڑی ہے اس نے کسی کو بیوی بنایا اور نہ کسی کو اولاد،

اے پیغمبر! تم لوگوں سے یہ واقعہ بیان کر دو کہ جن میں سے چند لوگ قرآن مجید

سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو جا کر انہوں نے یہ حال سنایا کہ ہم نے ایک

عجیب و غریب کتاب سنی ہے، جو حق کی تعلیم دیتی ہے اور جو صحیح راہ ہدایت بتاتی

ہے، ہم اس پر ایمان لائے کہ وہ بیشک خدا کی بھیجی ہوئی کتاب ہے، کیونکہ اسکی

تعلیم جو حقانیت اور جو اثر رکھتی ہے، وہ یقیناً انسانی قوت سے بالاتر ہے

اور یہی اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے، دنیا کے تمام عقلا اور مفسرین

اگر جمع ہوں اور انسان کی مشدین زندگی کے لئے قوانین مقرر کرنا چاہیں تو

بھی اس جیسا جامع اور کسی زمانے اور دنیا کے کسی حصہ میں نہ ٹوٹنے والا

مجموعہ قوانین نہیں مرتب کر سکتے، تہذیب اخلاق، تدریس منزل اور سیاست

ہر شعبہ میں تمام دنیا کے لئے قرآن نے جو فطرتی قوانین پیش کئے ہیں، آج

تک دنیا کی کوئی کتاب نہیں پیش کر سکی،

اعتقاد دیات کے سب سے بڑے اور سب سے پہلے مسئلہ توحید کے

متعلق قرآن نے جن صاف اور پرزور لفظوں میں اپنے ہر صفحہ کے اندر
 باوازلتہ اعلان کیا ہے، دنیا کی کوئی کتاب اس مسئلہ میں اس کی ہمسری کا
 دعویٰ نہیں کر سکتی کوئی دوسری مذہبی کتاب ایسی نہیں جس میں شرک آمیز
 باتوں کی آمیزش نہ کر دی گئی ہو اور یہ کہنا باطل بجا ہے کہ اگر آج کوئی مذہب
 معلم توحید ہے، تو وہ صرف قرآن کا مذہب ہے،

تو ہم اس کی تعلیم کو دیکھ کر اس پر ایمان لے آئے اور تمام شرک کفر کے خیالات
 ہمنے تو بہ کر لی اور آئندہ ہم کبھی کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھرانگے، ہمارے
 خداوند قدوس کی عزت و جلال انسانی تحیل کی سرحد سے وراہ الوراہ ہے
 اس کی شان یکتائی اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے کہ اس کی طرف
 بیوی یا اولاد کی نسبت کی جائے یا اس قسم کے الفاظ اس کے حق میں
 استعمال کئے جائیں (تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً)

(۳) وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا،

اور یہ کہ ہمارے بیوقوف لوگ اللہ کے اوپر جھوٹ بات کہا کرتے تھے،

(۵) وَإِنَّا ظَنَنَّاهُ أَنْ كُنَّ تَقُولُ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ

اور ہم نے سمجھا تھا کہ انسان اور جن اللہ کے اوپر جھوٹ نہ کہیں گے،

كِنِ بَارِبٍ، وَإِنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ

اور یہ کہ انسان کے کچھ لوگ جن کے کچھ لوگوں سے پناہ ڈھونڈتے

بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوا حَقًّا،

تھے تو انہوں نے ان کی سرکشی اور بڑھادی،

مخفی ہم لوگوں سے جن کا اس قسم کا لغو خیال تھا یقیناً وہ لوگ نہایت

توف تھے اور سخت غلطی میں مبتلا تھے اور ہم لوگ صرف اس لئے ایسا

مانتے تھے کہ ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انسان یا جنوں میں سے کوئی خدا کے متعلق
 جھوٹ نہ بولے گا، مگر اب ہمیں یقین ہوا کہ ہمارا خیال غلط تھا، اور وہ محض
 افترا کرتے تھے اور ایک ایسی بیہودہ بات خدا کے متعلق استعمال کرتے تھے
 جس سے اس کی شان قدوسیت بہت اعلیٰ اور برتر ہے، جو لوگ ایسا کہا کرتے
 تھے دراصل ان کی سرکشی تھی، اور یہ سرکشی ہمارے جنوں میں اسوجہ سے اور
 بھی زیادہ ہو گئی، کہ انسان میں سے کچھ لوگ ان سے ڈرنے لگے اور پناہ مانگنے
 لگے اس سے ان کا دماغ اور بھی بگڑ گیا، اور ان کی سرکشی یہاں تک زیادہ ہو گئی
 کہ وہ خدا کے متعلق بھی جرات کرنے لگے،

(۷) وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا لَمَّا ظَنُّنَا أَن لَنْ يَبْعَثَ أَحَدًا ۖ

اور بیشک ان لوگوں نے بھی یہی سمجھ رکھا تھا جیسا کہ ہم نے سمجھا کہ اللہ ہرگز

(۸) وَإِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَا فِيهَا سِجِّينًا

کسی کو نہ اٹھایا، اور ہم نے آسمان کو چھوا تو ہم نے اسی پاپوں کی پستیاں پائیں اور

شَدِيدًا أَوْشُهَابًا (۹) وَإِنَّا لَنَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ

انگاروں کی پتھر اچھوٹے، اور یہ کہ ہم سینے کے لئے اسکی بیٹھنے کی جگہوں میں

لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْمَعُ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شَهَابًا يَرْتَضِي

بیٹھا کرتے تھے، تو اب جو کوئی سنتا ہے وہ اپنے لئے ایک گھاٹ لگائے

(۱۰) وَإِنَّا لَأَنذُرِي أُمَّةً يَرْتُكِبُ أَيْدِيَهُمْ وَأَنَّا مِتْنَا

انگاروں کو پاتا ہے، اور ہم نہ جانتے تھے کہ زمین والوں کے ساتھ برائی کا

أَمْرٌ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا (۱۱) وَإِنَّا مِنَّا

ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے خداوند نے ان کے ساتھ بھلائی چاہی، اور یہ کہ ہم

الضالكون وَمِنَ الَّذِينَ ذَلِكُمْ كُنَّا طَرَفًا لِّقَوْلِهِمْ قَدْ دَخَلْنَا

میں نیک لوگ ہی تھے اور ہم میں اس کو سوا بھی تھے، ہم مختلف طریقوں کے تھے،

رَاٰءِ مَا نَاظَرْنَا اِنَّ لَنْ نَعْجَزَ لِلّٰهِ فِي الْاَرْضِ مِنْ

اور یہ کہ ہم نے سمجھا تھا کہ ہم کبھی اللہ کو عاجز زمین میں نہیں کر سکتے

وَلَنْ نَعْجَزَ اَكْثَرًا بِآءِ،

اور نہ ہم بھاگ سکا و عاجز کر سکتے ہیں،

اے جنو! جس طرح تم یہ سمجھتے تھے کہ یہی زندگی آخری زندگی ہے، اور مردہ ہو جانے کے بعد خدا کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا انسانوں کا بھی ایسا ہی خیال تھا، اور یہی وہ خیال تھا جس نے ہمیں دلیر اور سرکش بنا دیا اور اسی لئے ہم نے اپنے انجام سے غافل ہو گئے اور ہماری دلیری کی یہ خد ہو گئی کہ عالم روحانی کی خبر لینے کے لئے پہنچنے لگے تو اب جب کبھی ہم ایسا کرتے ہیں، تو وہاں پاسبان نظر آتے ہیں جو ہمیں اس سے روکتے ہیں، اور انکار سے ہیں جو ہم پر پھینکے جاتے ہیں، یہ ایک عجیب و غریب تغیر و تبدل ہمنے دیکھا ہے پہلے ہم نہیں معلوم ہوا کہ اس رکاوٹ سے خدا کا ارادہ دنیا والوں کے ساتھ بھلائی پہنچانے کا ہے، یا اس سے انہیں کوئی سزا دینا مقصود ہے، کیونکہ ہم میں لوگ نیک اور بدس طرح کے تھے، اور یہ ہم خوب سمجھتے تھے کہ خدا اگر ہمیں سزا دینا چاہے تو یقیناً ہم اس سے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں کر سکتے اور نہ ہم اس کی قدرت کے احاطہ سے کسی حال میں باہر ہو سکتے ہیں، وہ جس وقت اور جس طرح چاہے ہمیں بکڑ سکتا ہے، یہی وہ باتیں تھیں جنہوں نے ہمیں اپنے انجام پر غور کرنے کی طرف متوجہ کر دیا، اور یہی وہ خیالات تھے جنہوں نے ہمیں متوجہ کر دیا اور ایک صحیح راہ زندگی کی تلاش ہمارے دلوں میں پیدا کر دی

(۱۳) وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ أَمَّا يَهِفُّ فَمَنْ يَوْمَئِذٍ يَرْجِعُ

اور یہ کہ جب ہم نے ہدایت سنی ہم اس پر ایمان لائے تو جو کوئی اپنے خداوند

فَلَا يَخَافُ يَخْشَىٰ وَلَا رَهَقًا (۱۳) وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْمُسْلِمِينَ

پر ایمان لائے تو اُس دن پھر نقصان کا خوف اور نہ کسی ظلم کا، اور یہ ہم مسلمان بھی

وَهَذَا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحْسَبُ لَهُمْ شُرَكَاءُ

ہیں اور ہم میں گنہگار بھی ہیں، تو جو کوئی اسلام لائے تو انھوں نے سیدھی راہ

(۱۴) وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا،

تلاش کر لی اور جو لوگ گنہگار ہیں وہ جہنم کی ایندھن ہیں،

چونکہ ان باتوں نے ہمیں متنبہ کر دیا تھا اسلئے جون ہی ہدایت کی بات ہمارے

کانوں میں پڑتی ہم لوگ فوراً اس پر ایمان لائے، کیونکہ جو شخص اپنے خداوند

کے آگے سر تسلیم خم کرے وہ نقصان یا ظلم سے مامون رہیگا، اور انجام کے

لحاظ سے وہ کامیاب ہو گیا، اور ہم میں مسلمان بھی ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو

افراط و تفریط میں مبتلا ہیں، گنہگار ہیں، نافرمان ہیں، تو جو لوگ مسلمان ہو گئے

اور حق کو پا کر انہوں نے سر رکھ دیا وہ سیدھی راہ پر آگئے اور جو اب بھی اپنی

زیادتی اور نافرمانی پر اڑے رہے یقیناً ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا،

(۱۴) وَأَن تَوَسَّقُوا مَوَٰجِدَ الْوَادِئِ وَالْأَنْهَارِ وَأَنْ تَكُونَ لَكُمْ مَوَٰجِدَ

اور اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے تو ضرور ہم انھیں وافر پانی سے سیراب

عَلَىٰ قَادِحٍ لِّتُنْفِقْتُمْ فِيهِ، وَمَنْ يَعْزُضْ عَنْ

کرتے، تاکہ ہم انھیں اس میں آزمائیں، اور جوئی اپنے خداوند کے

ذیکے پاس پہنچے اسلئے عَدَا جَا صَعَدًا،

ذکر سے اجرا من کرے اس کو وہ سخت عذاب میں داخل کریگا،

اور واقعی اگر وہ لوگ سیدھی راہ پر قائم رہتے، اور اپنے فرائض کو پورا کرتے تو ہم اس دنیا میں بھی انہیں عمدہ بدلہ دیتے، اور انہیں آسانی سے تمام ضروریات زندگی نہایت آسانی سے ہم پہنچاتے اور ان کے کھیتوں کو خوب سیراب کرتے اور نہایت فراخی کے ساتھ ان کا رزق بھیجتے تاکہ ہم دیکھیں کہ اس نعمت کے بعد کون اپنے خداوند کا شکر کرتا ہے، اور کون ہے جو اپنے قوت بازو پر نازاں ہو کر اسے بھلا دیتا ہے، اور جو شخص ایسا کرے یعنی اپنے خداوند کی نعمتوں کے شکر سے غافل ہو جائے اور اسے دل سے بھلا دے یقیناً وہ سخت عذاب الہی میں مبتلا ہوگا،

(۱۸) وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا

اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو

(۱۹) وَإِنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ

اور یہ کہ جب خدا کا بندہ کھڑا ہو کر اسے پکارتا ہے تو یہ قریب ہوتے ہیں کہ اس پر

تمام عبادت گاہیں اللہ ہی کے لئے ہیں، تو تمہیں چاہئے کہ ان میں اس کے سوا کسی اور کو نہ پکارو، اور اسی ایک خدا کا نام لو، اس کے نام پر زندہ ہو اور اس کے ایک نام پر وہ نگر سرکشوں کا یہ حال ہے کہ جب ایک بندہ خدا اپنے اس اکیلے آقا کی یاد کرنے کھڑا ہوتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور اس کی آواز کو روکنا چاہتے ہیں، اس کو ایذا پہنچاتے ہیں، اور اس کو ہلاک کر دینے کی کوششیں کرتے ہیں، حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ اس کے دست بازو بندہ اس صدائے حق کے بلند کرنے میں اسے مدد دیں اور اس آواز میں اس کے ہم نوا بن جائیں، اور اس کی ہر پکار کو لبیک کہیں،

(۲۰) قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا (۲۱)

تو کہہ دے کہ میں تو بس اپنے خداوند ہی کو پکارتا ہوں اور میں کسی کا شریک نہیں بنانا

قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا (۲۲) قُلْ إِنِّي لَنْ

تو کہہ دے کہ میں تمہارے لئے ضرر یا نفع کا اختیار نہیں رکھتا، تو کہہ دے کہ اللہ کے
بجیرتی من اللہ احد ولكن احد من دونه طحا (۲۳)

مقابلہ میں مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور نہ میں اسکے سوا کوئی سپناہ پاسکتا ہوں
الابلغ من اللہ ورسلتہ ومن تعص اللہ ورسولہ

اس اللہ کی طرف سے تبلیغ کرنا ہے، اور اسکے پیغام میں، اور جو کوئی اللہ اور اسکے

فان لہ نازح ہند خلدین فیہا ابدگ ۲۰

رحل کی نافرمانی کرے تو اسکے لئے دوزخ کی آگ ہو جس میں ہمیشہ رہیں گے

اے پیغمبر! تم کہہ دو کہ تم لوگ چاہے کسی قدر میری مخالفت کرو اور میری

دشمنی پر آمادہ ہو جاؤ میں اپنے اس کام سے باز آنے والا نہیں، تم چاہے

پسند کرو یا ناپسند کرو، میرا ساتھ دو یا نہ دو، میں ہی آواز بلند کروں گا

اور اس ایک ہی خدا کو پکاروں گا اور ہرگز کسی کو اس کا شریک نہ ٹھاروں گا

اسی کلمہ حق کا اعلان اور اعلاء میرا مقصد اعلیٰ ہے، تمہیں چاہئے کہ

میرا ساتھ دو اور اپنے خداوند کے دربار میں سر رکھ دو، میں اسی کا بھیجا ہوا

بندہ ہوں اور اسی کی طرف بلاتا ہوں نہیں، اور میری تم مخالفت کیوں

کرتے ہو، میں تو اپنے لئے بجز نبوت اور رسالت کے کوئی اور دعویٰ بھی نہیں کرتا

نہ میں کسی مافوق الفطرت قوت و قدرت کا مدعی ہوں، نہ میں تمہیں کسی نفع

یا نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں، نہ خود اپنے نفع و نقصان پر میں

کچھ قدرت رکھتا ہوں، اگر خدا مجھے بکڑنا چاہے تو کوئی مجھے بچانے والا نہیں ہو سکتا

اور نہ کہیں میں پناہ پاسکتا ہوں، اور نہ میرے پاس کوئی قوت ہے جو اسکے ارادہ کے ہونے کے عذاب کو ٹلا سکے، میں صرف ایک انسان ہوں مجھے خدا نے اپنے پیغام کی تبلیغ کے لئے مقرر فرمایا ہے، اور بس تو اب بھی جو کوئی میری مخالفت کرتا ہے وہ دراصل اپنے خداوند کی مخالفت کرتا ہے، اور جو میری نافرمانی کرتا ہے، وہ اس خداوند کی نافرمانی کرتا ہے، اور یقیناً اس کا نہایت دردناک انجام ہے، جو دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں اسے ملیگا،

(۳۴) سِخْتِي اِذَا رَاَوْا قَالُوْا عَلُوْنَ فَسِيْعَلُوْنَ

یہاں تک جہ سے دیکھ لینگے، جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقْلَعُ عَدَاۗءًا

تو وہ جان لینگے کہ کون مددگار کے لحاظ سے کمزور اور عدد میں کم ہے،

گو یہ منکرین اور یہ نافرمان لوگ اس وقت نہیں مانتے ہیں، اور جس عذاب سے اور جس آنے والے دن سے انہیں ڈرایا جاتا ہے، انہیں ڈرتے ہیں، پر جب وہ اپنی آنکھوں سے اس دن کو آتے ہوئے دیکھیں گے، اس وقت انہیں قدر عافیت معلوم ہوگی، اور اس وقت وہ لوگ سمجھیں گے کہ جو کچھ انہیں کہا جاتا تھا وہ سچ تھا یا جھوٹ اور اس وقت ان پر واضح ہوگا کہ جن دنیاوی تعلقات پر انہیں بھروسہ تھا اور جس مال و دولت اور قوت و شوکت کے برتے پر انہیں اس قدر سرکشی کی جرأت تھی وہ سب آج بیکار بنوا اور عبث بلکہ مہلک اور مضر ثابت ہوئے اس وقت ان کی

آنکھیں کھلینگی، مگر بیوقت اور اس وقت انہیں ندامت ہوگی مگر بے سود،

(۲۵) قُلْ اِنَّ اَدْرِيْٓ اَقْرَبُٓ مَا لَوْ عَلُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَكَ

تو کہے میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے یا میرا خداوند اس کو لئے

قُلْ اَمَّا اَنْۢ اَعْلَمُ الْغَيْۢبُ فَلَا يَظْهَرُ عَلٰٓى غَيْۢبِهٖٓ اَحَدًا

کوئی نہ مقرر کرے گا، وہی غیب جانتا والا ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا،

لے پیغمبر اگر وہ لوگ تم سے اس آئیوں نے عظیم الشان دن کا وقت پوچھیں تو ان سے کہو
 کہ مجھے اسکی خود بھی کوئی خبر نہیں کہ وہ دن چسکا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے، قریب یا
 اس میں ابھی زیادہ مدت باقی ہے یہ امر ان حقیقتوں میں سے ہے جس کا علم
 صرف خدا ہی کو ہے کیونکہ عالم الغیب صرف ہی ایک ذات ہے جس کے علم غیر محدود و احاطہ
 دنیا کا کوئی ذرہ یا کوئی حرکت و سکون باہر نہیں وہ اپنے علم غیب کو کسی بظاہر نہیں کیا کرتا چنانچہ
 اس نے قرآن مجید میں بار بار اس امر کا تذکرہ فرمایا ہے اور ایک جگہ صاف فیصلہ فرمادیا ہے کہ
 آسمان اور زمین کا اندر کوئی نہیں جو غیب جانتا ہو مگر وہ ایک اللہ

(۲۷) اَلَا مَن اَرْتَضٰی مِنْ رَسُوْلِیْ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ مَوْنَ

تر اس کو جسے وہ پیغمبر سے پسند کرے، تو وہ اس کے سامنے سے اور اس کے پیچھے سے

خَلْفَہٗ رَحْمٰتًا (۲۸) لَیَعْلَمَنَّ اَنَّ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلَتِ رَبِّہِمْ وَاَحَاطَ

مگر ان جلتا ہے تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے خداوند کے پیغام پہنچا دیے، اور چونکہ ان کے

مَالِدَ یَوْمَہُمْ وَاَخْصٰی کُلِّ شَیْءٍ عَدَا

پاس ہے؟ وہ اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر چیز کی عدد کو اس نے گن رکھا،

ہاں برگزیدہ پیغمبروں کو اس ہم کار تبلیغ و ارشاد میں جن علوم کی ضرورت ہے وہ خلافت

بخشتا ہے اور پھر اپنی طرف سے ان پر نگران مقرر فرماتا ہے جو ہر وقت ان پیغمبروں کے

ساتھ میں اور ان کے کاموں کی نگرانی کرتے رہیں، کہ آیا وہ اپنا فرض تبلیغ کس

طرح انجام دیتے ہیں، اور گو وہ خود ان کے تمام جزئی اور کلی حالات سے ہر وقت

باخبر ہے، پھر بھی وہ روز قیامت میں ان کے اوپر گواہ لانے کے لئے ان

نگرانوں کو مقرر فرماتا ہے، تو پیغمبر دراصل صرف اس لئے ہیں کہ اپنے خداوند

کے پیغام اس کے بندوں تک پہنچادیں، اس لئے انکو وہی علوم دئے جاتی ہیں جو پھر کار

تبلیغ موقوف ہے، اسکے سوا اور غیب سے معلوم نہیں اور اسی لئے قیامت کے وقت اس سے

عبث ہے، اور اپنے پیغمبر اگر وہ تم سے پوچھیں تو تم کہہ دو کہ میں خود اس سے بے خبر ہوں

سورہ مزمل

مکی ۲۰ آیتیں

یہ دوسری سورت ہے، اس سے پہلے سورہ علق نازل ہوئی تھی جس میں انسان کی پیدائش سے اور اندرونی علمی و تحریری قابلیت و استعداد سے خدا کے وجود پر اور اس کے نام سے پڑھو، اب اس سورہ میں پیغمبر کو خدا اور کاموں کا حکم دیا گیا ہے، جن سے ان کی روحانیت میں ترقی ہو سکتی جائے تاکہ وہ آئندہ خدا کی وحی اور ان خاص تعلقات کے بوجھ کے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوتے جائیں، جو دنیا کے عظیم الشان پیغمبر ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ وابستہ ہو رہے ہیں، اور ہونیوالے ہیں، اور خصوصیت کے ساتھ قرآن پڑھتے رہنے اور پڑھ کر اس پر غور کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے سے انھیں صحیح عقائد اور اخلاقی اور اصولی تمدن و معاشرت کی تعلیم دینا ہے، اس کے بعد پیغمبر کو مخالفین کی مخالفتوں پر صبر کرنے اور اپنے کام میں لگے رہنے کی تاکید کی گئی ہے، پھر ان مخالفت کرنے والے بد اخلاق لوگوں کی وہ سزا مجملاً بتائی گئی ہے، جو انھیں قیامت کے دن ان کی ان بد اخلاقیوں کے بدلے میں ملے گی، پھر دکھایا گیا ہے کہ فرعون کی قوم نے بھی موسیٰ کی حکم کی پیروی نہیں کی، تو دیکھو کہ انھیں کیسی سزا ملی، اس کے بعد مخالفین کو مخاطب کر کے سزا سے ڈھکا یا گیا ہے، پھر آخر میں ان کو قرآن کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، اور دکھایا گیا ہے، کہ یہ قرآن ایسی

مومنوں کے لئے نازل ہوئی ہے اور ان کو اس سے استفادہ کرنا چاہیے اور ان کو اس سے ڈھکا یا گیا تھا کہ اس خدا کا نام لیا کر اور اس کے

چیز ہی نہیں جس کی مخالفت کی جائے یہ تو صرف ایک نصیحت اور
یاد دہانی ہے، ہر شخص اس سے نفع اٹھا سکتا ہے، آخر میں پیغمبر کو
اور تمام قرآن ماننے والوں کو نماز اور قرآن پڑھنے کے متعلق چہ
ضروری ہدایتیں کی گئی ہیں، اور خدا کے ساتھ اور مخلوق کیساتھ
عہدہ تعلق قائم کرنے کی دو اچھی صورتوں یعنی نماز اور زکوٰۃ پر قائم
رہنے کی تاکید کی گئی ہے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
(۱) یٰۤاَیُّهَا الْمَنْ قَبْلَکَ (۲) فَمِ الْبَیِّنَاتِ اِلَّا

اے چلدر میں پڑھے ہوئے!، رات کو کھڑا ہو کر، مگر
قلیلاً (۳) نِصْفَهُ اَوْ الْقُصَّ مِنْهُ قَلِیْلًا،

کبھی نہیں بھی، اسی رات یا اس سے کچھ کم کر دے،

اَوْ رَدَّ عَلَیْهِ وَرَقْل الْقُرْۤانَ تَرْتِیْلًا (۵)

یا اس سے زیادہ، اور پھر پڑھ کر قرآن پڑھا کر،،

اِنَّا سَنُلَقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (۶) اِنَّ

ہم عنقریب تجھ پر ایک گراں بار بات نازل کرنے والے ہیں، بیشک

فَاَشِدَّ وَطَاوًا وَاَقْوَمَ قَبِیْلًا

رات کا اٹھنا اور اس وقت بات بھی ٹھیک ہوتی ہے،،

(۷) اِنَّکَ فِی النَّہَارِ مَبْعُوثٌ لِّاٰیٰتِ (۸) وَاذکر

کیونکہ دن میں بڑی مصروفیت ہوتی ہے،، اور اپنے رب کا نام

اسم ربّکَ قَبْلَ اِلَیْہِ قَبِیْلًا (۹) وَفِی الْمَشْرِقِ

یا دیکھا کر اور اسی کی طرف ہو جا،، جو کہ یورپ اور وسط

وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ حِزْبًا

کار ہے اسکے کوئی منسوب نہیں، تو اسکو اپنا کار ساز بنا،

اسے چادراور صحنے والے پیغمبر (۱) راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھا کرو،
 اسی رات تک یا اس سے کم یا اس سے زیادہ کچھ وقت مقرر نہیں،
 جتنی دیر تک جی چاہے عموماً راتوں میں اٹھا کرو، کبھی کبھی چھوڑ بھی دیا کرو
 (۲) اور ٹھٹھ کر نہایت اطمینان اور غور کے ساتھ اس نماز میں قرآن کی
 تلاوت کیا کرو، ہم عنقریب تم پر ایک بڑی ذمہ داری کی گزرنے والی ہے،
 تمہیں دینے والے ہیں، اور تمہیں ساری دنیا کے لئے ایک اعلیٰ قانون
 اخلاق و تمدن و معاشرت کا مجموعہ دینے والے ہیں، جس کی ذمہ داری
 تمہیں کرنی ہوگی، اور پوری طرح اسکی تبلیغ اور اشاعت کرنی پڑے گی،
 اس اہم کام کے لئے تمہیں ابھی سے تیار اور مستعد ہوتے جانا چاہئے،
 جس کی صورت یہ ہے کہ راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھو اور اس میں قرآن
 کی تلاوت کرو، اس سے تم کو خدا سے زیادہ قرب اور زیادہ لگاؤ پیدا
 ہوتا جائے گا، اور تمہاری روحانیت مکمل اور مضبوط ہوتی جائے گی
 اور آئندہ اس گراں بار امانت کے پر داشت کرنے کی استعداد تمہارے
 اندر بر طبعتی جائیگی، نیز غور اور اطمینان کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے
 رہنے سے اپنے فرائض ہر وقت تمہارے پیش نظر رہیں گے، اور تمہیں،
 ان کو انجام کے دینے کو ہر وقت فکر رہنے لگے گی، اور ان ہی کاموں کے
 لئے تمہاری دلچسپی روز بہ روز زیادہ ہوتی جائے گی، رات کا وقت چونکہ
 بہت ہی اوقات ہے، اس لئے اس میں دماغی قوتیں نہایت درست
 اور متبع رہتی ہیں، کسی امر پر غور کر کے عمدہ نتیجے نکالنا، دن کی بے نسبت

دست میں نہ رہے۔ انہیں نیز پیشی نیند کو چھوڑ کر اٹھ جانا طبیعت پر
 دن گذرتا ہے تو روزانہ اس پر عمل کرنا کہ جس سے تمہیں اور
 مشقت کے کاموں کی عادت ہوگی، اور جو اہم کام تم کو دنیا میں ابھی
 کرنے ہیں، رفتہ رفتہ وہ تمہیں آسان معلوم ہونے لگیں گے، علامتیں
 تمہیں اور بہت سے کام کرنے ہیں، مخلوق کی ہدایت، خدا
 سے گم شدہ لوگوں کو راہ راست پر لانے، خدا سے بچنے کے
 لئے جو لوگ خدا تک پہنچانے کے لئے کوششیں، بد اخلاقوں
 کو ان کے برے انجام سے ڈرانا، اچھے کاموں کی طرف انہیں
 نتیجوں کی خوش خبری دینا، وغیرہ وغیرہ بہت سے کام ہیں، جن کی وجہ
 سے تمہیں دن کی وقت اطمینان اور جمعیت خاطر کے ساتھ خدا کی طرف
 لو لگاتے اور اپنے فرائض کو سوچنے اور پورا کرنے کا کافی
 موقعہ نہیں مل سکتا۔ اس لئے پھر بھی ان کاموں میں مشغول اور منہمک
 ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ دن کے وقت خدا کی یاد سے بے جا
 ہرگز نہیں، بلکہ دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام، نماز میں ہو یا مخلوق کی
 ہدایت میں، اپنا کام کر رہے ہو کسی دوسرے بھائی کا، کسی حال میں
 کسی وقت میں خدا سے غافل نہ ہو، ہر وقت ہر آن تم سے یاد کرنا
 دل میں ~~طریقہ~~ (۲) گویا خدا کی یاد ایک مرکز ہو کہ تمہارے
 سارے اعمال و افعال، تمہاری ساری حرکت و سکون، اور تمہاری
 کھانا پینا، بیٹھنا، اٹھنا، سوتا جاگنا سب اس ہی مرکز کے گرد گھومیں
 اور تمہاری یہ حالت ہو کہ دنیا کے سارے کاموں کا مرکز
 تعلقات کو اچھی طرح سمجھتے رہو، گویا کہ دنیا، کھیل و سب

مگر خدا ہی کے رہو، اس کی یاد ہر وقت دہرائی ہو کر رہی کی رہنا اور
 کی ہو نہ کرو اس کے لئے ہرگز کے خوف سے نہ کرو، ایسی جہل سے
 اور اسی کا نام رجوع الی اللہ (خدا ہی کا ہو رہنا ہے، یہ ہر انسان
 کا فرض ہے، اور انسانیت کے مکمل کرنے کا ہی پہلا زمین ہے، اور
 ہی آخری زمین ہے کہ وہ اس خدا کو پہچانتے، اس کے حقوق پورے
 کرے، جو صرف اس کا نہیں بلکہ ساری دنیا کے خالق اور مالک ہے
 جو مشرق اور مغرب، یورپ اور ایشیا امریکہ اور ہندوستان میں
 انسان، افلاک اور سیارے ساری مخلوقات کا پیدا کرنے والا
 اور پرورش کرنے والا ہے، ایک ہے اکیلا ہے، یکتا ہے، اس کی کسی
 صف میں کوئی ہستی اس کا شریک نہیں، اس ایک آقا کی یاد
 ہر انسان پر ضروری ہے، اور یہی انسانیت کا جوہر کمال ہے (۵)
 تو اسے پیغمبر اسی کو اپنا کارساز سمجھو اور اس سے اپنی ساری
 اپنے سارے مقاصد میں مدد مانگو، اسی کو اپنا حاجت روا اور
 کار فرما اور پروردگار سمجھو، اسکے سوا اور کسی پر بھروسہ نہ رکھو،
 یہ پانچ کام جب تک حکم پیغمبر کو دیا گیا ہے صرف پیغمبر کے ساتھ مخصوص نہیں
 بلکہ ہر وہ شخص جو اپنی روحانیت کو مکمل اور ترقی یافتہ بنانا چاہے، بغیر
 ان کاموں کے کامیاب نہیں ہو سکتا، بالخصوص پیغمبر اور ان کے پیروں
 حکم تو ہر انسان سے تعلق رکھتا ہے، خواہ پیغمبر ہو یا امتی، اور ہادی و
 مبلغ ہو یا عام انسان،

وَمَا يَتَّبِعُ إِلَّا مَوَازِينَ الْقَوَاتُونَ وَاجْعَلْ هَدًى لِّمَنْ أَحْبَبْتَ
 اور جو کچھ وہ لوگ پیغمبر سے کہیں، اور جو بصورتی کہیں، انکے لئے ہوجاؤ

ہاں جو کام تم کر رہے ہو، وہ یقیناً بہتر سے بد اخلاق اور سرکش
لوگوں کو برا معلوم ہوگا، کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ انسانیت کے طرزی
قانون کو توڑ کر زندگی بسر کریں، اور دنیا میں بد اخلاقی اور ظلم
وسرکشی کی زندگی پھیلائیں، اس لئے ایسے لوگ تمہیں روکنا چاہینگے،
ستائینگے، ایذا نہیں پہنچائینگے، برا بھلا کہیں گے، اپنی ساری طاقتیں
اس میں صرف کرینگے کہ کسی طرح تم کو حق کی اشاعت و تبلیغ، حق کی
حمایت و حفاظت سے روک دیں، تو تم کو چاہئے کہ ان کی مخالفتوں اور
ایذاؤں پر صبر کرو، اور اپنے کام میں ثابت قدمی اور مضبوطی کے ساتھ
لگے رہو، اور ایسے لوگوں سے خوبصورتی کے ساتھ الگ ہو جاؤ، اپنے
تعلقات ان سے منقطع کر لو، جب تمہاری زندگی کے مقابلے سے
انہیں دشمنی ہے تو تمہارا ان سے لگ ہی ہو جانا بہتر ہے، پرالیا نہ ہو
کہ ان کی باتیں مان کا تمسخر اور استہزا، یا ان کی کسی قسم کی مخالفت تمہیں
اپنے مقصد سے، یا اس سیدھے راستے سے جس پر تم پہنچنا
ہو، اور دوسروں کو چلانا چاہتے ہو، ایک ایچ لاکھواں حصہ بھی ہٹا
سکے کہ یہی صبر ہے اور اسی کا نام اولوالعزمی ہے،

وَالَّذِينَ وَاللَّذِينَ بَيْنَ أُولِي النِّعَمَةِ وَمَقَلَمَهُ قَلِيلًا،

اور مجھے اور نعمت والے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دے، اور انہیں ٹھوڑی مہلت،

تم ایسے لوگوں سے بالکل الگ رہو، ان کا فیصلہ ہم پر چھوڑ دو، ہم
انہیں ان کی اس سرکشی کا مزہ چکھا دینگے، ہم نے انہیں نعمتیں دی ہیں
اور دنیاوی زندگی کے عمدہ ساز و سامان انہیں نہایت کثرت سے
یہ اس قدر نازاں ہیں کہ ہمیں (خدا کو) بالکل پھول بیٹھے ہیں، ان دنیاوی

ساز و سامان پر انھیں اتنا بھروسہ ہے کہ اپنی آئندہ زندگی سے غافل ہو گئے ہیں، اور اپنے اعمال کی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے، حالانکہ جو نعمتیں انھیں ہم نے دی ہیں ان کی عوض انھیں چاہئے تھا، کہ اور لوگوں سے زیادہ میری اطاعت اور فرمانبرداری کا دم بھریں، دوسروں سے زیادہ اپنے کاموں کی ذمہ داری محسوس کریں، تو ایسے لوگوں سے تم علیٰ حق ہو جاؤ اور انھیں تھوڑی مہلت دو، شاید یہ اتنے عرصہ میں اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائیں، اور اپنی سرکشی اور بد اخلاقی سے باز آجائیں تو خیر ورنہ ہمارے یہاں ان کے لئے پوری سزا کا سامان مہیا ہے، انھیں عنقریب ان کے کاموں کے برے نتائج اگر گھیر لینگے، اور انھیں سخت درد انگیز عذاب اٹھانا پڑے گا،

(۱۲) اِنَّ لَدٰىنَا اَلْكَوْكَبُ اَلْاَسْمٰى وَطَعَامًا اَذٰ اَعۡصٰۤیۡہٗ

بے شک ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ ہے، اور گلے میں ٹنگ جانے والا
وَعَذَابًا اَلِیْمًا (۱۲) یَوْمَ تَرْجَفُ اَلْاَرْضُ وَ اَلْجِبَالُ

کھانا ہے اور درد انگیز عذاب ہے، جس دن زمین اور پہاڑ کانپ اٹھیں گے

وَ كَانَتِ اَلْجِبَالُ كَثِیْبًا مَّہِیْلًا ،،،،

اور پہاڑ بھرے ٹیلے ہو جائیں گے،،،،

یہ لوگ اگر اس مہلت میں بھی اپنی غلطیوں سے باز نہ آئیں، اور اپنی سرکشی اور بد اخلاقی پہاڑ سے رہیں تو وہ یاد رکھیں کہ جس دن یہ دنیا ختم ہوگی، اور اس کا یہ موجودہ نظم و نسق بدلا جائے گا، جب یہ سلسلہ ٹوٹے گا، اور اس عالم کے سارے بڑے چھوٹے اجسام اپنی اپنی جگہ سے ترتیب الگ الگ ہو کر آپس میں ٹکرائیں گے، زمین اور پہاڑ پر زور و کھاکا زلزلہ آئیگا

اور ان اجسام کے باہمی تصادم سے پہاڑ یا نکل ریزہ ریزہ ہو کر ریت کے تودہ کی طرح ہو جائینگے، اور وقت آجائینگا کہ دنیا والوں کو ان کی زندگی کھلے اور برسے کاموں کے نتیجے میں اس دن ایسے لوگوں کے لئے بیٹریاں ہونگی، اور دیکھ سکتی ہوئی آگ، اور کھاتی کیلئے ایسی چیز جو حلق میں چھس کر رہ جائے گی، خلاصہ یہ کہ ممکن ہی ممکن دردناک عذاب میں انہیں مبتلا ہونا پڑیگا۔

رہا) اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَٰهِدًا عَلَيْنٰكُمْ

بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک پیغمبر بھیجا، اور بنا کر بھیجا ہے

کہا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْ فِرْعَوْنَ فَعَصٰی

جس طرح ہم نے فرعون کے پاس پیغمبر بھیجا، تو فرعون نے اس

فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا مِّنْ فِرْعَوْنَ فَخَذْنَاهُ مِثْلًا

پیغمبر کی نافرمانی کی، تو ہم نے بہت سخت طریقے سے پکڑا،

اسے لوگو! یہ پیغمبر جسے تمہارے پاس بھیجے تمہاری بھلائی اور ہدایت

کے لئے بھیجا ہے، اور جو تمہارے تمام اعمال و افعال پر قیامت کے

دن گواہی دے گا، اس کی مثال بالکل موسیٰ پیغمبر کی طرح ہے

جسے ہم نے فرعون اور اس کی قوم کی ہدایت کیلئے بھیجا، تو اب تم دیکھو

کہ فرعون نے موسیٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا، اور پھل س کا کیا نتیجہ

اس کو ملا، فرعون نے موسیٰ کو اسی طرح جھٹلایا جس طرح تم اس پیغمبر کو

کو جھٹلاتے ہو، پھر خدا نے فرعون کو اسی دنیا میں وہ سزا دی جو ساری

دنیا جاتی ہے، اور آج تک خود ہی فرعون کی جہنمی اس کا سروہ ہے

دنیا کی عبرت اور نصیحت کے لئے دریا سے نکالا گیا ہے، اور مصر کے

تم عذاب سے کس طرح محفوظ رہ سکو گے، جزا و سزا کے متعلق
خدا نے جو وعدہ کیا ہے، اور جو کچھ اس نے خبر دی ہے سب
ہو کر رہے گا، اس لئے تم اپنا انجام سوچ رکھو، اور فرعون کے
انجام پر غور کر کے اب بھی مستنبہ ہو جاؤ،

(۱۹) اِنَّ هٰذِهِ اٰیٰتُ كُورَةٍ فَمُنْشَاۥنَا تَاٰخِذًا لِّیۡنَا سَبِيۡلًا

یشتک یا ایک یاد دہانی ہو تو جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف رستا اختیار کرے

پیغمبر کو چند احکام و کراں کے مخالفین کو ان کے آئندہ بد انجام
سے ڈرایا گیا، اور اب ان کو اصل مقصد یعنی قرآن کی تعلیم پر غور کرنے
اور اس سے نفع حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، کیونکہ جو
شخص اپنے سینہ میں ایک منصف دل اور سر کے اندر عقل سلیم

رکھتا ہو اور وہ دنیاوی زندگی کے کاموں کے لئے نتیجے کو اور جزا
سزا کو ضروری سمجھتا ہو، اور قیامت کے متعلق جن واقعات اور

حالات کی خبر قرآن دیتا ہے اور پھر جس معقول اور مدلل طریقہ
سے اسے بیان کرتا ہے، اس سے اتفاق رکھتا ہو، ایسے شخص کو

کوئی دستور العمل اور کوئی اعلیٰ قوانین کا مجموعہ قرآن سے عمدہ نہیں
مل سکتا، اسے چاہئے کہ اپنے بغض و عناد سے اپنے قومی یا ملکی،

یا مذہبی تعصب سے الگ ہو کر، محض اپنی عقل سلیم اور فطرت صحیحہ
کی روشنی میں قرآن کا مطالعہ کرے، اور دیکھے کہ قرآن ساری دنیا

اور دسے زمین کی ساری آبادی کے لئے یکساں ایک نصیحت ہے
اور انسان کے ممکن فطرتی کمالات کو حاصل کرنے کا صحیح راستہ

انسان کو یاد دلاتا ہے، جو شخص اپنی زندگی کے اصل مقصد کو

دور کرنا چاہیے، جو شخص اپنے اعمال کی ذمہ داری کا احساس کرتا ہو، اور اپنی موجودہ اور آئندہ زندگی کو کامیاب اور شرفی یافتہ بنانی کا خواہشمند ہو، ایسے شخص کے لئے روئے زمین پر قرآن ہی عمدہ کوئی دستور العمل اور قرآن سے عمدہ کوئی مجموعہ قوانین نہیں،

(۲۰) اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اِنَّكَ تَقُومُ اَذَىٰ مِنْ

بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ تو قریب قریب دو تہائی
ثُلثِي لَيْلٍ وَنِصْفَهُ وَقَلْبُهُ وَطَائِفَةٌ مِّنْ

بالیف پاتہائی رات کے کھڑا رہتا ہے اور جو لوگ
الَّذِيْنَ مَعَكَ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهْيَاط

تیرے ساتھ ہیں ان میں سے بھی کچھ لوگ، اور اللہ ہی رات اور دن کا
عَلِمَ اَنَّكَ تَخْصُوهُ فَاَقْرَأْ وَاَمَّا

اندازہ کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ تم اسکو بہرگز نباہ نہ سکتے تو جتنا آسان ہو
يُنشِرُ مِنَ الْقُرْآنِ طَعْمًا لِّمَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ

اتنا قرآن پڑھ لیا کرو، وہ جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ

مَنْ ضَمِي لَوَا اِحْسَانٌ وَنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَضْرَاجِ

بیمار ہونگے، اور کچھ لوگ زمین میں سفر کر کے،

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَآخِرُوْنَ يُعَاتِلُوْنَ

اللہ کا فضل تلاش کرتے ہونگے، اور کچھ اور لوگ اللہ کی راہ

فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَأْ وَاَمَّا يَنْشُرُ مِنْكُمْ لَ

میں لڑتے ہونگے، تو جتنا آسان ہو اتنا قرآن پڑھ لیا کرو،

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاتَّبِعُوا اللَّهَ

اور نماز پر قائم رہو اور زکوٰۃ دیا کرو، اور اللہ کو

تربتاً احسناتاً و ما اتقوا من انفسکم

تربتاً احسناتاً و ما اتقوا من انفسکم

تربتاً احسناتاً و ما اتقوا من انفسکم

تربتاً احسناتاً و ما اتقوا من انفسکم

تربتاً احسناتاً و ما اتقوا من انفسکم

تربتاً احسناتاً و ما اتقوا من انفسکم

تربتاً احسناتاً و ما اتقوا من انفسکم

تربتاً احسناتاً و ما اتقوا من انفسکم

تربتاً احسناتاً و ما اتقوا من انفسکم

یہ اس سورت کی اخیر آیت ہے، جس میں پیغمبر کو اور تمام مسلمانوں کو قرآن پڑھنے، اور اس پر غور کرنے اور راتوں میں اطمینان کرنا ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے، اور زندگی کے اعلیٰ مقاصد یعنی خدا اور مخلوق خدا سے عمدہ تعلقات اور عمدہ برتاؤ کرنے کی دو عمدہ صورتوں یعنی نماز اور روزہ اور عموماً اچھے کاموں کا حکم دیا گیا ہے،

اسے پیغمبر! تمہارے پروردگار کو خوب معلوم ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ اور بھی چند مسلمان دو تہائی رات اور آدھی رات اور تہائی رات کے قریب قریب روزانہ اس کے آگے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، اور رات اور دن دونوں خدا ہی کے انداز سے اور مقرر کرنے کے موافق ہیں، خواہ تم

رات میں اسے یاد کرو یا دن میں اس کے نزدیک سب یکساں ہی
خدا کو معلوم ہے کہ تم ہمیشہ بلا ناغہ اس پر عمل و راہ نہیں کر سکتے
اس لئے اس نے تم پر رحمت کے ساتھ رجوع کیا اور اس
حکم میں تخفیف کر دی ہے، وہ کوئی خاص مقدار قرآن کی مقرر
نہیں کرتا، جتنا قرآن تمہارے لئے پڑھنا آسان ہو رات کی نماز
میں پڑھ لیا کرو، علاوہ ازیں خدا کو یہ بھی علم ہے کہ تم میں سے
بعض لوگ بیمار ہونگے بعض تجارت وغیرہ کی غرض سے سفر میں
ہونگے، بعض راہ خدا میں جہاد کیلئے باہر ہونگے، اس لئے رات کی وقت
تہجد اور اس کے اندر قرآن تلاوت کرنے کے لئے نہ کوئی خاص
وقت مقرر کی جاتی ہے نہ کوئی خاص مقدار قرآن تلاوت کرنے کی
مقرر ہے، اس لئے جتنا تم کو آسان ہو، اتنا قرآن پڑھو (۲) اور
نماز پر نہایت پابندی کے ساتھ قائم رہو، (۳) زکوٰۃ برابر
دیتے رہو، کیونکہ تمہاری زندگی کے دو اعلیٰ مقاصد ہیں، خدا سے
عہدہ تعلق رکھنا، مخلوق کے ساتھ عہدہ برتاؤ کرنا، خدا کو
یا کرنے، اور اپنی بندگی اور عاجزی اور احتیاج کو پیش نظر
رکھتے ہوئے خدا کی کبریا و جبروت کے آگے جھک جانے کی عہدہ
اور بہترین صورت نماز ہے، جس میں دل اور زبان اور ہاتھ
پاؤں اور تمام اعضا سے اپنی عاجزی اور بندگی اور خالق کی کبریا
جبروت و جلال کا اقرار و اظہار ہوتا ہے، اور مخلوق کے ساتھ عہدہ
تعلق اور عہدہ برتاؤ کرنے کی عہدہ اور باضابطہ اور قانونی،
صورت زکوٰۃ ہے، جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ خوش حال

اور متمول لوگ غریب اور ضرورتمند لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے سالانہ مقررہ چندہ دیں، اور یہ سالانہ چندہ ایسا ہے جس کے ادا کئے بغیر کوئی شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں یعنی مسلمان اور قرآن پر ایمان لانے والا وہی شخص ہو سکتا ہے جو قدرت رکھنے کی صورت میں پابندی کے ساتھ سالانہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے، یہ زکوٰۃ تو چندہ ہے جو لازمی ہے، (۲) اس کے علاوہ بھی تم کو چاہئے کہ وقتی اور فوری ضرورتوں کے موقعہ پر ہمیشہ مال خرچ کرتے رہا کرو، فرض کرو کہ کوئی قومی یا شخصی ضرورت ایسی پیش آجائے کہ مقررہ زکوٰۃ کی مقدار اس کے لئے کافی نہ ہو، تو ایسی صورت میں زکوٰۃ کے علاوہ خرچ کرنا پڑیگا، اور اس کو ضائع نہ سمجھو بلکہ اس کا پہلا نفع تو یہ ہوگا کہ تمہاری وہ قومی یا قوم کے کسی خاص فرد کی شخصی ضرورت رفع ہوگی، اور خصوصیت کے ساتھ تمہیں اس کے عوض میں خدا کے یہاں نعمتیں ملیں گی تو یوں سمجھو کہ یہ مذراہ تم خدا کو قرض سے رہے ہو، جس کی عمدہ طریقہ سے وہ اپنی تمہارے لئے خود اس مال سے زیادہ مفید اور بار آور ہوگی، اور صرف مال خرچ کرنا ہی نہیں بلکہ جو کوئی عمدہ کام تم اس زندگی میں کر جاؤ گے سب تمہیں خدا کے یہاں عمدہ اجر کی صورت میں ملیگا، بلکہ جو اجر یا عوض یا نتیجہ تمہارے کسی کام کا، کسی کوشش کا یہاں ملتا ہے، خدا کے یہاں کا اجر جو آئندہ زندگی میں تمہیں ملیگا اس سے کہیں عمدہ اور کہیں زیادہ ہوگا، تو اب تم کو چاہئے کہ اپنے ان فرائض یعنی رات کی نماز تہجد میں قرآن پڑھنا، نماز پر پابند رہنا

زکوٰۃ دینا، اس کے علاوہ بھی وقتی ضروریات میں راہ خدا میں بھی
 خرچ کرتے رہنا، ان فرائض کے پورے طرح پابند رہو، پہلے کام
 سے تمہیں اطمینان اور سکون کے ساتھ خدا سے خلوص پیدا کرنے اور
 قرآن پر اچھی طرح غور کرنے کا موقع ملے گا، اور پھر تم اپنے اخلاق، اور
 تمدن اور معاشرت کی اصلاح میں مستردان کی تعلیم سے مدد حاصل
 کر سکو گے، دوسرے کام سے تمہیں روزانہ پانچ وقت خدا کی
 دربار میں حاضر ہو کر اپنی بندگی کی شان ملحوظ رکھ کر زندگی کو کامیاب
 طریقت سے بسر کرنے کے لئے سیدھی راہ پر چلنے کی التجا
 کا موقع ملے گا، پھر اس کے ساتھ ہی قرآن تلاوت کرنے سے براہ
 راست خدا کے احکام تمہیں ملینگے، اور جب روزانہ پانچ وقت
 تم اس طرح خدا سے عرض معروض کرو گے اور اس کے احکام
 اسی کے الفاظ میں سنو گے تو ممکن نہیں کہ اس پر اثر تعلیم سے متاثر
 ہو کر تم نہایت بااخلاق اور پاکیزہ انسان نہ بن جاؤ، دوسرے کام سے
 یہ ہو گا کہ اپنی قومی حالت کے سنبھالنے اور درست اور قوی کرنے
 میں تمہیں بڑی آسانی ہوگی، اس سالانہ زکوٰۃ کے چنبڑے کی
 کثیر مقدار عموماً تمہارے بہت سے قومی ضرورتوں میں صرف ہوگی،
 غریب اور محتاج لوگ جو اپنے فقر و افلاس کے باعث بد اخلاقیوں
 کے مرتکب ہوتے ہیں اور بالآخر تنگ قوم بن جاتے ہیں،
 ان کی امداد اس سے ہو سکے گی، یشیم خاستے اس سے قائم ہونگے
 جس کی وجہ سے تمہارے قوم کے وہ ہونہار پودے جو آگے چل کر
 قومی کشتی کے ناخدا بننے والے ہیں، بے تعلیم اور بے تربیت

رہ کر قوم کے لئے مضر اور معطل عضو ہونے کی بجائے مفید اور
 قومی رہنما بن سکیں گے، اس قسم کے بہت کام ہیں جن کو با حسن
 وجوہ پورا کرنے میں زکوٰۃ سے باضابطہ دائمی مدد ملے گی، چوتھا کام
 بھی قوم کی بڑی اور فوری ضرورتوں کے پوری کرنے کے لئے ہے،
 (۵) ان چاروں کاموں کے بعد پانچواں کام یہ ہے کہ ایتم نہایت
 ہشیار اور بیدار مغزی کے ساتھ اپنے یہ فرائض پورے کرتے
 رہو اور اگر انسانیت کی کمزوری کی وجہ سے کہیں بھول چوک واقع ہو
 یا کوئی غلطی تم سے سرزد ہو جائے، یا کسی کوتاہی اور سستی میں پڑ جاؤ
 تو خدا سے اس غلطی کی معافی مانگو اور قوت عمل کی توفیق، کہ وہ
 غلطیوں سے درگزر کرنے والا، نہایت مہربان آقا ہے،

سورہ مدثر

کی ۵۶ آیتیں

(۱) گذشتہ سورت میں پیغمبر کو حکم دیا گیا تھا کہ راتوں میں تہجد پڑھا کرو اور اس میں خوب غور اور اطمینان کے ساتھ قرآن پڑھا کرو اور رات کو اس کام کے لئے مخصوص کرنے کی یہ وجہ بتائی گئی تھی کہ رات کے وقت غور فکر کا عمدہ موقع ہوتا ہے اور دن کی وقت تمہیں دوسرے کام میں اس سورت میں پیغمبر کو دن کے کام اور اس کے لوازمات کا حکم دیا گیا ہے،

(۲) عام کی سورتوں کی طرح اس میں بھی قیامت اور دوزخ کی دردناک سزاؤں کا منظر پیش کیا گیا ہے اور ان بڑے لوگوں کو ڈرایا گیا ہے جو پیغمبر کی حکمتیں گے اور پیغمبر کو ان لوگوں سے الگ ہو جانے کا مشورہ دیا گیا ہے،

یہ بھی طریقہ گذشتہ سورت میں بھی اختیار کیا گیا تھا اس میں پیغمبر کی تکذیب سے ڈرایا گیا تھا اور اس میں قرآن کی تکذیب سے ڈرایا گیا ہے،

(۳) گذشتہ سورت میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا اور اس سورت میں یہ دکھایا گیا ہے کہ دوزخ میں جانے والے وہی لوگ ہونگے جو نماز پڑھنے والے اور غریبوں کی ضروریات پورے کرنے والے اور روز جزا کو ماننے والے نہیں،

دوم، گذشتہ سورت کی طرح اس میں بھی قرآن کی تعلیم پر غور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ان چاروں باتوں سے گذشتہ سورت اور اس سورت کا باہمی تعلق و ربط اور ساتھ ہی ان دونوں سورتوں کا موضوع ظاہر ہو گیا اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دونوں سورتوں میں طرز بحث اور پیغام بیان اور ترتیب مضامین جدا جدا ہیں،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

(۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، قُمْ فَاَنْذِرُوْا (۲) وَرَبِّکُمْ فَکَثِرْ

اے چار اور پڑھنے والے! اٹھو اور ڈراؤ، اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر

(۳) وَرَبِّیَابِکَ فَطَهِّرْ (۴) وَالرَّجْزَ فَاَجْمُرْ (۵) وَلَا

اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور پلیدگی سے الگ رہ اور احسان

تھمنے سے کٹھن (۶) وَلِرَبِّکَ فَاَصْبِرْ

نہ جتنا زیادہ حاصل کرے گا اور اپنے رب کے لئے صبر کر

اپنے پیغمبر اکرم ﷺ سے ہو، تیار ہو جاؤ اور کام شروع کر دو، تمہاری قوم جس

بری حالت میں ہے، جن برے کاموں میں مبتلا ہے، جن غلط اور یہودہ

خیالات میں مست ہے، اس کے برے نتیجے اور برے انجام سے ڈراؤ

اپنے پیدا کرنے والے پرورش کرنے والے آقا کی بڑائی بیان کرو، جو اس سے

بہتر ہے، اس کی برائیوں کو چھوڑو، اس کے بھولے ہوئے میں

انہیں اس کا نام یاد دلاؤ، یہ تو دوسروں کے لئے کرو، اور جب تم اس بڑی

آقا کے نام کے لئے کھڑے ہوئے ہو، جب تمہاری زبان اس کے نام کی

بڑائی بیان کرنے کی خدمت سے معزز کی گئی ہے، جب تمہارا دل اس

بڑے آقا کی تسبیح و تقدیس سے معمور ہے تو تمہیں لازم ہے کہ اپنے ظاہر

اور باطن، جسم اور دل، اوپر کے کپڑے اور اندر کے خیالات کو بالکل پاکیزہ

مطہر بناؤ، ظاہری لباس بھی صاف اور ستھرا اور پاکیزہ ہو، اور دل

بھی بت پرستی، اور ہر قسم کے غلط خیالات، یہودہ عقائد، ناپاک

ارادوں اور خبیث ورڈیل نیتوں سے بالکل مصفا، مجلی، مطہر اور

پاکیزہ رہو، اور جو لوگ تمہاری بات مان لیں، انہیں تم راہ راست

راہ راست

پہنچے آئے ہو، یا اس کے علاوہ اور کسی قسم کے احسانات تم نے کئے ہیں تو ان لوگوں پر کبھی اپنا احسان نہ جتاؤ تم جو کسی اچھی بات بتاؤ یا تمہارے بتانے اور سمجھانے سے کسی کو نفع ہو، تو اس پر تم خدا کا شکر ادا کرو، کہ اس نے محض اپنی رحمت و کرم سے تمہیں اس کی توفیق دی، اس سے خدا تمہیں زیادہ ترقی عطا فرمائے گا، جو تمہیں تمہیں اب تک اس دربار سے ملی ہیں اس سے اور زیادہ ملین گی، اور لوگوں پر احسان جتانے سے ترک جاتی ہے، یہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تمہارا احسان ہے، اور وہ لوگ جو تمہیں ستاتے ہیں تمہاری باتیں نہیں مانتے، اور تمہارے مقصد کی مخالفت کرتے ہیں، ان کی مخالفت اور عداوت، تکلیف دہی، ایذا رسانی اور ہر قسم کی باتوں پر اپنے خدا کے صبر کرو، تم ان سے بدلہ لینا نہ چاہو، ان باتوں کو خدا پر چھوڑ دو اور صبر و عزم سے اپنے کاموں میں ثابت قدمی کے ساتھ لگے رہو، خدا ان مخالفوں سے سمجھ لے گا،

(۸) فَإِذَا انقَرَضَ فِي النَّاقُورِ (۹) قَدْ لَكَ

توجیب پہونکا جائیگا صورتیں، تو وہ اس دن سخت

يَوْمَئِذٍ يَوْمَ عَسِيرٍ (۱۰) عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عٰسِرٍ

دن ہوگا، کافروں پر آسان نہیں ہوگا،

جب روز قیامت آئے گا، یہ دنیا فنا ہوگی اور صورت چھوڑکا جائے گا اس دن ان کافروں کو معلوم ہوگا کہ خدا کی نافرمانی، خدا کے پیچھے پیچھے ہونے کی مخالفت، حق کی اشاعت کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے، یہ اخلاقیوں میں پرکرنہ زندگی کے اصل مقاصد اور اعلیٰ فرائض سے غافل ہو جانا، کیا مزہ ہے، وہ عظیم الشان دن ان لوگوں کے لئے نہایت سخت ہوگا،

اور آج یہ اپنے آپ کو درست نہ کر سکتے اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہونگے تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی یہ بد اعمالیاں بغیر رنگ لائے نہ رحمن کی اور ایک ضرور انہیں اپنے ان کئے ہوؤں کا مزا ملے گا،

(۱۱) ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا (۱۲) وَجَعَلْتُ

تو مجھے اور اسے چھوڑ دے جسے میں اکیلا پیدا کیا، اور اسے لے، قَالَ أَقْمِدْ دَا (۱۳) وَبَيْنَيْنَ شُهُودًا (۱۴) وَوَعَدْتُ

بہت مال دیا، اور بیٹے جو موجود ہیں، اور اس کے لے، ثُمَّ هَيْدًا (۱۵) ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ (۱۶) كَلَّا

لئے میں نے سامان کیا، پھر وہ اسے کہتا ہے کہ میں سے زیادہ دوں، ہرگز نہیں اِنَّكَ كَانِ لَا يَتِنَا عَيْنِي (۱۷) سَا رَهَقَهُ صَعْدًا

وہ ہماری آنکھ کا مخالف ہے، مغرب میں اس کو نصیب کی تحیف دوں گا (۱۸) اِنَّهُ فَكَرَ وَقَدْ رَا (۱۹) فَقَتِلْ كَيْفَ قَدَّرَا

کیونکہ اس نے سوچا اور اندازہ لگایا، تو وہ غارت ہو اسے ایسا اندازہ لگایا (۲۰) ثُمَّ قَتِلْ كَيْفَ قَدَّرَا (۲۱) ثُمَّ نَظَرَ (۲۲) ثُمَّ

پھر وہ غارت ہو اس نے کیسا اندازہ لگایا، پھر اس نے دیکھا، پھر اس نے عَبَسَ وَكَبَرَ (۲۳) ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ (۲۴) فَقَالَ

تیوری چڑھائی اور منہ بنایا، پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلے با اور اکر گیا، تو اس نے کہا اِنَّ هَذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّؤْتَّرٌ (۲۵) اِنَّ هَذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ

یہ محض ایک جادو ہے، جو نقل ہوتا آرہا ہے، یہ محض انسان کا قول ہے اسے پیغمبر اتم چھوڑ دو، ہم ایسے شریر انسان سے بھگت لینگے، جسکو

لکھن کے ہی پیدائگی اور ساتھ ہی دنیاوی مال و اسباب میں اس کو پورا حصہ
 دیا، اولاد بھی اسے دیے جو اس کے سامنے ہیں، اور مال و اولاد کے علاوہ
 ہر طرح کے ساز و سامان، عزت و حشمت و غیرہ و غیرہ ساری دنیاوی عمدہ
 لوازمات اس کو دیے اور اس کی سرکشی دیکھو کہ میری ہی آیتوں کی مخالفت
 کرتا ہے میری ہی باتوں کا انکار کرتا ہے، میرے ہی بھیجے ہوئے پیغمبر کو
 جھٹلاتا ہے اور اس پر پھر چاہتا ہے کہ ہم اسے اور زیادہ نعمتیں دیں!
 یہ۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ ہو سکتا، اول تو خدا کی نافرمانی، اس کی باتوں کا
 انکار اور پھر اس پر ہم سے مزید نعمتوں کی امید! یہ اس کا سودائے خام
 ہے، ہم عنقریب اسے نہایت مشقت اور مصیبت میں مبتلا کریں گے، اور اسکی
 ان سرکشیوں کے بدلے میں رنج و مشقت کے عذاب کا پہاڑ اس پر توڑیں گے
 ذرا اس کی سرکشی تو دیکھو، کہ قرآن کی آیتیں اسے سنائی جاتی ہیں تو
 سوچ اور فکر میں پڑ جاتا ہے اور دل ہی دل میں ان کے متعلق اندازے
 لگاتا ہے، کب بخت ہلاک ہو! کس طرح ان آیتوں کے متعلق بُرے خیالات
 دل میں قائم کرتا ہے اور کس قدر غلط اندازہ لگاتا ہے، پھر کب بخت ہلاک ہو!
 کس قدر جرأت اور بے پروائی کے ساتھ ان آیتوں کی شان کے خلاف
 اپنے دل میں یہودہ اور نخواندازہ کرتا ہے، پھر آنکھیں پہاڑ کر دیکھنے
 لگتا ہے، پھر اس کے تذبذب کی یہ حالت ہے کہ کبھی منہ بناتا ہے، کبھی
 چپیں بہ جبین ہوتا ہے پھر پیچھے ہٹ جاتا ہے، پھر اپنے غرور اور تکبر میں
 اگر یہ کہتا ہے کہ یہ تو پرانے زمانے کا جادو ہے جو قدیم زمانے سے نقل
 ہوتا چلا آرہا ہے، یہ تو محض انسان کی باتیں ہیں، خدا کا نازل کیا ہوا
 نہیں ہے، بلکہ لوگوں کے جی کے گھڑے ہوئے ہیں، خدا کی آیتوں کو سن کر

وہ اس طرح پیش آتا ہے اور اس قدر جرات اور بے باکی کے ساتھ کہ
 صرف ان آیتوں کے ماننے سے انکار کر دیتا ہے بلکہ ساتھ ہی یہ یہود
 اور لغو خیال ظاہر کرتا ہے کہ یہ اور اصل خدا کی کتاب ہی نہیں،
 (۲۶) سَاَصْلِيْهِ سَنَفَرًا (۲۷) وَمَا اَدْرَاكَ مَا سَقَرٌ
 عنقریب میں سے دہکتی ہوئی آگ میں داخل کروں گا اور تمہیں کیا خبر کہ دہکتی ہوئی
 (۲۸) لَا تُبْقِي وَلَا تَبْقِي وَلَا تَذَرُ (۲۹) لَوْ اَنَّكَ لِلْبَشَرِ اِيْمَانٌ
 آگ کی ہے، اور نہ باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے، انسان کو جھلس دیتی ہے
 ہم عنقریب ایسے سرکش، ناشکرا و احسان فراموش، کو دوزخ کی دہکتی ہوئی
 آگ میں داخل کرینگے، تم جانتے ہو اس دہکتی ہوئی آگ کی کیا حقیقت ہے
 وہ معمولی آگ نہیں ہے اس کی شدت اس قدر ہوگی کہ ذرہ برابر بھی جلانے سے
 نہ چھوڑے گی، انسان کے جسم کو اس طرح جلا دیگی کہ وہ جل کر راکھ نہیں ہو جائیگا
 بلکہ پھلے ہوئے وصات کی طرح چمکنے لگے گا، یعنی جل کر انسان کا بدن فنا نہیں
 ہو جائیگا بلکہ اس جلنے کی تکلیف اور شدت ہر وقت ہر آن ہمیشہ
 تازہ اور دوگنی ہوتی رہے گی،

(۳۰) عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (۳۱) وَمَا جَعَلْنَا

اس پر انیس شخص مقرر ہیں، اور دوزخ کا

اصْحَابِ النَّارِ اِلَّا مَلِيْقًا وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ

نگہبان ہم نے فرشتوں ہی کو مقرر کیا ہے، اور ہم نے ان کی گنتی محض

اِلَّا فِلْتَنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ

کافروں کی آزمائش کے لیے ہے تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں

اَوْ تُوْا اِلَيْهِمْ وَيَذُوْا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا،

اور ایمان والوں کا ایمان اور بھی زیادہ ہو جائے

وَلَا يَرَى تَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَلَا الْمُؤْمِنُونَ

اور نہ اہل کتاب کو شک ہو اور نہ ایمان والوں کو

وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَمَرٌ مِنَ الظَّالِمُونَ

اور تاکہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو ظالم ہیں وہ کہیں

مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا امْتِلًا يُضِلُّ بِهِ مَنْ يَشَاءُ

کہ ایسی مثل سے اللہ کا کیا مقصد ہے؟

وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ، وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

وہ جسے چاہتا ہے اس سے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور

وَمَا هِيَ إِلَّا ذُنُوبُ الْبَشَرِ

اور وہ انسان کے لئے ایک نصیحت ہے

اس دوزخ پر انیس فرشتے متعین ہیں، اور انیس کی تعداد جو بتائی گئی ہے

یہ یعنی ایک امتحان ہے، جو لوگ کام کرتے ہیں اور جن دلوں کو بڑی انجام

کا خوف ہے، وہ بلا چون و چرا اسے تسلیم کر لیتے ہیں، کہ جو خدا نے فرمایا ہے

صحیح ہے، بلکہ دوزخ کی حالتوں کی تفصیل ان کے دلوں میں قوت ایمان کو

اور زیادہ کر دیتی ہے، اور ان کا خوف اور بڑھ جاتا ہے اور اس طرح ان کو اپنے

فرائض کا احساس اور زیادہ ہو جاتا ہے، پر جن لوگوں کے دلوں میں

بیماری ہے، جن کے آگے کوئی مقصد پیش نظر نہیں، جو محض کھیل تماشے

میں نبی زندگی برباد کرتے ہیں، ایسے لوگ انیس کی عدد سن کر ضرور کہیں گے

کہ انیس فرشتوں کا کیا مطلب ہے، اس میں کیا خصوصیت ہے،

اور اس سے خدا کا مقصد ہے، اور بیسیوں شبہات اور اعتراضات اس کے

نکال رہیں گے اور چونکہ ان کے دلوں میں نہ خدا کا خیال ہے نہ دوزخ کا

دُوسے اور نہ اپنے فضل کا احساس ہے اس لئے اس سے ان
 دلوں میں اور کبھی پیدا ہوگی اور وہ اپنے انکار اور کفر پر اور مضبوط
 ہو جائینگے تو دراصل اہل ایمان اور اہل کفر کے لئے اس تعداد کے
 ذکر کرنے میں ایک آزمائش ہے، ورنہ اصل تعداد ان تمام فرشتوں کی
 تو اللہ ہی کے علم میں ہے، اور یہاں صرف لوگوں کو عذاب الہی سے
 ڈرانے کے لئے اس کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ جو لوگ ڈر دیکھتے ہیں
 وہ متنبہ ہو جائیں اور اس دوزخ کے عذاب کا خوف کر کے کام
 کی طرف متوجہ ہوں،

دنیا کے فنا ہونے اور قیامت آنے پر مناظرِ قدرت
 کی شہادت

(۳۲) كَلَّا اِنَّ الْقَمَرَ (۳۳) وَاللَّيْلِ اِذَا دَبَّرَ

واقعی قسم ہے چاند کی، اور رات کی جب وہ جانے لگے

(۳۴) وَالصُّبْحِ اِذَا اسْفَرَ (۳۵) اِنهَآ اِخْدَى

اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے، بیشک وہ ایک بہت ہی

الکبڑ (۳۶) نَدِيْرًا لِّلْبَشَرِ (۳۷) لَمِنْ شَاءَ مِنْكُمَا اَنْ

بڑی مصیبت ہے، انسان کے لئے ایک ڈرائیو ہے، اس شخص کے لئے جو تم

يَتَّقِلًا هُمْ اَوْ يَتَاخَّرَ،

میں سے آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا چاہے،

چاند، اس کی مختلف حالتیں اسکی روشنی کا روزانہ کم و بیش ہونا
 اور اس کی تغیرات صاف بتا رہے ہیں کہ نہ اس کا یہ نور ذاتی ہے
 اور نہ اس کے یہ تغیرات اختیاری ہیں بلکہ اس نور اور ان

تغییرات کا سلسلہ کہیں اور سے آتا ہے بلکہ اس سلسلہ کو زیادہ وسعت کی نظر سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام سیارات اپنی حرکت و سکون میں اپنی روشنی میں اور اپنے تمام تغیرات و تبدلات میں ایک زبردست قانون کے اندر مسخر ہیں اور ان کے تمام کاموں کا نظام الاوقات (پر وگرام) اچھا ہے، اس قدر عالی حکمت و تدبیر پر رکھا گیا ہے جس سے زیادہ عمدہ اور زیادہ بہتر صورت ناممکن ہے اور یہ تمام کارخانہ ایک ایسی عظیم الشان قدرت کے ہاتھوں سے انجام دیا جاتا ہے کہ جس سے یہ سلسلہ شروع ہے، اس وقت سے لیکر آج تک کبھی کوئی غلطی کوئی زیادتی کبھی یا وقت کی تقدیم و تاخیر نہیں واقع ہوئی ہے رات اور دن کے آنے جانے کے لئے جس فصل اور جبین ہم میں جو وقت مقرر ہے کبھی اس سے دیر یا اس میں جلدی نہیں ہوتی ہے تو یہ عظیم الشان کارخانہ عالم جو ایک عظیم الشان قدرت اور ایک غیر محدود حرکت و تدبیر کی خبر دیتا ہے، صاف کہہ رہا ہے کہ ضرور اس عظیم الشان عالم کا نتیجہ بھی عظیم الشان ہوگا اس زبردست کارخانہ کا انجام بھی نہایت ہی زبردست اور اہم ہوگا اور یقیناً ایک ایسا بڑا دن آئے گا جس میں دنیا کی اس سب سے زیادہ اہم اور ممتاز ہستی یعنی انسان کی زندگی کے حرکات اور سکناات کی پوری پوری جزا و سزا سے دی جائے گا تو چاند اور اس کے تمام کام اس کی حرکت اور اس کا تغیر و تبدل اور اور دوسرے سیاروں کے ہزار ہا چھوٹے اور بڑے کاموں میں سے ایک بڑا کام دان اور رات کا آنا اور جانا جس قدر اور جس حکمت و تدبیر کی خبر دیتا ہے، صاف بتا رہا ہے کہ وہ عظیم الشان

دن جو آنے والا واقعی بہت ہی بڑا دن ہے اور جو شخص نیک انجام کی طرف
 لگے بڑھنے کا اور برے انجام سے چھپے بیٹھے اور محفوظ رکھنے کا خیال رکھتا
 ہے، ایسے شخص کے لئے دراصل وہ دن ایک بہت بڑی نصیحت اور ایک
 بہت بڑی تنبیہ اپنے اندر رکھتا ہے، اس دن کا خیال ایک زبردست
 ہاتھ ہے جو دور اندیش اور انجام ہیں لوگوں کو تمام برائیوں سے روک کر
 اچھے کاموں کی طرف متوجہ کر سکتا ہے،

(۳۹) مَلِكٌ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةً (۳۹) اَلَا

ہر نفس اپنی کمائی کے عوض گروی ہے،

اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ (۴۰) فِيْ جَنَّتٍ يَّتَسَاءَلُوْنَ

دائیں ہاتھ والے، جنتوں میں ہوں گے پوچھ رہے ہوں گے

(۴۱) عَنِ الْمَجْرِمِيْنَ (۴۱) مَا سَبَلَكُمْ فِيْ سَقَرٍ

گنہگاروں سے، کہ کس چیز نے تمہیں دوزخ میں داخل کیا،

جب انسان کو قوتِ علم و عمل دی گئی ہے، جب اس کو ارادہ اور

اختیار دیا گیا ہے اور جب اس کے ساتھ ہی اس کو نیکی، بدی، خیر و شر،

اعمالِ حسنہ اور اعمالِ سیئہ کی حدیں بتادی گئی ہیں تو اس کو سمجھنا چاہیے

کہ اس کے اعمال اور اسکے افعال و اقوال انجام رکھتے ہوں گے، یقیناً اسے

ان کے نتائج ملین گے، اور ضرور ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ

اپنی دنیا کی کمائی کا ثمرہ پائے، یہ قانون جزا و سزا ایسا نہیں جس سے

کوئی مستثنیٰ ہو، بلکہ اس دنیا کا ہر انسان اپنے اعمال کے عوض گروی

ہے، اگر اس کے اعمال برے ہیں تو یقیناً وہ برے انجام میں مقید رہے گا،

اگر اس نے یہاں اپنی زندگی بھلائی اور نیکو کاری میں نہیں گزار دی ہے

تو کوئی صورت نہیں ہے کہ وہ راحت اور آرام، عیش و عافیت دیکھ سکے
 ہاں جو سعید رو ہیں ہیں، جو خوش قسمت انسان ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی ایسی
 بسر کی ہے جیسی انھیں کرنی چاہئے اور جنہوں نے اس دنیا سے دارالعمل
 میں اچھے اعمال کے بیج بوئے ہیں وہ اس زمانے میں اپنے اس شجرہ طیبہ
 (پاکیزہ درخت) کے عمدہ اور بہترین پھل پائینگے، ان کے لئے وہاں وہ
 راحتیں اور نعمتیں ہونگی، جو ان کے دل چاہینگے، اور جو ان کی آنکھیں ٹھنڈی
 کرینگی، انھیں وہ سرور حاصل ہوگا جس کا پورا تصور کرنے سے یہاں کا
 دل اور یہاں کی قوت خیالی عاجز اور قاصر ہے، جنتوں میں ہونگے جہاں
 وہ آرام اور خوشی کی لازوال سلطنت کے خود مختار مالک ہونگے، وہاں
 وہ مجرموں کو پکارینگے اور دوزخ میں جلنے والوں سے پوچھینگے کہ بتاؤ تمہارا
 کیا قصہ ہے؟ ایسی بڑی جگہ تم کس طرح پہنچے؟ کس چیز نے تمہیں یہاں
 ڈھکیل دیا، اور وہ کون سے بڑے کام تم نے کئے تھے، جنہوں نے تمہیں ان
 ابدی ہلاکتوں اور کبھی نہ ختم ہونے والی دردناک مصیبتوں میں لا ڈالا،

النَّاسِ كَـذٰبٍ مُّكْرَمٍ

(۳۴) قَالُوا الْمَرْكَبُ مِنَ الْمَصْلِيِّنَ (۳۵) وَكَمْ نَكُ

وہ کہینگے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، اور نہ ہم مسکینوں کو

نَطَعَهُ الْمَسْكِيْنَ (۳۵) وَكُنَّا خَوْضًا مَّعَ الْخَالِقِيْنَ

کھانا اٹلاتے تھے، بلکہ حجت کرنے والوں کے ساتھ حجت کیا کرتے تھے

(۳۵) وَكُنَّا نَلْبَسُ بِبِئْسَ يَوْمِ الدِّينِ (۳۶) حَتَّىٰ آتَانَا الْيَقِيْنَ

اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں یقین آگیا

وہ کہینگے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، خدا کی تسبیح و تقدیس سے ہم

غافل تھی اس کی عظمت و جلال کے دربار میں سر نہیں رکھتے تھے اور اس کی
اطاعت اور فرمانبرداری سے اپنی گردن موڑے ہوئے تھے، مخلوق خدا کے
ساتھ بھی ہم رحم اور شفقت سے پیش نہ آتے تھے، محتاجوں کو ہم نے کبھی نہ
دکھانا دکھایا نہ ان کی ضرورتیں پوری کیں، مسکینوں کی حاجت روائی نہ
کی اور ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش نہ آئے، اور کبھی ان کے دکھ اور درد
ان کی مصیبت اور تکلیف میں بھی شریک نہ ہوئے خلاصہ یہ کہ نہ تو ہم نے
اپنے خالق سے عہدہ تعلق پیدا کیا اور نہ اس کی مخلوق کے ساتھ چھا
برتاؤ کیا، اور انسان کے ان دونوں اعلیٰ فرائض سے ہم ہمیشہ غافل رہے
اور کبھی اپنی ان بد اعمالیوں کی ذمہ واریوں کا خیال ہمیں نہ آیا، اور نہ
یہی نہیں کہ ہم نے لچھے کاموں سے کنارہ کشی کی اور خدا کی عبادت
اور اس کی تسبیح و تقدیس سے غافل رہے اور لوگوں کے ساتھ نیکی نہ کی
بلکہ اس سے بڑھ کر ہم نے اور یہ زیادتی کی کہ جب کوئی خدا کا بندہ ڈرانے
کے لئے اٹھا، اور جب کوئی خیر خواہ ناصح نصیحت اور فہمائش پر آمادہ
ہو، تو ہم نے اس کی باتوں میں کج بھشیاں کیں، اور بد معاشوں کے
ساتھ ہو کر اس سے جھگڑنے پر آمادہ ہو گئے اور حتی الامکان یہ کوشش
کی کہ اس ناصح اور اس خیر خواہ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑیں
اس کو ایذا میں پہنچائیں، اس کی راہ میں روڑے اٹکائے اور بجا اس کے
کہ اس کی باتوں کو دل لگا کر سنتے اور اسے ملتے اور اس پر عمل کرتے
اس سے مباحثہ اور مجادلہ کر کے یہودہ بکو اسوں اس کی حق کی آواز کو
پست کر دینا چاہا اور ساری عمر مہلات اور لغویات و خرافات میں بڑی
رہے اور ساری بد اعمالیاں اس لئے ہم سے ہوئیں کہ ہم اپنے اعمال کی

وہ لوگوں سے غافل رہے اور جزا و سزا کا خیال ہم نے اپنے دلوں سے
 بھلا دیا اور روز قیامت کے آنے سے انکار کرتے رہے ہم نے اپنی دنیاوی
 زندگی ہی کو زندگی سمجھا اور اس طرف ہمیں کبھی توجہ نہیں ہوئی کہ جب
 ہماری ہستی دنیا کی سب سے زیادہ اہم اور اشراف ہستی ہے تو کس طرح
 ہو سکتا ہے کہ ہمارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور کیونکر ان کے نتائج
 نہ نکلیں گے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہی چند سال کی زندگی آخری زندگی
 ہوگی اور ہم مر کر بالکل نیست اور نابود ہو جاویں گے پس اسی غلط خیال نے
 ہمارے دلوں کو ہمارے ارادوں اور ہمارے خیالوں کو آزاد بنا دیا اور
 چونکہ ہم نے جزا و سزا سے انکار کیا اسی لئے ہم نے قانون انسانی سے
 اپنے آپ کو الگ کر دیا جس کا لازمی نتیجہ نکلا کہ ہمارے اعمال و افعال
 نفسانی خواہشوں کے تابع ہو گئے اور نیکی بدی میں سمنے کوئی تمیز نہ کی
 اور تمام عمر بد اخلاقیوں اور گندگیوں میں پڑے رہے، اور ساری زندگی
 و زندگی اور ہمیشہ میں گزار دی اور جو کرنا چاہے سنا نہ کیا، یہاں تک
 کہ آج کا دن جزا و سزا کا ہماری آنکھوں کے سامنے آ پوچھا اور جس کا
 ہمیں انکار تھا اور جس آئیوے واقعہ کو ہم جھوٹ سمجھتے تھے ہمارے
 سامنے آج آگیا اور جس عظیم الشان دن کو ہم نہ مانتے تھے اس کا
 ہمیں آج یقین ہو گیا،

(۲۸) يَا تَتَّقُ وَيُخْشِعُ الشَّافِعِينَ،

تو سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے کام نہ آئیگی
 تو آج ایسے لوگوں کے لئے وہی ہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں
 کیا ہے آج انہیں ویسی ہی جزا ملیگی جیسا انہوں نے عمل کیا ہے

یعنی آج ان کے لئے بجز رنج و غم مصیبت و الم درد اور دکھ سے اور کچھ نہیں، اب انہیں ہمیشہ کے لئے عذاب کے جہنم میں جانا اور اسے بھگتنا ہے، ان کو یقین رکھنا چاہئے کہ اب ان کے لئے وہاں کوئی حیلہ نہیں اور کوئی ایسی تدبیر نہیں جس سے وہ خدا کے سخت عذاب کے

پہنچے سے چھوٹ جائیں جبکہ ان کے نامہ اعمال بالکل سیاہ ہیں، جب انکی پوری زندگی بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں سے لبریز ہے اور جب ان کی نیکیوں کا پلہ بالکل خالی ہے تو کون سی چیز ہے جو انہیں دوزخ کے عذاب سے چھڑا سکے وہاں کا فیصلہ محض رحم اور انصاف پر مبنی ہے کسی کی مجال نہیں کہ ان کے لئے سفارش کر سکے، کیونکہ وہاں سفارشیں کام نہیں آتیں، اور نہ جرمانہ دے کر کوئی وہاں چھوٹ سکتا ہے اور نہ بچ سکتا ہے

ہے کہ کوئی دوسرے کا بوجھ اپنے اوپر لے کر اسے بچائے،

اور اس دن سے ڈرو کہ کوئی شخص
کسی کے کام نہ آئے اور نہ اس کے بارے میں
کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ
اس کے کچھ معاوضہ لیا جائیگا اور نہ انہیں پہنچائی جا سکیگی،
(بقرا)

۹۱) فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّنَادِ كَرَاهَةٌ مُعْرِضِينَ ۙ (۵۰)

تو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے اعراض کرتے ہیں؟
کاتھہ جھم جھم مستنقرۃ (۵۱) فرات من قسورۃ،
جیسے کہ وہ جنگلی گدھے ہیں، جو شیر درندہ سے بھاگتے ہیں،

جب حقیقت اس قدر واضح، اور واقعہ اس قدر بدیہی ہے تو پھر سخت تعجب ہے کہ اس بہترین نصیحت اور اس سر تا پا خیر خواہی کے مشورے

سے بدگرا دیکھتے ہیں، جیسے جنگلی گدھے شیروں سے بھاگتے ہیں؛
 انہیں اس سچے خیر خواہ کی نصیحت آمیز باتوں سے اس طرح کیوں
 نفرت ہے جس طرح ایک خونخوار دشمن سے نفرت کی جاتی ہے؟ اور وہ
 خود اپنی بھلائی اور خود اپنی نجات اور فلاح کی تدبیروں سے استقدریں
 گریز کرتے ہیں؟ ان کو تو چاہئے تھا کہ اس بہترین مشورہ کو سنتے ہی
 سر رکھ دیتے اپنے دل کی زبان سے اس کا خیر مقدم کرتے، اور ایسے
 سچے ناصح کو اپنے دل میں جگہ دیتے، پر کس قدر حیرت ہے کہ ان کا برتاؤ
 بالکل اس کے خلاف ہے، کیا واقعی وہ عقل و فہم سے جانوروں کی طرح بالکل محروم
 ہیں؟ جانور میں بھی مفید اور مضر چیزوں کی تمیز کا مادہ ہے، دوست
 اور دشمن کو پہچانتا ہے، اگر وہ گھاس اور پانی کی طرف شوق اور رغبت سے
 دوڑتا ہے تو اسی طرح نفرت اور خوف سے ایک زندہ شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہی
 پس تم اگر مفید نصیحتوں سے نفرت کرتے ہو اور اپنے سچے خیر خواہ اور
 پورا ناصح سے بھاگتے ہو اور ان باتوں کی طرف رغبت اور شوق سے
 لپکتے ہو جو تمہارے لئے سانپ کے زہر اور شیر کے نیچے سے بھی زیادہ
 مضر اور مہلک ہیں تو یقیناً تم ان وحشی اور بے عقل جانوروں کی بھی

(۵۲) بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُؤْتِيَ صُحُفًا

بلکہ ان میں سے ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اسے کھلی کتابیں

مَنْشُرَةٌ (۵۳) كَلَّا بَلْ لَا يَخَافُونَ الْاٰخِرَةَ

دی جائیں، ہرگز نہیں! بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے

دراصل یہ بات ہے کہ ان کے دل متکبر اور سرکش ہیں ان کے

قلوب میں خوف خدا کے لئے کوئی جگہ نہیں وہ چاہتے ہیں کہ خدا ان کے

اوپر وحی نازل فرماتے تو مانیں یا یہ چاہتے کہ خدا خود اکران کے کائناتوں
میں کہدے تب تسلیم کریں اگر ایسا ہے تو وہ یقین کریں کہ ان کا یہ انتظا
کبھی ختم نہ ہوگا یہ محض ان کی سرکشی ہے اصل بات یہ ہے کہ وہ آخرت سے
بالکل بیخوف ہیں، اور جزا و سزا سے ان کے دلوں کو انکار ہے، جب ایسا ہو
تو پھر کونسا خیال ہو سکتا ہے جو انسان کو اس کے اعمال کی ذمہ داری سے
(۶۶) كَلَّا اِنَّهَا لَكِيْنَةٌ وَّهِيَ قَوْلُ مَنْ شَاءَ ذَكَرًا وَّكَآ

ہرگز نہیں ابے شک وہ ایک نصیحت ہے، تو جو کوئی سچا ہے اسے یاد کرے

یہ ان کا خیال فاسد ہے کہ خدا ہر شخص پر وحی بھیجے یا الگ الگ ہر ایک پر
کتابیں نازل فرمائے خدا نے جو یہ قرآن نازل فرمایا ہے وہ ایک عام یاد
دہانی اور نصیحت ہے کہ تمام عالم کے لئے ہے اور تمام زمانہ کے لئے ہے
اس میں کسی کی کوئی خصوصیت نہیں، ہر وہ شخص جو اپنی کامیابی کا
خواہاں اور اپنی نجات و فلاح کا متمنی ہو اس سے نفع حاصل کر سکتا ہے
(۶۷) وَمَا يَنْدُرُ مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ اَمَّا سَاعِلُ السُّعُوْلِ وَالْمُعْتَدِلِ

اور وہ نہیں یاد کر سکتے مگر یہ کہ اللہ چاہے وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی مغفرت دے

مگر اس سے نصیحت حاصل کرنے کی قوت اور اس سے نفع اٹھانے کی
استعداد نہیں ہوتی جب تک خدا نہ دے اسی لئے اے وہ لوگو جو اس سے نفع
اٹھاؤ اور سپید ہی راہ پر آ جاؤ، نا خدا ہی کا شکر کرو کہ اسی کی دی ہوئی قوتِ علم
عمل سے تم یہاں تک پہنچے پس اپنے نیک عمل کو دیکھ کر اپنی قوت پر مغرور
اور نازان نہ ہو کہ جو کچھ ہے اسی کا یا ہوا ہے، بلکہ اس سے ڈرتے رہو کہ
اکلی قدر سب کچھ کر سکتی ہو اور اسکی رحمت کہ امیدوار رہو کہ بخشش بھی اسی کے قبضہ میں ہے
تو یہ مشوکہ رحمتِ حق عام ست مہذبے خون مشوکہ خاصگانِ بیم اند

سورہ قیامت

کلی ۲۰-۲۱ آیتیں

گذشتہ سورت میں پیغمبر کو چند احکام دئے گئے تھے اور مخالفین کو دوزخ کی ہولناکیوں سے ڈرایا گیا تھا اور اس کی عظیم الشانی پر مناظر قدرت سے دلیل لائی گئی تھی اس سورت میں قیامت اور جزا سزا کی ضروری ہونے پر نفس انسانی کی شہادت پیش کی گئی ہے اور پھر زبردستی کے پیرایہ میں خطاب کر کے خدا کی محیط قدرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد اس دنیا کے فنا ہونے کے وقت کے چند عظیم الشان واقعات کو پیش کر کے بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اس واقعہ کو غلط سمجھ کر بطور تمسخر اس کا وقت پوچھتے ہیں انہیں اس وقت اس کی حقیقت معلوم ہو جائیگی پھر پیغمبر کو قرآن کے متعلق چند احکام دئے گئے ہیں اور اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ انسان کو جو جزا و سزا کی حقیقت سے انکار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی نظر فریب اور فانی لذتوں میں اس قدر منہمک ہے کہ زندگی کے اصل مقصد اور اس کے انجام سے بالکل غافل ہو گیا ہو پھر اس کے بعد اچھوں اور بروں کی جو حالت ہوگی اس کا خلاصہ بتایا گیا ہے اور انسان کو وہ آخری وقت یاد دلایا گیا ہے جبکہ اس دنیا سے اس کا کوچ ہوگا اور دنیا کی کوئی بقوت موت کے زبردست قوت سے اس کو بچا سکے گی پھر کہا گیا ہے کہ اے وہ لوگو جن کی زندگی غلط راہ پر گزری جو زندگی کے دو اہم اور اصلی فرض سے غافل رہے تمہارے آئندہ جزا کثرتوں اور سختیوں کے آخرت میں اور کچھ نہیں، آخر میں ان

لوگوں کو جو حشر و نشر کے قائل نہیں ہیں نہ جبر کے طرز میں کہا گیا ہے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ مگر معدوم ہو جائیگے اور ان کی زندگی بے نیامہ جائیگی ضرور ان کو خدا پھر اٹھا کھڑا کریگا اس میں شک کرنا لغو اور بے خیال ہے جس خدا نے ایک قطرہ ناپ چیز سے اتنا بڑا کھل انسان بنا دیا وہ یقیناً نہایت آسانی سے انسان کو دوبارہ پیدا کر سکتا ہے،

قیامت کے ضروری ہونے پر نفس انسانی کی شہادت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) لا اَقِیْمُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ دَسْ وَلَا اَقِیْمُ النَّفْسِ الْوٰاْمَةِ
 نہیں میں تم کھانا ہوں روز قیامت کی اور نہیں میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے پر نفس
 اے وہ لوگو جو روز قیامت کو نہیں مانتے جو جزا و سزا کے آئینوں کے زمانہ کو تسلیم نہیں کرتے جو اس کی منسی اڑاتے اور اس سے انکار کرتے ہو تم ساری دنیا سے قطع نظر کر کے خود اپنی طرف متوجہ ہو اور اپنی اس ہستی کی اندرونی حالتوں پر نظر ڈالو جسے عام صغیر کہا جاتا ہے یعنی خود اپنے نفس کو دیکھو جو تمہارے اندر کاموں کی طرف رغبت اور نفرت پیدا کیا کرتا ہے، اگر تم اس کی سرشت اور اس کی فطرت پر غور کرو تو بہت واضح طریقہ تمہیں معلوم ہوگا کہ وہی نفس تمہارے ہر کام پر ہر بات پر یا تو تمہیں آفرین کہتا ہے یا نفرین کرتا ہے دنیا میں کوئی بہ اخلاق ایسا نہیں جو بد اخلاقی کر کے ولی اطمینان اور راحت حاصل کرے یا کوئی نیک انسان ایسا نہیں جس کا نفس نیکی کرنے پر اسے ملامت کرے یا اس پر لعنت بھیجے اگر ایسا کبھی نہیں ہوا ہے کہ کوئی شخص کسی قابل رحم مظلوم پر رحم اور مہربانی کر کے

آدم اور یشیمان ہو تو ایسا بھی کبھی نہیں ہوا ہے کہ کسی نے بے ظلم اور سزا دہنی،
 عصیت و عدوان، اور درندگی و بہیمیت کا ارتکاب کر کے اطمینان
 اور سرور قلبی حاصل کیا ہو اور اس کے دل نے اس پر ہزاروں لعنتیں
 بھیجی ہوں تو پھر یہ کیا ہے کہ ایک کام جو بظاہر پر لطف اور لذت خیز ہے،
 اور گو اُسے برا کہا جاتا ہے، پر اُسے کوئی نہ دیکھنے والا ہے، اور نہ اس پر کسی
 انسان کی گرفت یا ملامت کا خوف ہے، اُسکے ارتکاب کرنے والے پر اُسکا
 نفس نفرین بھیجتا ہے اور ایک ایسا کام جو صعوبتون اور مشقتوں سے
 بھرا ہوا ہے، اور بظاہر نہ اس میں کوئی فوری نفع ہے، اور نہ کسی انسان
 سے اس میں عوض نیک یا کم از کم زبانی تعریف ہی کی توقع کی جاسکتی ہے،
 اس کے کرنیوالے کو اس کا نفس شاباش کہتا ہے اور اس کے دل میں
 ایسے کام کو کرنے کے بعد خود بہ خود ایک سرور اور لطف کے جذبات پیدا ہوتے ہیں،
 کیا یہ حقیقت اپنے اندر ایک عبرت انگیز صدا نہیں رکھتی اور کیا نفس کو کام
 کی پہستی اپنی خاموش آواز میں نہیں بتا رہی ہے کہ انسان کو فطرت نے
 خود ایک ایسی قوت دے دی ہے جو اگر صحیح حالت میں ہو تو ہر کام کے اچھے
 اور برے ہونے کا فیصلہ کر سکتی ہے، اور یہ قوت ہمیشہ اسی لئے دی
 گئی ہے کہ انسان اس کے ذریعہ سے نیکی اور بدی میں تمیز کر لیا کرے
 پس اس نفس کا یہ فیصلہ اور اچھے کام پر اس کا مبارک ہادینا اور
 برے کام پر اس کا نفرین کرنا بتا رہا ہے کہ جزا اور عزا ضروری حقیقت
 ہے انسان کا کوئی اچھا اور بُرا کام جب اچھائی اور برائی سے خالی
 نہیں تو یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی اچھا یا بُرا کام بے نتیجہ اور بے انجام
 رہ جائے، اگر نفس کے اس فیصلہ کے بعد بھی جزا و سزا کا عمل جانا ممکن ہے،

اگر اچھے اور برے کاموں کے اچھے اور برے بیٹے کے باوجود بھی قصہ
 و سزا بے معنی حقیقت ہے، تو پھر نفس کا یہ فیصلہ جو یقیناً صحیح ہے
 نکلنا ہوا جاتا ہے، کاموں کا اچھا اور بُرا ہونا ہی بے معنی ثابت ہوتا
 کوئی حق نہیں کہ کوئی کسی درخت کو اچھا کہے اگر اس کا پھل شیریں
 یا کسی درخت کو بُرا کہے اگر اس کے پھل تلخ ہیں، پس ہم کامِ مرغوب
 اور ناپسندیدہ ہونا، یعنی ایک کی تعریف اور دوسرے کی مذمت
 جو درختوں سے ہوتی ہے کہ ایک کا پھل پر لطف اور دوسرے کا بد مزہ
 کیا اس کے بعد بھی جزا و سزا ہر کے ضروری ہونے میں کوئی شک
 یا گمان باقی رہتا ہے؟ اور قیامت کے آنے سے کوئی انکار کر سکتا ہے؟

خدا کی قدرت سے حشر و نشر کا ثبوت

وَسَيُؤْتِي السُّبْحَانَ الْإِنْسَانَ أَنْ تَنْجِعَ عِظَامَهُ،

کیا انسان کو بچھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں نہ اکٹھا کرینگے،

(۳۴) بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَنْ نَسُوِيَ بَنَانَهُ،

کیوں نہیں! ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کے پورے پورے درست کر دیں

جب یہ ظاہر ہے کہ اس دنیا میں انسان کے مرنے کے بعد بھی اس کے

کاموں کے آثار باقی رہتے ہیں، اور ان اچھے یا برے کاموں کا سلسلہ

کسے دوسرے کی موت کے بعد بھی دنیا میں جاری رہتا ہے، اور جب تک

دنیا کا یہ دور موجود ہے، پوری جزا و سزا کا موقع ہے، تو اگر نفس کے

فیصلہ کے مطابق جزا و سزا ضروری ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ اس دنیا

کی انتہا ہو، اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے دنیا تمام انسان زندہ کر کے

کھنے کے جائیں اور پھر اپنی زندگی کی کوششوں کے نتیجہ پائیں، تو لے لوگو
 جو اس دو بارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہو، اور اس پر شبہات پیش
 کرتے ہو، کیا تم خدا کو مانتے ہوئے بھی اس حقیقت سے انکار کرنے کی جرأت
 کرتے ہو، اور اس کی محیط قدرت کو بحول جاتے ہو، اور یہ نہیں دیکھتے کہ
 ہم نے تمام دنیا کو زمین و آسمان کو سمندر اور پہاڑ کو اور ایسے عظیم الشان
 سیاروں کو کہ کچھ بھی نہ تھے پیدا کر دیا، جب ہم میں غیر متناہی قوت ہی
 تو کیا ہم اس مشیتِ خاک۔ اس انسان کی ہڈیوں کو گو وہ مٹی میں
 مل کر فنا ہو چکی ہوں، مجتمع کر کے پھر ہڈی نہیں بنا سکتے، ہم ضرور
 ایسا کر سکتے ہیں، بلکہ ہم کو قدرت ہے کہ پھر اس کے جوڑ جوڑ اور پور پور
 درست کر کے اسے ویسا ہی چلتا پھرتا انسان بنا کھڑا کریں، جیسا وہ
 پہلی زندگی میں تھا، جب ہمارا علم کامل ہے، تو گو اس کے اجزا کہیں منتشر
 ہو جائیں، ہمارے علم سے باہر نہیں اور جب ہمیں پوری قدرت ہے
 تو گو وہ بدل کر کچھ سے کچھ ہو جائیں ہم انہیں جیسا چاہیں جس وقت
 چاہیں پھر بنا سکتے ہیں،

دعا بَلْ يَرِيئُ الْإِنْسَانَ لِيَفِجُرَ أَمَّا مَلَأَ يَسْئَلُ أَيَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟
 بلکہ انسان چاہتا ہے کہ پتے آگے بدکاری کر رکھو، وہ پوچھتا ہے کہ روز قیامت کب ہوگا؟
 اصل بات یہ ہے کہ انسان چونکہ انجام سے غافل ہے اور چونکہ وہ دنیا میں
 سرکشی اور درندگی کی زندگی بسر کرتا ہے، اس لئے جزا و سزا
 اور قیامت کے آنے کا ذکر اس کے نزدیک قصہ اور کہانی سے زیادہ اثر
 نہیں رکھتا، چونکہ عذاب کا خیال اور دوزخ کا ڈر انہیں ان کافرانوں اور
 ناجائز زندگیوں سے روکتا ہے، اور ان کی اس قانون شکن زندگی سے

خلل انداز ہو گیا ہے اس لئے ان کی طبیعت کبھی غورا اور اطمینان سے
 قصہ جزا و سزا سننے کی طرف مائل ہی نہیں ہوتی، اور یہی وجہ ہے کہ باوجود
 اس قدر صاف اور واضح امر ہونے کے اور باوجود اس قدر مدلل اور
 دلنشین طرز بیان کے یہ بات ان کے دلوں تک نہیں پہنچتی ہے،،،،
 بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک نہایت ظاہر کھلی اور بیداری بات جیسی
 ایک بچہ بھی نہایت آسانی سے سمجھتا اور مان لیتا ہے اسی بات کو ایک
 بڑا اور سمجھدار انسان محض نفرت اور غصہ سے اندھا ہو کر نہیں سمجھ سکتا،
 تو چونکہ انسان نے اپنی زندگی کے لئے کوئی صحیح راہ تجویز نہیں کی ہے
 اور اس نے گو اپنی امیدوں اور اپنے خیالات کے پہاڑوں کے سر بفلک بنا
 رکھا ہے، پر اس نے اب تک اپنی زندگی کا کوئی ایک مقصد اور کوئی نصب العین
 نہیں مقرر کیا ہے، بلکہ عموماً سرکش لوگوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ دنیا میں
 درندے بن کر رہیں، اور انسانیت کے لازمی اور فطری قوانین کو توڑ کر
 ایک نہایت بیہودہ زندگی بسر کریں اسی لئے وہ اب تک مسئلہ جزا و سزا
 پر ٹھنڈے دل سے غور نہ کر سکے ہیں، اور اسی وجہ سے جب قیامت کا
 ذکر کیا جاتا ہے، اور انہیں اس کے ہولناک واقعات اور درد انگیز سختیوں
 سے ڈرایا جاتا ہے تو اپنے ان ہی بیہودہ خیالات میں سر اٹھا کر منستے ہوئے
 پوچھتے ہیں اچھا یہ تو فرمائیے وہ روز قیامت کب آئے گا، اور اس کیلئے
 کتنے دن باقی ہیں؟ اصل مقصد اس سوال سے اس واقعہ کا انکار
 کرنا اور اس کی ہنسی اڑانی ہے، اگر کام کی طرف ان کو توجہ ہوتی، تو
 اس قسم کے لغو اور بے معنی اسوالا نہ کرتے بلکہ اس خبر سے ڈر کر کانپ
 اٹھتے اور اپنی ان سرکشوں سے بالکل باز آجاتے،

(۸) وَإِذَا بَرِقَ الْبَصْرُ (۹) وَخَسَفَ الْقَمَرُ (۱۰)
 توجہ الگم غیرہ ہو جائے گی، اور چاند میں گہن لگے گا،،
 وَجَمَعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ (۱۱) يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ
 اور سورج چلنے لگے ہو جائے گا، اس دن انسان کہے گا کہ بھانگے
 آئین المصرا،،

کی جگہ کہاں ہے،

ہاں جو لوگ آج قیامت کا وقت پوچھتے ہیں، اور اس کی منسی اڑاتے ہیں،
 ان پر واضح رہے کہ جب اس دنیا کے فنا ہونے کا وقت آئے گا، اور جب وہ
 گھڑی آپہونے کی جس میں انھیں شک ہے اس وقت ان کی آنکھیں خیرہ
 ہو جائیں گی، تمام موجودہ انتظام توڑ دیا جائے گا اور چاند جو آج چمکدار نظر آتا ہے
 اس دن بالکل بے نور ہو جائیگا، تمام سیارات اپنے اپنے مدار سے ہٹ
 جائیں گی، ان سیارات کی آپس کی کشش ایک دوسرے کو اپنے اندر جذب
 کرنا چاہے گی، اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آفتاب اور چاند دونوں اکٹھا ہو جائیں گے
 ان عظیم الشان اجسام کے آپس میں ٹکرانے سے تمام چیزیں ٹکڑے ٹکڑے
 ہو جائیں گی، زمین بھٹ جائیگی، پہاڑ اڑ جائیں گے سمندر جو آج نوکر و زمیل کی دوری
 کے باوجود سورج کی گرمی سے متاثر ہو کر بخارات اوپر بھجھتا ہے اس دن
 جب آفتاب کی کشش اسے اپنے قریب کھینچ لے گی، یقیناً کھو لکر آگ ہو جائیگا
 پھر وہ کچھ ہو گا جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور دل دہکن
 جاتا ہے، اور ہوش فنا ہونے لگتا ہے، پس اس وقت انسان کو اپنے
 اس سوال کا حقیقی جواب مل جائے گا، اور اسے ساری حقیقت معلوم ہو جائیگی
 اور اس وقت وہ بدحواس ہو کر پکارے گا کہ ہائے کون سی جگہ ایسی ہے

جہاں بھاگ جاؤں،

(۱۱) کَلَّا لَا وَتَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقِرَّ

ہرگز نہیں! کوئی جا پناہ نہیں، اس دن تیرے خداوند کی طرف ٹھہرنا ہوگا،

(۱۳) يٰۤاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمْتَ اٰخِرًا

اس دن انسان کو خبر دیا جائیگی جو اس نے پہلو کیا ہے اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا ہے

مگر یاد رہے کہ وہاں کوئی بھاگ نکلنے کی جگہ نہیں ہوگی، کوئی جائے پناہ نہیں

ہوگی، وہ دن اسی لئے ہوگا کہ انسان اپنے خداوند کے جلال و جبروت کے دربار

میں حاضر کیا جائے اور جو کچھ اس نے اس زندگی میں کما لیا ہے جو کچھ اچھے یا برے

کام اس نے کئے ہیں سب اس کو معلوم کرادے جائیں گے اور اس کے تمام

کارنامے اس کے پیش نظر ہونگے، اور جس آنے والے جزا و سزا سے وہ آنے والا

ہے، وہ واقعہ اس کے سامنے آجائے گا، پھر اس دن اس کی یہ سرکشی اور

غرور اس کے یہ مال و دولت اور اس کی یہ قوت و سطوت کچھ کام نہ آئیں گی،

اور وہاں سارے دنیاوی تعلقات بے سود ثابت ہونگے،

(۱۴) بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰۤی نَفْسِهٖٓ بَصِيْرٌ (۱۵) وَاَلْقَىٰ مَعَاذِ رَبِّكَ

بلکہ انسان خود اپنے اوپر حجت ہوگا، گو وہ اپنے عذر پیش کرے،

اس دن سارے عذر بے کار ہونگے، انسان خود اپنے اوپر گواہ ہوگا، اسکے

تمام اعمال و افعال، اس کی حرکت و سکون جو اس نے دنیا میں کئے ہیں،

اس دن وہاں موجود ہونگے، کیونکہ جب انسان کی آواز موجود رہتی ہے،

اور معدوم نہیں ہو جاتی، جب خود انسان کو اتنی قوت ہے کہ اپنی گزشتہ

زمنے کی بولی بولی بات کو پھر اسی آواز سے سینکڑوں دفعہ سن سکتا ہے

تو اس کے اعمال و افعال جو اس کی باتوں اور آوازوں سے زیادہ قوی اور

یہاں ہمیں بس یہ معلوم ہو سکتی ہیں، یقیناً وہ سب اپنی جگہ پر موجود ہیں، اور خدا جب چاہے انسان کی زندگی کے تمام حرکات کو جو موجود ہیں اس کے سامنے لے آئے گا، پھر خود اس کے ہاتھ پاؤں، اس کی آنکھ اور اس کے تمام قوائے عمل خود شہادت دینگے کہ اس نے دنیا میں کیا کیا پس اسے معلوم رہنا چاہئے کہ جب خود اس کی مستی، اس کے اعضا، اور اس کے وہ اعمال جو اس نے کئے ہیں، اس دن اُسکے اوپر شہادت دینگے، تو کونسا عذر ہو سکتا ہے، جو وہ اپنی برات کے لئے پیش کر سکے گا،

(۱۶) لَا تَحْزَنْ بِرِسَالَتِكَ لِنَجْعَلَ بِهَا دَلِيلًا لِّكَ إِنَّا عَلِيمًا

تو اپنی زبان اس کے ساتھ نہ بنا کہ اس میں جلدی کرنے لگے، اس کا جمع کرنا
جَمَعًا وَقُرْآنَهُ (۱۸) فَإِنَّا قَرَأْنَا مَا فَاتَبَعُ قُرْآنَهُ

اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمہ، تو جب ہم اسے پڑھیں تو تو اُسکو پیٹھوں کی

(۱۹) نَسْرَاتٍ عَلَيْنَا يَا نَبِيُّنَا،

پیروی کر کہ پھر ہمارے ذمہ اس کا بیان کر لے،

ان آیتوں میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جملہ معترضہ کے طریقہ پر ایک خاص حکم دیا گیا ہے، وہ یہ کہ آنحضرت قرآن نازل کئے جانے کے وقت اس خیال سے کہ وہ پوری طرح ذہن نشین ہو جائے بیچ بیچ میں خود بھی پڑھنے لگتے، خدا نے اس سے منع فرمایا، نزول وحی کے بیچ میں نہیں پڑھتے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور نہ اس جلدی کی حاجت ہے، قرآن کا جمع کرنا لوگوں کی زبانوں سے اس کا پڑھنا، اور پھر اس کے معنی اور مطالب کا بیان کرنا سب ہمارے ذمہ ہے، ہم خود بہترین انتظام اسکا کرینگے، تم نزول وحی کے وقت نہایت اطمینان اور غور سے اسے سننا اور

جب نزول وحی ختم ہو چکے، تو اس کو دہراؤ، اور اس طرف سے پوری طرح
 اطمینان رکھو، کہ قرآن کی اشاعت اور حفاظت اس کی جمع و ترتیب
 وغیرہ سب کا ہم وعدہ کرتے ہیں، یعنی یہ کہ ہم ان تمام امور کا پوری
 عہدگی کے ساتھ انتظام فرمائیں گے، لہذا اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے
 بیچ میں پڑھتے جانے کی کوئی ضرورت نہیں، جب ہم اسے نازل فرمایا ہے
 تو ہم تمہارے ذہن میں محفوظ بھی رکھ سکتے ہیں، یہ وعدہ مختصر لفظوں میں
 ایک اور جگہ بھی ذکر کیا گیا ہے،

بیشک ہم نے ذکر کو نازل فرمایا، اور بیشک اسکی انما نحن نزلنا الذکر وانا لک حافظون
 حفاظت کرنے والے ہیں،

چنانچہ دنیا کی آنکھوں نے لیا کہ جس طرح کی حفاظت اس روئے زمین پر
 اس قرآن کی، کی گئی ہے، اور کوئی کتاب نہیں جو اس امر میں اس کی ہم
 سری کرنے کے لئے سراٹھا سکے، آج ساری دنیا کو پرخیر ماننا پڑتا ہے کہ اس
 قرآن کا ایک ایک جملہ ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف وہی ہے۔ جو
مصحف نامی پیغمبر **صلی اللہ علیہ وسلم** پر نازل کیا گیا ہے،
 پھر اس کی حفاظت کا خدا نے صرف یہی انتظام نہیں کیا، کہ ہر زمانے میں
 کثرت سے اس کے نسخوں کی اشاعت ہوتی رہی بلکہ ایسی حکمت بالغہ
 نے انسان کے صفحہ دل کو قرطاسِ خدا ساز بنایا، اور شروع اسلام
 سے لیکر آج تک ہر زمانہ میں دنیا کے اسلام کے ہر گوشہ میں اس
 کثرت سے اس کو زبانی یاد رکھنے والے پیدا ہوتے گئے ہیں، کہ اگر آج
 خدا انکو اسستہ قرآن کا کوئی مکتوب نسخہ دنیا کے پردے پر نہ ملے تو بھی اسکی
 اشاعت میں نہ کوئی کمی ہو سکتی ہے اور نہ کوئی اس موقع سے نفع اٹھا کر

اس میں رد و بدل کر سکتا ہے، کیونکہ وہ ہر وقت اتنے لاکھوں اور کڑورو
 دلوں میں حرف بحرف نقطہ بہ نقطہ شوشہ بہ شوشہ موجود ہے جس کی نظر
 دیکھنے سے دنیا کی آنکھ آجتک باوجود اس قدر عمر ہونے کے محروم ہے،
 اور ساری عمر محروم رہے گی۔ یہ ایک جملہ معترضہ تھا جو وقت کی ضرورت
 کی وجہ سے بیچ میں لایا گیا تھا اب پھر اصل مطلب شروع ہوتا ہے،
 (۲۰) کَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَاتِ وَتُذَرُّونَ الْآخِرَةَ،
 ہرگز نہیں بلکہ تم جلدی کی چیز پسند کرتے ہو، اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو،

جب انسان کے تمام حرکات و سکنات اپنی جگہ موجود ہیں اور اس بڑے
 دن سب کے سب انسان کے سامنے پیش کر دیے جائیں گے، اور خود اس کے اعضا
 اس کے خلاف شہادت دینگے اور کوئی عذر یا کوئی حیلہ وہاں کارآمد ثابت
 ہوگا، تو پھر انسان کو غفلت کرنے کا کوئی ناموقعہ ہے، یا سرکشی اور تمرد پر اڑے
 رہنے کی اس کے دل میں کس طرح جرأت ہے، کیا کوئی سمجھ دار یہ سن کر کہ فلاں جگہ
 شیر آیا ہوا ہے وہاں جانے کی جرأت کر سکتا ہے یا کیا سخت پیاس میں تڑپنے
 والے بیتاب پیاس سے کو کسی نے دیکھا ہے کہ ٹھنڈے پانی سے بھاگا جا رہا ہو
 جب ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے تم عقل اور سمجھ رکھتے ہوئے مفید اور
 مضر کی حقیقت سمجھتے ہوئے، اچھی باتوں سے گریز کرتے ہو، اپنی آئیہ والی
 دائمی زندگی کی راحت اور کامیابی کے طریقوں کو برتنے سے بھاگتے ہو،
 اور اس راہ پر نہایت خوشی اور اطمینان سے تیز جا رہے ہو جو اچھا نہیں بلکہ
 اور تباہی، ذلت و ناکامی، درد و عذاب کے دائمی غارِ جہنم میں پہنچانے والی
 ہے، اصل بات یہ ہے کہ تم نے ضروری کو غیر ضروری اور غیر ضروری کو ضروری
 سمجھ لیا ہے، و سبیلہ کو مقصد بنا لیا اور اصل مقصد کو تم نے پس پشت

ڈال رکھا ہے، فاقی اور جلد ختم ہو جانے والی دنیا میں لذتیں کچھ وہ دل اس لئے
 تھیں کہ تم ان سے لطف و نفع اٹھا کر اصلی اور دائمی کامیابی اور مطلق حاصل کرنے
 کے کام کرو اور ان اسباب و ذرائع سے کام لیکر اپنی مستی کو اس قابل بنائے کہ
 کہ جو تمہارا اصل کار زندگی ہو اسے پوری طرح مکمل کر سکو، تم نے ان لذتوں میں
 پڑ کر اپنی مستی کو حقیقت کو دل سے اس طرح بھلا دیا گیا کہ تمہیں اپنی ضرورتیں پہلی
 موت بھی پیش نظر نہ رہی اور آخرت کے خیال سے تمہارے دل اس قدر آشنا
 ہو گئے کہ جب خدا کی طرف سے ایک یاد دلانے والا تمہارے پاس آیا تو تم
 نے اس کے خیال کی اس طرح ہنسی اڑالی جیسی ایک نہایت ہی مہمل اور لغو
 اور بیہودہ بات کی ہنسی اڑالی جاتی ہے پس تم ان حقیقتوں کو دیکھو اور پھر
 اپنے دردناک انجام کو سوچو اور اپنے حق میں خود فیصلہ کرو کہ تم آخرت میں کس
 بر تلافی مستحق ہو،

(۲۱) وَجُوهٌ يُّؤْمِنُ تَابِرَةٌ (۲۲) اِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

پس جو لوگ آج اس دنیا میں اپنی حقیقت اور ہستی کو سمجھ کر اپنے فرائض کو پورا کریں گے اور بڑے انجام سے ڈر کر اپنی کامیابی کا سامان کریں گے، وہ اس دن اس آرام میں اور آسائش اور فرحت و مسرت میں ہوں گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی دل کی قوت متخیلہ کی بلند پروازی اس تک پہنچ سکتی ہے، وہ اپنے خداوند خدا کے رحمان و رحیم کے لطف دیدار سے بہرہ اندوز ہوں گے، جو ایک انسان کی کامیابی کی سرچش

کتے ہی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے خدا کی طرف دیکھتے ہوئے،
 (۲۳) وَجُوهٌ يُّؤْمِنُ كَابِرَةٌ (۲۴) تَنْظُرُ اَنْ يَّفْعَلَ
 اور کتنے ہی چہرے اس دن بڑے ہی ہونے ہوں گے، لگان کرتے ہوئے کہ ان کے ساتھ کرتوت
 پس جو لوگ آج اس دنیا میں اپنی حقیقت اور ہستی کو سمجھ کر اپنے فرائض کو
 پورا کریں گے اور بڑے انجام سے ڈر کر اپنی کامیابی کا سامان کریں گے، وہ اس
 دن اس آرام میں اور آسائش اور فرحت و مسرت میں ہوں گے جو نہ کسی
 آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی دل کی قوت متخیلہ کی
 بلند پروازی اس تک پہنچ سکتی ہے، وہ اپنے خداوند خدا کے رحمان و رحیم
 کے لطف دیدار سے بہرہ اندوز ہوں گے، جو ایک انسان کی کامیابی کی سرچش

اور جنہوں نے یہاں غلطیاں کیں، اور اس پر اڑے رہے اور ساری زندگی
 خدا کی نافرمانی اور اپنے فرائض سے غفلت میں گزاری، وہ اس دن برے
 حال میں ہونگے ان کے چہرے بگڑے ہوئے ہونگے اور دردناک عذاب انہیں
 ملنے والا ہوگا اس کا تصور کر کے ان کا رنگ فق ہو رہا ہوگا، کیونکہ جب ان کی
 زندگی بری گزری تو وہاں برے انجام اور درد و دکھ کے سوا ان کے لئے
 اور کچھ نہیں، کیونکہ ان کو عقل اور سمجھ دی گئی انکھیں دی گئیں اور پھر ان
 سب کے بعد خود انہیں بروقت نصیحت بھی کی گئی سمجھا یا بھی گیا، برے کاموں کی
 سزا سے ڈرایا بھی گیا، اب بھی وہ نہ باز آئے تو وہ بتائیں کہ وہ سزا کو کب سے نہیں

(۲۵) کَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ (۲۴) وَقِيلَ لَهَا

نہیں! جبکہ وہ (روح) منسلک ہو چکی، اور کہا جائیگا کہ کون

راق (۲۷) وَطَنَ إِنَّكَ الْفِرَاقُ (۲۸) وَالْتَفَتِ

بھاڑ پھونکے ہو، اور وہ سمجھ کر جواب دیتی ہے، اور پتہ لگا پتہ ملی چھٹ

السَّاقِ بِالسَّاقِ (۲۹) إِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقِ

جائے، اس دن تیرے خداوند ہی کی طرف چلنا ہو گا،

جو دنیاوی لذتوں میں یہاں کی جلد فنا ہو جانے والی لذتوں میں منہمک ہو کر
 آخر سے، اس کے عذاب سے، اور دوزخ کی دردناک تکلیفوں سے یعنی
 اپنے بُرے انجام سے بے فکر ہو گئے ہیں، وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ دنیا اور
 اس کے لطف و مزے ہمیشہ کے لئے ان کا ساتھ دینے والے ہیں یا وہ
 ہمیشہ ان مزوں سے لطف اندوز ہونگے، ہرگز نہیں! کیا روزانہ سیکڑوں
 واقعات ان کی آنکھوں کے سامنے ایسے نہیں ہوتے جن سے انہیں عبرت
 حاصل ہو، کیا انہوں نے کبھی کسی کو مرتے ہوئے نہ دیکھا جو یہ سمجھیں کہ وہ

خود بھی مرنے کا نہیں ہیں، یا کیا انھوں نے کسی انسان کو اس موت کے ذریعہ
 پنجہ سے چھوٹا ہوا بھی دیکھا ہے جو انھیں اپنے متعلق اطمینان ہے، جب
 روزانہ سیکڑوں آدمی مرتے رہتے ہیں، اور خود انھیں بھی اس موت سے
 سابقہ طریقہ، اور ایک وقت آئے گا، جبکہ ان کی جان حلق میں آہو چھینگی، اور
 لوگ ہر طرف سے دواسے نا امید ہو کر پکارینگے کہ ہائے کوئی ایسا بھی ہے جو
 بھار پھونک کر اسے اچھا کر سکے، اور وہ خود سمجھ لینگے کہ بس اب روانگی کا
 وقت آگیا، اور تمام اعضائے حس و حرکت ہو جائینگے، تو اس دن اسی خدا
 کی طرف واپسی ہوگی جس سے زندگی بھر منہ موڑے رہے اور جس کے امر و نہی
 پر انہوں نے سر نہ رکھا، واقعی اگر انسان صرف اسی موت پر غور کرے تو یہی
 ایک تازیانہ ہے جو اس کو غفلت کی تیند بیدار کر دینے کے لئے اور یہی تلک
 ناصح ہے جو اس کو دنیا کی ہستی اور اس زندگی کی فانی اور ناپائیدار لذتوں
 کی حقیقت سمجھا دینے کے لئے کافی ہے،

(۳۰) فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى (۳۱) وَلَكِنْ كَذَبٌ وَتَوَلَّى

تو نہ اس نے سچ مانا اور نہ نماز پڑھی، بلکہ اس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا
 (۳۲) ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَمُتًا (۳۳) أَوَّلَىٰ لَكَ فَؤُودِي

پھر وہ اگرتا ہوا اپنے گھر چل دیا، تو تجھ پر واسے ہے پھر واسے ہے

(۳۴) ثُمَّ أَوَّلَىٰ لَكَ فَؤُودِي،

پھر تجھ پر واسے ہے پھر واسے ہے،

مگر انسان کی سرکشی دیکھو کہ موت کی اس صدائے ہولناک میں بھی اسکے لئے کوئی

نصیحت نہیں ہوتی اور روز کے ان صد ہا واقعات میں بھی اسکے بھارت

دل کے لئے کوئی عبرت نہیں ہوتی اور باوجود اس کے وہ اپنی آنکھ

روزانہ اپنے ہی جیسے لوگوں کو دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتے ہوئے
 دیکھتا ہے پر اپنی موت کی بیکسی کا منتظر اس کے پیش نظر نہیں ہوتا اور اس
 پیغامِ نجات۔ قرآن اور خدا کے بھیجے ہوئے اس خیر خواہ ناصح کو اپنے سرو
 اور آنکھوں پر نہیں بیٹھاتا اور اس خدا کی تسبیح و تقدیس نہیں کرتا جس نے
 اسے انسان بنایا ہے اور اسکے آگے سجدے میں سر نہیں رکھ دیتا جو اس کی
 زندگی کی تمام چھوٹی اور بڑی ضرورتوں کو اس کی نافرمانیوں اور سرکشیدوں کے
 باوجود محض اپنی رحمت سے ہر وقت پورا کرتا رہتا ہے بلکہ وہ خدا کی تعلیم کو
 جھٹلاتا ہے اور پیغمبر کی نصیحتوں سے بھاگتا ہے، اور اپنے اس ابلبسا نہ عمل
 پر خوش ہو کر اکر تا ہوا ظہر چل دیتا ہے گویا کہ موت سے اس نے صلح کر لی ہے
 یا گویا فرشتہ اجل نے اسے اطمینان دلادیا ہے، اور گویا دنیا اس کی دائمی
 رفاقت کے لئے ہے، تو اسے سرکش اور اسے خدا کی کبریاء و جبروت سے باغی
 انسان تیری سمجھ پر واسطے ہے اور تیرے ہوش و خرد پر افسوس اور تیری عقل پر
 لعنت کہ تو اپنے لئے خود نیا ہی کا سامان کر رہا ہے اور خود اپنے کو جہنم کی
 بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف گھسیٹ رہا ہے،

۵۵) اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يَتْرُكَ سُكْرًا

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ بے کار چھوڑ دیا جائے گا،

اسے وہ انسان جسے اپنی زندگی کے چند باقی ماندہ دنوں پر اس قدر بھروسہ
 اور اطمینان ہے کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ موت تجھے چھوڑ دیگی یا کیا تو یہ سمجھتا ہے
 کہ مگر خدا کے قبضہ قدرت سے باہر ہو جاویگا یا کسا تیرا خیال ہے کہ تیری اتنی
 بڑی اہم زندگی چند سال کی مدت ختم کر کے ہمیشہ کے لئے بالکل معادوم اور
 نیست و نابود ہو جائیگی، نیکی اور بدی میں انجام کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہ ہوگا

اگر نیکی اور بدی، نیکی اور بدی ہے اور یقیناً ہے اگر اچھے کام ہے اور برے کام برے ہیں، اور ضرور ہیں، تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ انسان مرد و عورت اور اسکے نیک و عمل کا ممتاز نتیجہ نہ لکھے

(۳۷) اَلَمْ يَكُ نُطْفَةٌ مِّنْ مَّنِيٍّ يُمْنِي (۳۸) ثُمَّ كَانَ عَلَقًا

کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو ٹپکا دیا جاتا ہے، پھر وہ خون بستہ بنا پھر

فَخَلَقَ فَسَوَّى (۳۹) فَجَعَلَ مِنْهُ النَّسْرَ وَجِبِينَ الذَّكَرِ

اس نے پیدا کیا پھر درست بنایا، پھر اس مرد و عورت جو بنا بنا پایا،

وَالْاُنْثَى (۴۰) اَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَدِيرٍ عَلٰى اَنْ يَّخْتِىَ الْمَوْتِ

اور لڑکی، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردہ کو زندہ کرے

انسان جو اپنی دوبارہ پیدائش کو بعید سمجھتا ہے، کیا وہ اپنی پہلی پیدائش پر غور نہیں کرتا، کیا وہ ایک ناچیز قطرہ نہ تھا جو ایک جگہ ڈال دیا گیا، پھر وہ خون بنا، پھر وہ گوشت اور ہڈیوں کا مجموعہ بننے کے بعد انسانی صورت میں ڈھال دیا گیا پھر نظام عالم کی ضرورت کے مطابق اس کو مرد یا عورت بنا یا گیا، تو کیا جو خدا سے قادر و توانا ایک ناچیز قطرہ کو اس حیثیت سے بڑھا کر اشرف المخلوقات کی حیثیت تک پہنچا سکتا ہے، وہ پھر اسی انسان کے منتشر ذرات کو اکٹھا کر کے پھر انسان نہیں بنا سکتا ہے اور پھر اس میں روح ڈال کر اسے زندہ نہیں کر سکتا ہے ضرور اور یقیناً نہایت آسانی سے جب چاہے ایسا کر سکتا ہے،

سورہ دھن

مکی - ۳۱ - آیتیں

بہلی سور میں قیامت کے چند ہولناک واقعات بیان کئے گئے تھے اس پر دلیلیں دی گئی تھیں اچھوں اور بروں کی اس دن جو حالت ہوگی اس کا مختصر تذکرہ تھا پھر آخر میں خدا کی قدرت سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ انسان کو وہ ضرور دوبارہ پیدا کر سکتا ہے اب اس سورت میں اول انسان کی ہستی کی حقیقت دکھائی گئی ہے اور اس ضمن میں خدا کی قدرت اور اس کے احسان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس نے ایک بمقدار ذرہ کو جاہلہ انسانیت پہنا کر اسے سننے اور دیکھنے کی قوت دی، ایسا سننا اور دیکھنا نہیں جیسا حیوانات میں ہے بلکہ وہ دیکھنا اور سننا جس نے اس کو تمام جاندار اور بے جان مخلوق پر افضلیت اور اشرافیہ کا امتیاز بخشا اور چونکہ انسان کے مکلف ہونے کی علت یہی بصیرت یا عقل ہے اس لئے وہیں بتا دیا ہے کہ ہم نے اسے یہ قوتیں اسی لئے دی ہیں کہ اس کا امتحان لیں کہ وہ ان قوتوں سے کس طرح کام لیتا ہے پر چونکہ صرف عقل کافی نہیں دنیا کے بیرونی مؤثرات اور خارجی موانع عقل پر اثر ڈال کر اس کو صحیح فیصلہ کرنے سے روک دیتے ہیں اور صحیح راہ اس کی نظروں سے بالکل مخفی کر دیتے ہیں اور وہ اس تاریکی میں پڑ کر نہیں طے کر سکتی کہ سیدھی راہ کد ہے اس لئے ضرورت ہے کہ خدا اسے کوئی روشنی بھی عطا فرمائے وہ روشنی ایسی ہو کہ قدم قدم پر اسے سیدھی راہ چلنے میں مدد دے، اسی لئے تیسری آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب ہم نے

اسے قوتیں دیں اور آزمائش چاہی تو اسے ہم نے سیدھی راہ بتا دی
 جس میں چل کر اسے کامیابی کی منزل تک پہنچ جانا چاہیے یہ ہدایت خدا
 کی وحی ہے جو وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ہاتھ انسان کے پاس بھیج
 رہا ہے اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ اب جو کوئی اچھلے یا برا عمل کرے گا اسے
 جزا یا سزا بھگتنی پڑے گی کیونکہ اب کوئی عذر قابل سماعت نہیں رہا
 اس کے بعد پھر اچھے لوگوں کے ان کاموں کا تذکرہ ہے جن سے وہ نجات
 پائے اور پھر تفصیل کے ساتھ ان کے عمدہ انجام کی تصویر دکھائی گئی ہے
 جب اس طرح انسان کو اس کی ہستی کی حقیقت دکھا کر یہ مخصوص کر دیا
 گیا ہے کہ اس خدائی امتحان میں کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک تم اسکی
 پیروی نہ ہوئی ہدایت پر نہ چلو اور تم عمدہ انجام نہیں حاصل کر سکتے جب تک اپنے
 دیکھنے اور سننے کی قوت سے وہ کام نہ لو جس کے لئے یہ قوتیں دی گئی ہیں،
 تو آخر میں قرآن مجید کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یہی وہ آسمانی روشنی ہے
 جو تمہیں اور تمہاری عقل کو سیدھی راہ دیکھا سکتی ہے یہی وہ مکمل اور ختمی
 حقیقت ہے جو دنیا کی تاریکی میں ایک روشنی ہے جو عقل کے لئے ایک
 صحیح راہ نما اور قوائی عملیہ کے لئے ایک صحیح راہ بتانے والی ہے، اور جو انسان
 اپنے خدا تک کامیابی سے پہنچ جانا چاہے اس کے بتائے ہوئے طریقہ
 چل کر پہنچ سکتا ہے، اور پیغمبر کو حکم دیا گیا ہے کہ تم جو خدا کے مکمل اور ختمی
 پیغام کے حامل ہو، اپنے خدا کے احکام کی لطاعت ان کی تبلیغ، ان کی اشاعت
 حمایت، ان کی نشر و دعوت میں صبر کئے رہو، ثابت قدمی دکھاؤ، بہتر سے
 بد معاش، بدکار، اس کی مخالفت کرینگے ان تمام رکاوٹوں اور ان تمام
 موانع سے بہادرانہ مقابلہ کرو اور اپنے مقصد سے منہ موڑو، اپنا کام کرنا

حال میں نہ چھوڑو، اور اس کے حکم سے کہ انسانی زندگی کے اعلیٰ ترین مقصد
 یا خدا سے غافل نہ ہو، صبح شام اسی میں لگے رہو، خصوصاً رات میں جب
 تم اپنے دن کے اہم فراموشی سے فارغ ہو تو اپنے خداوند کی یاد میں رات کا
 اکثر حصہ گزارو، پھر کہا گیا ہے کہ لوگ غافل ہیں، آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے
 ہیں، اہم سے، ہماری قدرت سے، اپنی ہستی کو ناواقف ہیں تم قرآن لیکر ان کو
 آدمی بناؤ، سمجھاؤ، ابھی وقت ہے کہ وہ راہ پر آجائیں ورنہ جب ہم دیکھینگے
 کہ پیمانہ لبریز ہو گیا تو ہمیں اس کی قدرت ہے کہ ان کو دنیا سے نیست و نابود
 کر دیں اور ایک دوسری قوم کو زمین میں اٹھا کھڑا کریں، آخر میں پھر یاد
 دلیا گیا ہے کہ یہ قرآن محض ایک نصیحت ہے، اور ایک یاد دہانی ہے جو شخص
 اپنے خداوند کی صحیح راہ اختیار کرنا چاہے اس کے لئے اس سے زیادہ مفید
 اور کوئی تعلیم اس زمین کے اوپر موجود نہیں،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 النّٰنِ كِی كِی حَقِیْقَت اور اس كِی عَرْض
 النّٰنِ كِی كِی حَقِیْقَت اور اس كِی عَرْض
 النّٰنِ كِی كِی حَقِیْقَت اور اس كِی عَرْض

(۱) هَلْ اَتٰی عَلٰی الْاِنْسَانِ حِیْنَ مِّنَ الدّٰهِرِ

کیا انسان پر زمانے کا کوئی ایسا وقت بھی آیا ہے کہ وہ کوئی

لَمْ یَكُنْ شَیْئًا مِّنْ شَیْءٍ اَوْ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

قابل ذکر چیز نہ تھا، بے شک ہم نے انسان کو طے ہوئے

مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشٰجٍ نَّبْتَلِیْ وَاَجْعَلُنَا سَمِیْعًا بَصِیْرًا

نطفہ سے پیدا کیا، ہم اسے آزمائیں پس ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا بنایا،

اے انسان! اے وہ جو دنیا میں اپنے کو کسی چیز سے نیچا نہیں سمجھتا

اور یہ وہ جو بسا اوقات سرکشی سے خدا کے آگے بھی ٹکرا اور غرور کر کے
 کی جرات کرنے لگتا ہے، تو جانتا ہے کہ تیری ابتداء کیا ہے، تیری ہستی کی
 حقیقت رکھتی ہے؟ تو اپنی اصل بنیاد کے لحاظ سے کیا چیز ہے؟ کیا
 ایک طویل زمانہ، کیا ایک غیر محدود وقت تجھ پر نہیں گذرا جس میں تو
 تھا جس میں تیری ہستی اور تیری حقیقت ایک لفظ بے معنی تھی؟ اگر
 تو کچھ تھا تو وہ تھا جو قابل ذکر نہیں اگر تو تھا تو وہ تھا جو تو نہیں کہلا یا
 جاسکتا تھا تجھ پر ایک زمانہ اس حال میں گذرا کہ تو مٹی کے چند ذرات
 تھا تجھ پر ایک طویل زمانہ ایسا گزرا ہے کہ تو کسی نباتات کی صورت میں
 درخت یا پھل یا پھول تھا پھر تو ترقی کرتے کرتے ایک انسان کی غذا
 بنا اور پھر تو اس سے اس کا جزو بدن بن کر اس میں فنا ہو گیا تیری
 غیر قابل زندگی کا ایک بڑا حصہ یہ تھا جس میں تو خدا کی قدرت اور اس کے
 غیر متناہی فضل و کرم سے ایک ادنیٰ جادوی حیثیت سے بڑھ کر ایک انسان
 کا جزو بدن بن گیا،

پھر تیری موجودہ زندگی کے دور کی ابتداء ہوئی اور تو ایک ذلیل ملامت
 بنا پاک قطرے کی صورت میں دو مختلف انسان کی بدن سے نکل کر
 ایک خاص جگہ میں ایک خاص مدت تک کے لئے ٹھہرایا گیا وہاں تجھے
 کیا غذا ملتی رہی کس چیز سے تیری پرورش ہوئی اس غور کر کے سمجھ لے
 وہ منزل دراصل دنیا میں آنے کی تمہید تھی جس میں تو ایک قطرہ
 سے لوتھڑا گوشت پوست ہڈیوں کا مجموعہ بنا اور رفتہ رفتہ انسانی اعضا
 انسانی قوی، حس و حرکت، وغیرہ تجھے دی گئی اور تو ایک مدت پوری
 کر کے اس عالم میں آموجود ہوا،

بڑی ہستی کے ابتدائی دو مرحلے ہیں جن پر تجھے غور کر کے چند باتوں کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

(۱) جس خدائے تجھے اپنی اس حکمت و تدبیر سے مٹی کے چند ذرات سے بڑھا کر انسان ہونے کا تجھے شرف بخشا وہ کتنا زبردست علم رکھنے والا ہے اس کی قدرت کس طرح دنیا کو احاطہ کئے ہوئے ہے اس کی رحمت اور اس کا فضل و کرم تمام دنیا پر اور خصوصاً انسان پر کتنا غیر متناہی اور غیر محدود ہے (۲) جو مخلوق اس حکمت و تدبیر سے پیدا کی گئی ہو اور اس کو اس قدر فضیلت دی گئی ہو کہ دنیا کی تمام مخلوقات اس کے لئے بطور خدام دست بستہ اس کی ہر قسم کی چھوٹی اور بڑی خدمت کے لئے ہر وقت مکر بستہ ہوں کیا یہ کوئی عقل مان سکتی ہے کہ اتنی بڑی اہم مخلوق کی زندگی کا کوئی اہم مقصد ہو یا یہ کہ جو انسان دنیا کی مخلوقات میں اس قدر اہمیت رکھتا ہے کیا اس کے متعلق کوئی سمجھدار انسان یہ ماننے کے لئے تیار ہے کہ وہ چند سال کی زندگی ختم کرنے کے بعد بالکل فنا اور ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جائے اور اس کی اس فضیلت اور اہمیت کی کل عمر ہی چند سال ہوں؟ حالانکہ اور معمولی ہستیاں اس سے ہزاروں برس قبل سے ہوں اور ہزاروں برس بعد تک رہیں،

(۳) جب اس نے تجھے مٹی کے ذرات سے، ناچیز قطرات سے پیدا کر کے دنیا کی ساری مخلوقات سے جسم میں، صورت اور شکل میں، قوائی علمیہ اور قوائی عملیہ میں بڑھا کر، ممتاز اور افضل بنایا تو ضرور یہ اعلیٰ ترین مخلوق کوئی اعلیٰ مقصد رکھتی ہوگی جب اسے دیکھنے کی آنکھ اور سننے کے کان دئے گئے ہیں تو ضرور وہ اسی لئے ہونگے کہ وہ دیکھے اور جو

خود نہ دیکھ سکے دوسرے دیکھنے والوں سے پر ظاہر ہے کہ دیکھنا اور سنانا
 اصل مقصود نہیں بلکہ وہ اس لئے ہے کہ کسی بات کو دیکھ کر یا سنانے کے
 اچھی ہو سفید ہو پر لطف ہو تو اسے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے
 اور اگر وہ بری ہو بے لطف ہو تکلیف دہ اور نقصان پہنچانے والا
 ہو تو اس سے پرہیز کیا جائے پس دیکھنے اور سنانے وغیرہ کی قوتیں جو خدا
 نے انسان کو دی ہیں ان کی ضرورتوں اور ان کے کاموں پر نگہری
 نظر ڈال کر سمجھنا چاہئے کہ ان کا کیا مقصد ہے ان قوتوں سے کیا کام
 لینے چاہئیں ان قوتوں کو کس موقع پر کس طرح صرف کرنا چاہئے ان
 قوتوں کے صحیح استعمال کرنے کا نام انسانیت ہے اور انہیں بجا زبانی
 کی اور غلط طریقہ سے استعمال کر کے انسان کا کام اور خائب اور خاسر
 ہوتا ہے ان قوتوں کو صحیح استعمال کرنا یہی اس کی زندگی کا بڑا فرض ہے
 اور اس راہ میں جو رکاوٹ اور جو جو مانع سد راہ ہوں ان سے ثابت
 قدمی کے ساتھ مقابلہ کر کے اپنے مقصد کو پورا کر لینا یہی بڑا امید ان
 ہے جس میں کامیاب ہونے والا انسان ہمیشہ کے لئے کامیاب ہے
 اور ان رکاوٹوں میں پھنس کر رہ جاتا مقصد زندگی اور خدا کی دی ہوئی
 قوتوں کے فرائض سے غافل ہو کر غیر مقصود امور میں پڑ جانا اور کسی وجہ
 سے متاثر ہو کر غلط راہ پر چلنا یہی ناکامیابی ہے،

تو چونکہ خدا کو یہ مد نظر تھا کہ انسان کو پیدا کر کے اس کو دنیا کے میدان
 میں بھیجا جائے اور جو وہاں رہے اپنی قوتوں کے اصل مقصد سے
 غافل ہو جائے اسے سزا دی جائے اور جو پہنچتی ہستی سے غافل نہ ہو
 اپنے فرائض کو باوجود بیرونی رکاوٹوں کے پس پشت نہ ڈالے

اس پر انعام فرمایا جائے اس لئے اس نے ان قوتوں سے کام
لینے کے لئے سننے اور دیکھنے کی قوتیں بخشیں جن سے انسان دیکھ کر
راد چلے اور جو نہ دیکھ سکے دیکھنے والوں سے سن کر قدم رکھے،
مگر یہاں چیزیں مختلف ہیں بعض وہ ہیں جو ظاہر میں اچھی نظر آتی
ہیں اور درحقیقت مفید بھی ہیں یا بری نظر آتی ہیں اور درحقیقت مضر
بھی ہیں تو بعض ایسی چیزیں بھی ہیں جو ظاہر میں نظر فریب اور دل خوش
کن مگر دراصل سخت مضر، ظاہر میں بد نما بے لطف مگر انجام اور نتیجہ
کے لحاظ سے نہایت مفید ہیں اس لئے اس آنکھ اور کان کے علاوہ
جن کا کام صرف ظاہری عمدگی اور خارجی حسن خوبی کو دریافت کرنا ہے
اور بس ایک ایسی اعلیٰ قوت کی بھی ضرورت تھی جو آنکھ اور کان کے دریا
کئے ہوئے پر سمجھ سے فیصلہ کرے اور کسی چیز کی اصلی اور حقیقی خوبی تک
پہنچ سکے تاکہ جو چیزیں ظاہر میں نیک نظر دل فریب پر درحقیقت مضر اور
مہلک ہیں انسان محض کان اور آنکھ کی وجہ سے دھوکہ میں آکر گمراہ نہ
بلکہ اپنی اس اعلیٰ قوت سے اس پر پوری طرح غور کر کے اس کی اصل حقیقت
سمجھ کر اس کے متعلق فیصلہ کرے اور اس پر کار بند ہو یا کسی ظاہری
بدنمایاں تکلیف وہ اور بے لطف چیز کو محض اس ظاہری آنکھ اور
کان کے فیصلہ کی وجہ سے متنفر ہو کر چھوڑ دے بلکہ اس اعلیٰ قوت سے
اس کی تہ تک پہنچ جائے تو یہی وہ دل کی بینائی اور شنوائی
ہے جسے عقل کہا جاتا ہے اور دراصل بنیا وہی ہے جس کے دل میں
یہ بینائی موجود ہو اور بندھا وہی ہے جو اس دل کی بینائی سے
محروم ہو قرآن نے ایک جگہ کہا ہے،

انگہین اندھی نہیں ہو کر تیں وہ دل | فَاِنَّهَا لَا تَعْنِي الْاَبْصَارُ وَاللَّيْنُ
اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں | تَعْنِي الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الْقَدَمِ

دو سخت بد مزہ اور بے لطف ہوتی ہے اور ظاہری قوت ذائقہ کا فیصلہ
اس کے حق میں نفرت اور غصہ کا پہلو لے ہوئے ہے یا ایک ضعیف اور
مریض معدے والے کے لئے لذیذ، مقوی اور عن دار غذا جو عموماً رنجت
کی انگہوں سے دیکھے جانے کی وجہ سے مریض کی انگہوں میں بھی نہایت
خوشگوار نظر آتی ہے اور اس کی قوت ذائقہ دل سے اس کا خیر مقدم
کرنے کے لئے تیار ہے، مگر سوچو کہ دونوں صورتوں میں ظاہری قوتوں
کے فیصلے انجام اور حقیقت کے لحاظ سے کس قدر مضر اور مہلک ہیں
اور ان دونوں موقعوں میں ظاہری قوت احساس کے فیصلہ کا خلا
کرنا یعنی پہلی صورت میں بے لطف تلخ اور بد مزہ اور اول کا استعمال
کر لینا اور دوسری صورت میں ان مزیدار، پر لطف اور مقوی غذاؤں کو
سامنے دیکر چھوڑ دینا صرف اس اعلیٰ قوت یعنی عقل کا فیصلہ ہے جس کا
یہی کام ہے کہ ہر موقع پر انسان کو صحیح رائے دے اور انسان ظاہری
قوت بنیالی اور شنوائی کے دھوکہ میں نہ آجائے بلکہ ہر کام میں اس کے
نتیجہ اور انجام پر غور کر کے اسی انجام کے لحاظ سے اس کام کے اچھے اور
برے ہونے کا فیصلہ کرے،

پس یہی قوت عقلی ہے جس کی وجہ سے انسان کو مکلف بنایا گیا ہے
اور اس کے اعمال اچھے ہوں یا برے ضرور نتیجے اور انجام رکھتے
ہیں اور اسی لئے اس کی باز پرس ہوگی،

وحی اور رسالت

(اِنَّا هَدَيْنَاكَ سَبِيلًا اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كٰفِرًا)

ہم نے آپ کو راہ دکھا دی ہے، خواہ وہ شکر کرنے والا ہو یا ناشکر ہو۔
مگر ہاں دنیا کے گرم سرد آب و ہوا، مختلف زمانہ اور مختلف ملکوں کے
مخصوص حالات، مختلف خیالات اور مزاجوں کا تضاد، اور غیر محدود
خارجی موثرات ہیں جو انسان پر اپنا اثر ڈال دیتے ہیں، مختلف جماعتوں
اور مختلف مجلسوں کی صحبتیں انسان کے دل پر مختلف کیفیتیں پیدا
کر دیتی ہیں اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ عقل ان مختلف خیالات اور
گرد و پیش کے مختلف حالات کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی،
اور ہار کر غلط فیصلہ کر لیتی ہے، بسا اوقات، اکثر کاموں میں فوری نفع
یا ضرر کا مشاہدہ اس کی قوت فیصلہ پر اس قدر گہرا اثر ڈالتا ہے کہ اسکی
آنکھیں صحیح راہ دیکھنے سے معذور ہو جاتی ہیں اور یہ مختلف اثرات
اس کے لئے گھٹا توپ تاریکیوں کا مجموعہ بن جاتے ہیں جو اس کے
سیدھے راستے کو بالکل تاریک بنا دیتے ہیں اور وہ حیران رہ جاتی ہے
کہ کیا کرے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس کشمکش میں پڑ کر غلط
فیصلہ کر بیٹھتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج تم دنیا میں عوام کی عقلوں
کو تو کون پوچھتا ہے، بڑے بڑے فلاسفہ اور سائنس دان لوگوں کے
خیالات کا مطالعہ کرو تم حیرت میں آ جاؤ گے جب دیکھو گے کہ ایک کی
عقل ایک چیز کے متعلق زمین ہونے کا فیصلہ کرتی ہے تو دوسرے کی
عقل اسی کے آسمان ہونے کا فیصلہ اور پھر دونوں اپنے اپنے خیالات
پر دیباچوں اور محبتوں کے ایسے ایسے انبار رکھتے ہیں جو بجائے خود ایک

کتبخانہ کہلایا جانے کے مستحق ہیں یونان کے فلاسفوں سے لے کر مشرق
 اور چشمہ علم و عقل یورپ اور امریکہ کے فلاسفوں کی تصنیفات کو
 کر دیکھو اور ان کے خیالات اور رایوں میں جو اصول تصادم میں آئے
 نظر ڈالو تو تمہاری عقل متحیر ہو جاوے گی اور یقیناً ان کے دعوے اور ان کے
 دلیلوں کو دیکھ کر تم ہرگز ان اختلافی اصول کے متعلق کوئی ایسا فیصلہ
 نہ کر سکو گے جس کے خلاف خود ان ہی کی تصنیفوں میں سیکڑوں دلیل
 نہ موجود ہوں انہیں دیکھ کر تم نہایت آسانی سے فیصلہ کر سکو گے کہ کونسا
 اسی لئے ہے کہ کسی حقیقت کے متعلق صحیح فیصلہ کرے مگر دنیا میں سرور
 اشراک بسا اوقات اس کام میں اسے ناکام رکھتے ہیں اور یقیناً صحیح
 پڑتی ہے کہ اس کے لئے کوئی اور روشنی ہو جس سے وہ صحیح راہ اچھی طرح
 دیکھ سکے کوئی تشبیہ کر نیوالا ہو کہ جوں ہی غلط فیصلہ کرنے کو ہو وہ اس
 متنبہ کر دے ایک مشعل راہ ہو جس کو لیکر خوف و خطر سیدھے کام
 پر چلی جا سکے خصوصاً خیالات اور اعمال کے صحیح اصول تجویز کرنے
 میں ضرور کوئی ایسا مشیر اس کے پاس ہو جس کے مشورہ اور جس کا
 فیصلہ کا غلط ہونا اسی طرح محال ہو جس طرح دن کا رات ہونا
 پھر وہ روشنی کیا ہو، وہ تشبیہ کرنے والا کون ہو اور وہ مشعل
 کہاں سے آئے اور ایسا مشیر کہاں سے آئے جس کی رائے کا غلط
 ہونا دن کے رات ہو جانے کے مساوی ہو وہ روشنی اگر کوئی مشعل
 تو اس کی یہی صورت ہے کہ انسانی قوتوں سے بالاتر قوت یعنی خدا
 اپنے بندوں کے لئے اس کا کوئی خاص انتظام کرے وہ مشیر اگر کوئی
 ہو سکتا ہے تو صرف وہ انسان جس کی فطرت اور جس کی قوت عقلی

خدا تعالیٰ نے ہر مخلوق کو اس سے ہر وقت مدد پہنچاتا ہو غور کرو
 تو یہ امر بالکل عجیب ہے کیونکہ جس خدا نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے
 پیدا ہونے ہی اسکی زندگی کی تمام ضروریات کو اس انتہائی انتظام
 اور تدبیر سے موجود کیا جس نے اسے دیکھنے اور سنانے کی قوت عطا فرمائی
 اور اسی پر کفایت نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ اس کی نگرانی اور ہدایت
 کے لئے ایک بیش بہا نعمت عقل عنایت فرمائی کیونکہ ممکن ہے کہ اسکی
 یہ غیر متناہی رحمت اور اسکی شان پروردگاری اب انسان کا ساتھ
 چھوڑ دے اور عقل کو دنیا کی، دنیا کے اندرونی سینکڑوں مختلف
 خیالات اور جذبات کی اور دنیا کے مختلف آب و ہوا اور مختلف زمانہ
 کے مختلف اثرات کی، کشمکش میں چھوڑ دے اور اسکے لئے اپنے پاس
 سے کوئی روشنی، کوئی مشعل راہ، کوئی تنبیہ کرنیوالا اور کوئی مشیر مقرر
 نہ فرمائے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ انسان کو عقل اور علم کی قوت دیکر اسکے
 اندر انتہائی عروج اور تقرب الی اللہ کے جذبات عنایت فرما کر عقل
 کے لئے ایک صحیح راہ ہدایت اور قوت علمیہ کے لئے صحیح علوم بہم پہنچا دیکر
 سامان فرمائے یا وہ اعلیٰ مقدس جذبات جن کی سرحد حیوانوں کی
 طرح صرف جسمانی ضروریات اور جسمانی راحت اور آرام کی انتہائی آرزو
 تک نہیں ختم ہو جاتی بلکہ وہ انسان کے دل میں کسی اعلیٰ اور اہم
 مقصد کی طرف ایک تلاش اور جستجو پیدا کر دیتے ہیں اور صرف جسمانی
 ضروریات کے پورے ہو جانے پر اس کے دل کو مطمئن نہیں ہونے دیتے
 جن جذبات کو انسان کے اندر پیدا کر کے اسے ان کے پورے کرنے
 کی راہ میں حیران اور پریشان چھوڑ دے اور اس کے لئے کوئی

خاص انتظام نہ کرے اس روحانی پیاس کے لئے کوئی روحانی بندوں
 نہ برسائے اس حقیقی بھوک کے لئے کوئی روحانی غذا نہ پیدا کرے جبکہ
 دنیا میں اس نے چلنے پھرنے کے لئے راستے نکالے ہیں اور جب کہ اس نے
 جسمانی بھوک اور پیاس کے لئے غذا اور پانی کا انتظام کیا ہے تو ضروری
 کہ اس اعلیٰ اور ارفع ضرورت کا بھی انتظام کیا ہوگا،

اس کی شان پروردگاری اس کی رحمت غیر متناہی اور یہ کہ وہ اپنے
 بندوں کی تمام ضروریات سے تمام حاجات سے اور تمام ان حالتوں سے
 جو انہیں پیش آتی رہتی ہیں یا پیش آنیوالی ہوتی پوری طرح دیکھتا رہتا ہے
 سننا رہتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ اس نے اس ضرورت کا جس کی
 اہمیت جسمانی ضروریات سے بہت زیادہ ہے جسکی عظیم الشانی مادی
 حاجات سے زیادہ اعلیٰ اور ارفع ہے بہترین انتظام کیا ہوگا چنانچہ
 خود فرماتا ہے،

اور جو کچھ ہم نے تجھے وحی بھیجی ہے حق ہے جو اس کے سامنے اسکی نصیحتوں کو نوالی ہو،
 وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ
 مَصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ

فرمایا کہ اپنے بندوں سے ان کی حالتوں سے اور ان کی ضرورتوں سے
 آگاہ ہیں، اور واقفیت رکھنے والے ہیں، اور ان کی تمام باتیں، تمام
 کیفیتیں اور ان کے گرد و پیش کے تمام معاملات میری نظروں کے
 سامنے ہیں اس لئے یقین کرو کہ ہم ہی نے تمہاری طرف کتاب بھیجی
 ہے، کس طرح میری رحمت گوارا کر سکتی ہے کہ ہم اس کی جسمانی ضرورتوں کو
 جانیں اور اسکی روحانی حاجتوں کو دیکھیں اور دونوں کا انتظام نہ کریں،

<p>وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنَ أَنْ يَفْتَرَى مَنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ</p>	<p>اور پھر ان ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے مگر اعلان کیا جائے بلکہ وہ اس کا صدیق کیلئے ہے جو اس کے ساتھ کو کتاب کی تفصیل کیلئے ہے اور اس میں تمام باتوں کا ذکر ہے</p>
---	---

فرمایا کہ ہم سب سے جہان کے پروردگار ہیں اس لئے جو کچھ تمہاری طرف نازل
کیا گیا ہے اس کو ہماری طرف سے یقین کرو، کہ ہماری شان پروردگاری
اسی کی مقتضی ہے جس طرح ہم نے اپنے بندوں کی جسمانی پرورش کیلئے
اس عالم میں یہ نظم و نسق قائم کر رکھا ہے اسی طرح اس کی روح اور
عقل کی پرورش کے لئے بھی ہم نے خاص انتظام کیا ہے اور اپنے اس
برگزیدہ بندے کی معرفت یہ کتاب نازل فرمائی ہے۔

ابراہیم خلیل (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے علیحدہ ہوتے وقت فرمایا،
جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں ہی مجھے ہدایت دے گا | **الَّذِي خَلَقَنِي فَهُو يَهْدِي بَيْنَ**
یعنی جس خالق نے مجھے پیدا کیا، مجھے ایک ذرہ بے مقدار سے اشرف
المخلوقات ہونے کا شرف بخشا اور جس کی رحمت و کرم نے مجھے پیدا
کر کے میری ساری ضروریات کو میرے لئے ایک اعلیٰ انتظام کے ساتھ
مہیا کر دیا اور مہیا کر رہا ہے، وہ کبھی مجھے گم راہ نہ رہنے دے گا، وہ مجھے،
تباہ اور ہلاک ہونے کے لئے نہ چھوڑے گا بلکہ وہ ضرور مجھے میرا سیدھا
راستہ دکھائے گا اور ضرور میری اس روحانی پیاس کو بجھانے
کے لئے کسی روحانی بارش کا انتظام فرمائے گا،
اسی لئے خدا اس آیت میں فرماتا ہے کہ ہم نے اس کی عقل کی ہدایت
کیلئے سیدھی راہ بتا دی ہے، اپنے برگزیدہ اور مقدس بندوں

کی معرفت صحیح تعلیم ان تک پہنچ رہی ہے اور ان کی غلطیوں کو ان
 اہم مقاصد اور اعلیٰ ذرائع بتا دے ہیں اب وہ خود صحیح راہ
 آجائیں اور خدا کا شکر کریں یعنی جو عقوبتیں اس نے دئی ہیں ان کو
 کے بتائے ہوئے صحیح طریقوں میں استعمال کریں یا جو خود غلطی
 ہو جانے کے بھی وہ اپنی غلطیوں پر اڑے رہیں اور اپنے اصل مقاصد
 سے منہ موڑے ہوئے اپنی انسانیت کو تباہ اور برباد کر ڈالیں اور
 خدا کے ناشکر بنے رہیں

(س) نزول

(۴۱) اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَامًا وَاَعْلًا لَّا

بے شک ہم نے کافروں کے لئے زنجیر اور طوق اور
 وَسَعِيرًا (۵) اِنَّ الْاَبْرَارَ لَشَرُّوْنَ مِّنْ
 دہتی اگر تیار کر رکھی ہے، بیشک نیک لوگ ایسے جاہل سے بہتر
 كَاۤیْسٍ كَاۤنَ مِنْ اٰجِهَاتِ کَا فُوْرًا (۶) عَيْنًا لِّشَرِّ
 جس میں کافور کی بلاوٹ ہوگی، ایک چشمہ ہے جس
 بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یَفْحَرُوْنَ وَاَنْفَحِرًا
 سے اللہ کے بندے پیسے، اسے بہانے جائسے،

جب ہم نے (خدا نے) اسے قوت عمل دی اور اس سے صحیح کام
 لینے کے لئے عقل بھی عنایت فرمائی اور پھر عقل کی کمزوری کی وجہ
 سے خاص اہتمام کے ساتھ ہم نے اپنے پاس سے ایک روشنی، ایک
 مشعل راہ، ایک مشیر، اور ایک تہیہ کرنے والا بھی ان کے پاس بھیج
 جو انہیں صحیح راہ عمل تجویز کرنے میں غلطی سے محفوظ رکھے آگے

میں مدد کے غلط قدم پڑنے کے تو منہ کر دے اور تمام اصول اعمال
 و افعال و عقائد میں ان کے لئے ایک فیصلہ کن رائے اور ایک حق تجویز
 پیش کر دے تو اب ان کے لئے کوئی عذر نہیں جو وہ اپنے غلط راہ چلنے
 کے لئے پیش کر سکیں ایک متحمن کا فرض ہے کہ قبل امتحان وہ کتابیں
 لڑکوں کو پڑھا دیا میں جن میں امتحان لینا ہے اور ایک وقت بھی
 دے جس میں وہ یاد کر سکیں پھر اس کے بعد بھی وہ کام نہیں تو متحمن
 کا اس میں کوئی ظلم نہیں بلکہ محض امتحان دشواریوں کا قصور ہے
 کہ باجوہ پڑھا دلے جانے اور سمجھا دیے جانے کے انہوں نے محنت نہیں
 کی اور باوجود کافی وقت ملنے کے انہوں نے اپنے اسباق یاد نہیں کئے
 یہی حال اس خدائی امتحان کا سمجھو جب قوت عمل پورے قوت فیصلہ
 قوت فیصلہ کو صحیح راہ دکھانے کے لئے آسمانی مشیر اور خداوندی مشعل
 راہ عنایت فرما جائے اس پر بھی اگر کوئی انسان صحیح راہ نہ چلے اور
 اپنے فرائض کو نہ سمجھے تو ضرور اس کی زندگی ناکام رہے گی، ضرور وہ
 گھائے میں رہ جائیگا اور چونکہ انسانی اعمال بے نتیجہ نہیں ہیں اس لئے
 یقیناً اسے اپنی بد اعمالیوں کے برے انجام بھگتنے ہونگے اور آئندہ زندگی
 میں جب قیامت قائم ہوگی اور انسان کے اعمال کا جائزہ لیا جائے گا،
 اسے معلوم ہو جائے گا کہ اب اس کے لئے بہ جز دائمی تکلیف نصیب
 دائمی رنج و غم، اور دائمی عذاب کے اور کچھ بھی نہیں،

پر وہ جنہوں نے اپنی ہستی اور اس کے مقاصد پر غور کیا، اپنی
 قوت عمل کو بے نتیجہ اور بے غرض، اور لغو اور عبث نہیں سمجھا، اور
 خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے

کے لئے انہوں نے خدا کی دی ہوئی قوتوں کو اسی کے فرمان کے مطابق صرف کیا وہ نیک ہیں، وہ خدا کے مقرب اور مقبول بارگاہ ہیں، وہ کامیاب لوگ ہیں جن کے لئے تمام ممکن راحت و آرام ساز و سامان آئندہ زندگی میں مہیا ہیں، اور ان کے لئے ان کے خدا کے پاس وہ وہ انعامات ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ اونہیں کسی دل نے سمجھا ہے، نہریں وہاں چلتی ہوں گی اور ان کا کام وہاں اس کے سوا اور کچھ نہ ہو گا کہ وہ وہاں ہر طرح کا لطف اٹھائیں، باغ میں رہیں، نہریں پیئیں اور ایسی ہر لطف چیزیں کھا لیں پھلیں جس کے لطف کا اندازہ اس قوت متخیلہ کی سہ حد سے کہیں آئے گا ہے اور یہ نہیں کہ انہیں ان ہی ہر لطف چیزوں کے لئے کسی خاص جگہ میں آنا پڑے گا نہ کہ یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ ایک محلہ و جگہ میں ہو جائیں جس کے پاس آئے بغیر اس کا لطف نہ حاصل کیا جاسکے بلکہ ہمیشہ آجنا کہ آزارے نہ باشد، وہ جہاں چاہیں گے وہ نہراں کے پاس ہوں گے اور یوں سمجھو کہ وہ جب جہاں چاہیں گے کہ اس نہر کا لطف اٹھائیں فوراً ایک نہراں سے پھوٹ کر ان تک آ پہنچے گی،

ایک نکتہ

جنت کا جہاں کہیں ذکر قرآن میں ہے اور جہاں جہاں اسکی نعمتوں کو بیان کیا گیا ہے وہاں یہ تصریح کر دی گئی ہے کہ ان نعمتوں کا حاصل نہیں کھل تکلیف نہ ہوگی، مثلاً جہاں ذکر ہے کہ وہاں میووں کی درخت ہوں گے وہاں کہہ دیا ہے کہ خوشے قریب ہی ہوں گے ناکوئی یہ نہ شکر

انہی کی طرح وہاں بھی اس درخت پر چڑھنے کی زحمت اٹھانی چرکی
 یا کسی لگی کو بڑھا کر توڑنا پڑیگا، شراب کا ذکر آیا تو کہہ دیا ہے کہ نہ تو اس سے
 خار اور درد سر اور اعضا شکنی ہوگی اور نہ اس سے دماغ مختل ہوگا
 کہ انسان یلبک کرے، تاکہ کوئی شراب کے لفظ سے یہ شبہ نہ کرے کہ
 اس میں یہاں کی طرح لغویات ہونگے وہاں کی عورتوں کا ذکر کیا تو فوراً
 فرما دیا کہ وہ محض پاکیزہ ہونگی تاکہ کوئی یہ نہ شبہ کرے کہ یہاں کی
 طرح وہاں بھی ان کے لئے ناپاکی کا ایک زمانہ ہوگا، اسی طرح دوزخ
 وہ ہے جس میں صرف تکلیف ہی تکلیف ہو، تو اب جہاں ذکر آیا ہے
 کہ تھوڑا درخت انہیں کھانے کو ملیگا فوراً یہ بھی کہہ دیا ہے نہ تو اس سے
 بدن موٹا ہوگا اور نہ پیٹ بھرے گا تاکہ کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ وہ بے مزہ
 تکلیف دہ ہوگا مگر پیٹ تو بھر دے گا بھوک سے تو انہاں بچے گا اس لئے
 فرما دیا کہ وہاں یہ نفع بھی نہ ہوگا قرآن میں جہاں جہاں دوزخ کی تکلیف دہ
 چیزیں یا جنت کی نعمتیں ذکر کی گئی ہیں اور اس قسم کے کسی شبہ کا پہلو
 وہاں نکل سکتا ہو جس سے جنت میں کسی تکلیف یا دوزخ میں کسی
 نفع کا احتمال ہو فوراً وہاں اس کی تردید کر دی گئی ہے اس موقع پر
 آیت نمبر ۷ بھی اسی قسم کے شبہات کو دفع کرنے کے لئے ہے،

نیکیوں کے اعمال

۷ (۷) یُؤْفُونَ بِالَّذِينَ خَافُونَ يَوْمًا كَانِ

وہ لوگ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن کا خوف کرتے ہیں
 ۷ شَرُّكُمْ مَسْتَبِيرًا (۸) وَيَطْعَمُونَ الطَّعَامَ
 جسکی حیثیت پھیلی ہوئی ہوگی، اور اسکی محبت پر مسکین پورے پیتم اور

اس کو پورا کرو، چونکہ تم اس خدا کے بندے ہو اور وہ تمہارا آقا ہے چونکہ
 تم اس کی طرف محتاج ہو اور وہ تم سے بیزار ہے اور چونکہ تم اپنی زندگی کی
 کسی حرکت اور کسی سکون میں اس کی قدرت کاملہ اور اس کے علم محیط
 کی غیر متناہی سرحد سے باہر نہیں ہو اور نہ ہو سکتے ہو اس لئے تم سمجھو کہ تمہیں
 اس سے کیسے تعلقات رکھنے پڑینگے جس طرح تمہاری زبانی تذروں کو پورا
 کرنا تمہارا فرض ہے اسی طرح یہ تعلقات جو ایک بندے کو خدا سے رکھنے چاہئیں
 ان کی بھی فطرتی عباد اور عیناق ہیں جو اس سے لئے جا چکے ہیں، تیسرا کام
 محتاج اور تیم کو کھلانا اور اس کے ساتھ ہی قیدیوں کو بھی نظر رحمت سے
 دیکھنا، جو لوگ لڑائیوں میں گرفتار ہو کر آئیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کے افراد
 ہونے کی وجہ سے بالکل نظر انداز کر دو جب وہ تمہارے قبضہ میں ہیں
 جب ان کی قسمت کا فیصلہ تمہارے ہاتھوں میں دے دیا گیا ہے تو دیکھو
 اس کی انسانی ضرورتوں میں غفلت نہ کرو ایک وہ قیدی ہے جو
 فرض کی تھکڑیوں میں جکڑا ہوا ہے اس کے سوا اور بھی بہت طرح کے قیدی
 ہیں جن کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا اور ان کی بکسی اور بے بسی کی حالت
 پر رحم کرنا اور حتی الامکان ان سے بہترین سلوک کرنا تمہارا فرض ہے
 تیم اور مسکین کی تمام ضروریات کا خاص طریقہ سے انتظام کرو تا کہ
 قوم کے ضرورت مند افراد اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کہیں
 اپنی انسانیت کے قوانین اور اصول توڑنے پر آمادہ نہ ہو جائیں،
 اور تمہاری قوم کے اندر بد اخلاقیوں کے جزائیم پیدا کر کے تمہارے
 زوال اور تنزل کا باعث نہ بنو تم ہمیشہ ایسے حاجت مند لوگوں کی ضرورتوں کو
 پورا کرنے کے لئے عمدہ انتظام رکھو کہ جس طرح تم آدمی ہو وہ بھی آدمی ہے

پھر شایاں نہیں کہ تم اپنی ساری ضرورتیں بیکری سے پوری
 اور اپنے ہی جیسے چند دوسرے انسان کو فقر و فاقہ سے زمین
 پیٹھ پر ٹوٹے ہوئے دیکھو اور تمہارے دل اس قدر سخت ہو جا
 کہ ان درد انگیز نظاروں سے کچھ بھی متاثر نہ ہوں پس تمہارا فرما
 کہ ان قابل رحم انسانوں سے اپنی مقدرت کے موافق رحم اور مہربانی
 برتاؤ کرو،

دوسرا کام جو دراصل عقیدہ ہے وہ وہ ہے جو تمام اعمال حسد کے
 ہونے کے لئے بطور ایک بیج کے ہے اور جو تمام برے کاموں سے
 کیلئے ایک بردست ہاتھ ہے وہ یہ ہے کہ اپنے اعمال کی ذمہ داری
 کرنا اور یہ یقین کرنا کہ انسان کا کوئی عمل نیک ہو یا بد ضائع اور برباد
 اور یہ اللہ نے ایک عظیم الشان دن مقرر فرمایا ہے جس میں تمام انسان کے
 کا فیصلہ کر لگا یہ خیال تمام اعمال حسد کی بنیاد ہے جس سے دل میں
 اپنے فرض کو پورا کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے اور برائیوں سے نفرت ہو جاتی
 چوتھا کام بھی خیالات سے تعلق رکھتا ہے اور پہلے خیال کے بعد پیدا
 جب انسان سمجھ لیتا ہے کہ اس کے تمام نتیجہ کرکھتے ہیں تو وہ اپنا فرض
 پورا کرنے کے لئے کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اچھے کام میں جزا کی
 رکھتا ہے اور برے کام میں سزا سے ڈرتا ہے اس لئے اس اعمال کا
 وہی جزا و سزا کے خیالات ہوتے ہیں نہ اسے کسی مخلوق کی خدمت
 یا احسان یا اور کسی نیک عمل پر شکر یہ یا بدلہ کی لالچ آمادہ کرنے
 اور نہ وہ صرف دنیا والوں کے خوف سے برے عمل سے نفرت کرتا ہے
 اس خیال کے پیدا ہو جانے کے بعد انسان پہلے اور پھر کام کی طرف

(۱۸) عِنَّا فِيهَا شَمْسٌ سَلْسَبِيلًا (۱۹) وَيَطُوفُ

ایک چشم بولگا جس کا نام سلسبیل ہوگا، اور ان پر ہمیشہ
عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ

رہنوالے لڑکے آتے جاتے ہیں گے جب تو انہیں دیکھے
حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا (۲۰) وَإِذَا رَأَيْتَ

تو انہیں بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا، اور جب وہاں دیکھے گا تو
شَرَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمَلَكًا كَابِيرًا (۲۱) عَلَيْهِمْ

اور بڑی سلطنت دیکھے گا، ان پر سبز باریک

ثِيَابٌ سُندُسٍ خُضْرٍ وَإِسْتَبْرَقٍ وَوَلُّوا

ریشمی کپڑے ہونگے اور دبیر ریشمی کپڑے اور انہیں چاند محل کے
أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا

لگن پہنائے جائینگے، اور ان کا خداوند انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا۔
(۲۲) إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيَكُمْ مَشْكُورًا

بیشک تمہارے لئے جزا ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی ہے

یہ ہے ان نیک لوگوں کے عمدہ انعامات کی مجمل فہرست جنہوں نے دنیا کی

میلدین امتحان میں کامیابی کیساتھ زندگی گذاری، انکے لئے وہاں خوشی اور وہ

راحت اور سرور اور لطف اور آرام اس انتہائی درجہ کا ہوگا جہاں تک ممکن ہے

اور دراصل ہاں آرام اور وہاں کی راحت و سرور کی اصل حقیقت یہاں کی

عقل اور سمجھ لے احاطہ سے بہت بلہرے باغ ہیویے عمدہ لباس اور تمام

لذتیں اس دنیا میں انسان کیلئے ہیں اس جنت کے باغ و میوے اور وہاں کی

لذتوں کے مقابلہ میں اتنی ہی حقیقت نہیں کہ جتنی جتنی ایک قطرہ کی سمندر کے مقابلہ میں

سہاں نہیں کیا جائیگا کہ یہ تمہاری اس کامیابی کی جزا ہے جو تم نے اس خدائی امتحان میں حاصل کی اور بیشک جو کچھ کیا وہ قابل قدر ہے اور خدا کے فضل اور رحم کا تقاضا یہ تھا کہ تم نے جو دنیا میں کر اپنی پوری زندگی خدا کے مقرر کردہ قوانین چل کر گذاری اُسکے لئے کوئی ایسا زمانہ بھی آئے جس میں تم اپنی ان کوششوں کی

پھل پاؤ پس آج بھی دن ہے اور یہ دن ہمیشہ کے لئے ہے،

(۲۳) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِیْلًا (۲۳) فَاصْبِرْ

بیشک ہم نے تجھے قرآن نازل فرمایا ہے، تو تو اپنے خداوند کے حکم کیلئے محکم رہنا اور نہ کبھی سے کبھی سے کسی بدکار یا ناشکرے کی بات نہ مان کا اور صبح اور

صبر کئے رہ اور تو ان میں سے کسی بدکار یا ناشکرے کی بات نہ مان کا اور صبح اور

رَبِّكَ بَلْرُءٍ وَّاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَمِنَ اللَّیْلِ فَاصْبِرْ لَهُ

شام اپنے خداوند کا نام یاد کیا کر، اور رات میں اس کے لئے سجدہ کیا کر

وَسَبِّحْ لِلطَّوْحِیْدِ

اور بڑی رات تک اس کی تسبیح کیا کر،

جب انسان کی زندگی کا فرض معلوم ہو چکا اور یہ ظاہر ہو چکا کہ صحیح راہ پر چلنے

کے لئے خداوندی ہدایت کی ضرورت ہے جسکی پابندی سے انسان بہترین اعمال

اور اخلاق حاصل کر سکتا ہے اور پھر آئندہ زندگی میں کامیاب ہو سکتا ہے تو

پہنچنے پر وجہ ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر یہ قرآن نازل فرمایا ہے یہ وہی خدائی

روشنی ہے جو انسان کی عقل کو اور اس کی قوت بینائی اور شنوائی کو صحیح

راہ اختیار کرنے کی مدد دے گی، اور یہ وہی مشیر ہے جو ہر موقع پر تمہیں بہترین مشورہ

بتائے گا، تو جو لوگ اپنے انجام کا خیال رکھتے ہیں، جنہیں اپنی زندگی کو

کامیاب بنانا ہے انہیں تم کو یہ دو کہ ان کے لئے روئے زمین پر اس سے بہترین

دستور العمل اور کوئی نہیں، اور جو لوگ باوجود اس قدر ظاہر ہو جانے کے بھی اپنی سرکشی اور بد اخلاقی پر اڑے رہیں اور خدا کی ناشکری سے توبہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں اور نہیں تم ان کے حال پر چھوڑ دو بہر حال تم یہ چند کام کئے جاؤ،

(۱) قرآن میں طرح ہم آہستہ آہستہ اتارتے جاتے ہیں تم اسکی تبلیغ کرتے جاؤ ہم اسے رفتہ رفتہ اسی لئے بھیج رہے ہیں کہ لوگوں کو اس کی تعلیم سے مستفید ہونے میں آسانی ہو اور رفتہ رفتہ ان کے دل اس اعلیٰ روحانی تسلیم کو پوری طرح جذب کر سکیں،

(۲) بد اخلاق اور ناشکر گزار لوگوں کی طرف سے تمہیں ایذا میں پونچھینگی، وہ تمہاری راہ میں رکاوٹیں پیدا کرینگے اور ہر طرح سے تمہارے مقصد کی مخالفت میں سرگرمی دکھائینگے پر تم کبھی ان کی کوئی بات نہ سنو اور نہ ان کی مخالفتوں کی کچھ پرواہ کرو بلکہ اپنے خدا کے حکم پر نہایت صبر و استقلال سے ثابت قدم رہو اور انتہائی بہت اور اولوالعزمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پابندی اور اس کی اطاعت و اشاعت پر جمے رہو،

(۳) اور تمام اعمال و افعال کی روح، شریعت کے تمام اصول و فروع کا مغز یعنی اپنے خداوند کی یاد میں صبح شام مشغول رہو کسی وقت، کسی ساعت، کسی آن اور کسی لمحہ اس سے بغافل نہ خصوصاً رات کے وقت جبکہ تمام تبلیغ اور اشاعت تعلیم اور ارشاد کے کاموں سے فراغت ہوتی ہے، پوری طور پر

اس کے لئے سجدہ کرتے اور اس کی تسبیح و تقدیس میں وقت صرف کرو
 کہ ایک انسان کی انسانیت کا یہی جوہر کمال ہے یہی تمہاری زندگی اور
 تمام انسان کی زندگی کا مقصد عظیم ہے، تمام شرائع اور قوانین کا
 خلاصہ ہے یہی تمام عبادات کی روح ہے اور یہی وہ عظیم الشان
 اور گرانبار امانت الہی ہے جسکو اٹھانے سے دنیا کے تمام سفیلک
 پہاڑ اور یہ عظیم الشان آسمان و زمین اور اس عالم کی تمام
 چھوٹی اور بڑی ہستیوں عاجز رہیں اور انسان نے اسے قبول کر لیا

انسان کی غفلت

(۲۶) اِنَّ هُوَ لَءِیُّ حَبُوْنَ الْعَاجِلُوْ

یشک یہ لوگ جلدی کی چیز سے محبت کرتے ہیں

یذُرْفَنَ وَاَسْرَاءَ هُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا

اور ایک بھاری دن کو اپنے پس پشت ڈال دیتے ہیں

ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ دنیا کی نظر فریب چیزوں کو
 دیکھا کر اصل انجام اور اس آنے والے عظیم الشان دن کو بھول
 بیٹھے ہیں، دنیا کی چیزیں اور یہاں کی تکامل نہیں صرف
 اس لئے تھیں کہ انسان انہیں استعمال کر کے اپنی زندگی قائم رکھے
 اور اپنے اصل مقصد زندگی کے پورا کرنے میں ان چیزوں کی
 سدو حال کرے پر اس لئے اپنی بیوقوفی اور اپنی حماقت و جہالت
 سے ان ہی اسباب اور ذرائع کو اور ان ہی کے حاصل
 کرنے میں اپنی ساری عمر صرف کرینے کو زندگی کا اصل مقصد

زندگی بنا لیا پس اس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ اصل مقصد کو پس پشت سے
ڈل دیا اور انجام کی طرف سے بالکل ہی غافل ہو بیٹھا۔ جس کا نتیجہ
تھا کہ جب اس کو راحت اور اس آسائش پہنچانے کے لئے خدا نے
ساری دنیا اور ما فیہا پیدا کر دی ہے تو اس کی زندگی کس قدر اہم
ہوگی اس کے قدر اللہ کی قدر عظیم الشان ہونے پر غور فرمیں
اس نے اپنی اتنی بڑی زندگی کو صرف اس لئے سمجھا کہ روپیہ کمانے
اور کھانے اور مرجانے تو یہ ساری خرابی اسی لئے پیدا ہوئی کہ اس
لئے ذریعہ اور اسباب کو اصل مقصد سمجھ لیا اور جو واقعی اصل مقصد تھا
اس کو پس پشت ڈال دیا اور ظاہر ہے کہ جو شخص منزل مقصود
تک پہنچانیوالی راہ پر میر و تماشا میں مشغول ہو جائے اور اسی کو
اپنے سفر کا مقصد سمجھ بیٹھے تو یقیناً وہ منزل مقصود تک پہنچ
سکیگا سرگرمیوں پر جو درخت لگائے جاتے ہیں، وہ بیشک اسی لئے
ہیں کہ چلنے والے اس سے آرام اٹھائیں لیکن وہ شخص کس قدر
بیوقوف ہے، جو ان درختوں کے سایے اور ان کی ٹھنڈی ہوا کو
لطف میں اس قدر مجھو ہو جائے کہ وہیں رہ پڑے اور اپنے
سفر کے خیال سے بالکل غافل ہو جائے پس یہی حال
ان لوگوں کا ہے جنہوں نے اس عالم فانی کو جو محض اک عالم
استحسان ہے اٹھلی گھر بنا لیا ہے اور اصل راہ انہوں نے گھوٹ
کو دل سے اس طرح بھلا دیا ہے کہ بھول کر کہی کہی اس کا
خیال نہیں آتا،

غفلت کا برا انجام

(۲۸) مَنْ خَلَقْنَا هُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ

ہم نے انہیں پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ بند مضبوط
 وَآذَانُنَا بَدَلْنَا مِثْلَهُمْ تَبْلِيًا
 کئے ہیں اور ہم جب چاہیں گے ان کے بدلے ان ہی جیسے آدمی آج

ان لوگوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کا ایک عظیم الشان قدرت والا خدا بھی موجود ہی
 ہے جس نے انہیں ذرہ بے مقدار سے پیدا کیا ہے اور جس نے انہیں ایک قطرہ بنا چھڑ
 سے بڑھا کر پورا انسان بنایا ہے، انہیں قوتیں دی ہیں، انہیں ہر طرح کی طاقتیں
 بخشی ہیں، ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ کسی حال میں اس کی غیر قنای قوت اور
 غیر محدود قدرت کے احاطے سے باہر نہیں ہیں اور ان کی کیا ہستی ہے جبکہ دنیا کے
 طے پڑے پہاڑیہ عظیم الشان لہراتے ہوئے سمندر اور یہ زمین و آسمان سب کے سب
 ہی کی عظمت و جلال اور اسی کی کبریا و جبروت کے دربار میں اس کو ہر امر وہی
 ہے، تسلیم خم کئے ہوئے ہیں، لیکن پرواضح رہنا چاہئے کہ اگر وہ اپنی غفلت سے باز نہ
 آئے اپنی بد اخلاقیوں اور سرکشوں کو چھوڑ کر خدا کے بتائے ہوئے قوانین کی
 بندی نہ کریں گے تو وہ خدائے قادر جو ہمیشہ بد اخلاق قوموں کو صفحہ دنیا سے
 مٹا دیتا ہے اور تباہ اور ہلاک کرتا رہا ہے، انہیں انہیں بھی پردہ ہستی سے بالکل
 کر دیا اور جس طرح اس نے عاوش و قوس کو جس طرح اس نے قوم فرعون
 کو جس طرح اس نے اس دنیا کی ہزاروں حکومت اور بد پرہ والی قوموں کو
 ظلم و عدوان ان کی زندگی اور بہیمیت کی وجہ سے ہلاک کر ڈالا ہے
 وہی وقت اس طرح تباہ کر دینگا کہ اس زمین پر ان کا کوئی نام و نشان

بھی نہ باقی رہیگا اور ایک دوسری قوم کو تمہاری جگہ دے دینگا۔

آخری نصیحت

(۲۹) اِنَّ هٰذِهِ سَبِيْلًا مَّا مَنَّ شَاءَ الْخَلْقِ اِلٰى

بیشک ایک نصیحت ہے توجہ کوئی پہلے اپنے رب کی طرف
سَرِيَّةً سَبِيْلًا (۳۰) فَاَتَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ

راہ اختیار کیے اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے کیونکہ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (۳۱) يَدْخُلُ مِنْ نَّشَاۗءِ عَرَفِي

اللہ علم والا حکمت والا ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل

رَحْمَتِهِ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعْدٰۗهُمْ عَنَّا اَلَيْمًا،

یہ ایک آخری نصیحت اور یاد دہانی ہے جو ہم لوگوں کو کی جاتی ہے

جو جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو اور جن بد اخلاقیوں میں تم لوگ مبتلا ہو اگر

خدا ابھی اس کا مواخذہ کرے تو از روئے عدل و انصاف تمہارے پاس

اس کے عذاب سے بچنے کے لئے کوئی عذر نہیں پر اس کی غیر متناہی

رحمت یہ نہیں چاہتی، اس لئے وہ بار بار تمہیں نصیحت فرماتا ہے اور

تمہیں تنبیہ کرتا ہے تاکہ تم اب بھی باز آ جاؤ اور اس راستہ کو اختیار کرنا

جو تمہاری زندگی کو کامیاب کرے اب بھی تم لوگوں کے لئے اصلاح کا کافی

موقع ہے، مگر ان خدا تمہیں اگر اس کی توفیق دے اور تم راہ آ جاؤ تو بھی

اپنے اوپر نازان نہ ہونا کہ یہ فضل بھی محض خدا کے رحیم ہی کی رحمت کا

ایک کرشمہ ہے کہ اس نے تمہارے دلوں میں حق کی طرف توجہ پیدا کی اور

جو اس آخری یاد دہانی پر بھی یہ سمجھیں ان کے لئے دردناک عذاب

سورہ مرسلہ

سکی - ۵ آیتیں

پینچب کسی قوم میں آتا ہے، تو شروع شروع میں
جس ذوی احکام پر زور نہیں دیتا، کیونکہ جب تک ایک جماعت
اپنی ذہن جاگتے، اپنے خیالات کے ایک ایک جزو پر اس سے عمل کرانا
مشکل ہے، اسی لئے شروع میں وہ اصول تعلیم کی طرف لوگوں کو
متوجہ کرتا ہے کہ اگر وہ اصول کو مان لینگے تو شروع میں نہ زیادہ جھگڑائی کی
ضرورت ہوگی، نہ بحث و مباحثہ کی، چونکہ پیغمبر دنیا کے بڑے مصلح کا
نام ہے جو کسی قوم کی، اخلاقی، تمدنی، معاشی اور ساتھ
ہی اس کے روحانی اغراض یہ کہ ہر طرح کی اصلاح کے لئے آتا ہے
اسی لئے ابتدائے دعوت میں وہ جن چیزوں کی طرف متوجہ کرتا ہے
میں ہیں،

دانا جزا اور سزا کے دن کو یاد دلا کر ڈرانا، تاکہ برے اعمال کی برائی
دل میں بیٹھے اور اسے الگ رکھنے کی طرف توجہ ہو، اور جزا کی
حقیقت سمجھ لینے کے بعد قرآن کا حقائقیت اور صداقت بخوبی سمجھ
میں آسکتی ہے کہ جن حقیقتوں کو اس نے مفصل اور طرح طرح سے
اور دلیل دے دے کر واضح اور روشن کر دیا ہے، ان میں ہی
ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کا فیصلہ عدل و انصاف پر ہونا ضروری
ہے، اور اعمال کی جزا و سزا ایک ضروری اور لازمی امر ہے

اور اسی لئے قرآن نے جا بجا اس عظیم الشان دن سے گمراہی سے
 جزا و سزا کے لئے مقرر ہے اور جب کا نام روز قیامت ہے،
 (۲) انسانی زندگی کا اعلیٰ ترین مقصد پورا کرنا یعنی خدا کے
 اپنی بندگی کی حیثیت ملحوظ رکھنا اس سے صحیح تعلق پیدا کرنا، توبہ
 اور نماز اور ساری بدنی عبادتیں اس مقصد کو پورا کرنے کی عمدہ
 صورتیں ہیں،

(۳) خدا کی مخلوق کے ساتھ ہر ایک کی حیثیت اور حق کے موافق
 کرنا، تہذیب و تمدن اور معاشرت کے اصولی ضرورت کو پورا کرنا، قیامت
 گذشتہ سورت میں، بھی (۱) جزا و سزا (۲) قرآن (۳) نماز
 تیس چیزوں کا ذکر تھا اور یہاں بھی ان تینوں کا ذکر ہے، لیکن گذشتہ
 سورت میں روز جزا پر مختصر دلیل دی گئی ہے، اور وہاں کی باتوں
 کی تفصیل کے ساتھ ترغیب کا پہلو زیادہ اختیار کیا گیا ہے، اور یہاں
 دلیل میں زیادہ تفصیل ہے اور وہاں کے عذاب کو بیان کر کے
 تہذیب ڈرانے کا پہلو زیادہ اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ تبلیغ کا
 ذریعہ اصول یہی ہے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 قیامت پر مناظر قدرت کی شہاد

(۱) وَالْمَوْسَلَاتِ عُرْفَادِ فَالْطَّيِّفَاتِ عَصْفًا
 قسم ہے ان (جہاؤں) کی جو معمولی طور پر چلائی جاتی ہیں پھر تیز رفتاری سے چلتی
 (۲) وَالشَّمْسِ وَنُجُومِهَا (۳) فَالْفَرْقَاتِ مُرْتَجًا
 ہیں اور پھیلاوتی ہیں پھر جاہدا کر رہتی

(۵) قَالَمْ لَقِيْتِ بَدَلًا اِنْ عَلَّ مَلِكًا اَوْ فَنَدَّ مَلَكًا،

پھر ڈالتی ہیں نصیحت، عذر کے لئے، یاد دہانی کے لئے،
 اس قسم میں ہواؤں کی پانچ حالتیں بیان کی گئی ہیں، (۱) معمولی طور
 سے چلنا (۲) پھر تیز چلنا (۳) ابر و نباتات و حیوانات کو تتر بتر اور
 منتشر کر دینا (۴) اپنے نتیجہ میں فرق اور امتیاز کر دینا یعنی کسی کو نفع
 پہنچانا اور کسی کو نقصان (۵) سمجھدار لوگوں کے لئے نصیحت اور
 عبرت پیدا کرنا غافلوں کو اپنے بُرے آثار سے ڈرانا
 یہ پانچ صفتیں ہوا کی بیان کی گئی ہیں، اور دکھایا گیا ہے کہ خدا
 جب ہوا چلاتا ہے، اور وہ شدید آندھی کی صورت اختیار کر لیتی ہے،
 پھر وہ بادل کو پھیلا کر بارش ہونے کا سبب بنتی ہے، پھر بارش اور آندھی کے
 ذریعہ سے بعض ملک اور بعض لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے اور بعض کو نقصان
 پہنچاتا ہے، بعض ملک کے لوگ آندھی کی شدت اور زیادتی سے تباہ
 اور برباد ہو جاتے ہیں جس سے عقل رکھنے والے عبرت پکڑتے ہیں،
 اور غافل لوگ ایسے لوگوں کے اس برسے انجام سے متنبہ ہو کر
 اپنی عملی حالت درست کرتے ہیں،

ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ خدا اپنی قوت اور اپنے اختیار
 اور ارادہ اور خواہش سے ہواؤں کو چلاتا ہے، کسی قوم کو اس سے
 نفع پہنچاتا ہے اور ان کے لئے باعث خوشی و مسرت بناتا ہے،
 اور کسی ظالم قوم کو اس سے ہلاک اور تباہ اور برباد کر دیتا ہے، کبھی
 سکودک لیتا ہے، اور کبھی چلاتا ہے اس طرح ہواؤں کی یہ حالتیں
 روز قیامت کے واقع ہونے پر صاف اور ظاہر طریقہ سے شہادت

دینی ہیں، کیونکہ ہواؤں کی ان حالتوں کا علم اور اس کے نتیجے میں

اور غضب یعنی مخلوق کے نفع اور ہنر یا جزا اور سزا دینے کے لئے

دنیا کے اندر ہواؤں سے بھی کام لیتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ

(۱) وہ اعلیٰ درجہ کا پروردگار ہے، کہ ہمیشہ ظالموں اور ظالموں

کی نگہبانی کرتا ہے اور مظلوم اور نیک لوگوں کو ان کے اپنے اعمال

کا پھل اور ظالموں اور برے لوگوں کو ہمیشہ سزا نہیں دیتا، بلکہ

(۲) نیز یہ کہ اس کے اندر انتہائی قوت اور قوت ہے جو

کہ جس وقت، جس چیز سے، جس طرح چاہتا ہے کام لیتا ہے، ہونا

کا کوئی ذرہ اس کی قدرت کے احاطہ سے باہر نہیں،

(۳) نیز یہ کہ اعلیٰ درجہ کا صاحب حکمت اور صاحب تدبیر

ہے، اور نیک کے مخلوقات کو اس نے اس حکمت اور تدبیر سے پیدا کیا ہے

کہ اسکی حد تک عقل کی رسائی نہیں ہو سکتی، صرف ہی ایک ہوا اور

اسکی مختلف حالتیں، مختلف کیفیتیں ایک ہی آندھی کے مختلف

آثار اور مختلف نتیجے اس کے پیدا کرنے والے اور اس سے کام

لینے والے کی انتہائی حکمت اور تدبیر پر باور ازل بند شہادت دیتے

ہیں، تو پھر دنیا کی ساری چھوٹی اور بڑی چیزوں کے باہمی تعلقات

کو دیکھو اور ان تعلقات کے آثار و نتائج پر غور کرو تو سزاؤں اور جزاؤں

کہ جن مخلوقات کے اندر اس قدر مصلحتیں اور حکمتیں پائی جاتی ہیں

کہ انھیں ہم پوری طرح سمجھ بھی سکتے ہیں، پھر ان مخلوقات کا خالق

کس قدر اعلیٰ درجہ کا حکیم اور انتہائی درجہ کا مدبر

ہوگا۔

اور جب خدا پروردگار سے اور دنیا کے اندر ظالموں، مظلوموں، نیکوں
 بدوں کی خبر گیری کرتا رہتا ہے انہیں انعام اور سزا دیتا رہتا ہے،
 تو ضرور ہے کہ ساری دنیا کے مجموعی آخری فیصلہ اور انتہائی جزا
 و سزا کے لئے ایک دن مقرر کرے، جس میں دنیا کے ہر تنفس کو
 ذرہ ذرہ کا ثواب اور عذاب دیا جائے،

جب وہ قادر مطلق دنیا کے ہر چھوٹی بڑی مخلوقات سے اپنے
 ارادہ اور خواہش کے مطابق جب چاہتا ہے، جس طرح چاہتا ہے
 کام لیتا ہے تو اسکے لئے آسان ہے کہ ایک دن ایک بڑی مصلحت
 اور حکمت پوری کرنے کے لئے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اس عالم
 کے موجودہ انتظام کو بدل دے اور دنیا کے تمام گذشتہ اور
 موجودہ اور آئندہ انسان کو جو مکر معدوم اور نیست نہیں ہو گئے
 اٹھا کھڑا کرے، کیونکہ ان کے ذرات کو اکٹھا کرنا اور پہلی صورت
 میں بدل دینا اس کے لئے کوئی مشکل نہیں جس کے پاس
 انتہائی علم اور قدرت موجود ہے، اور اس کی مثال نعینہ
 بیج کی سی ہے، جس سے ایک تناور درخت پیدا ہو جاتا ہے،

جب وہ اعلیٰ درجہ کا حلیم اور مدبر ہے کہ صرف ایک ہواؤں
 کے چلانے میں سینکڑوں حکمتیں پائی جاتی ہیں، اس سے
 ابریش حرکت ہوتی ہے، ابرا کٹھا ہوتے ہیں، بارش ہوتی ہے
 نباتات پر اسکا اثر پڑتا ہے، بعض لوگوں کو اس سے مانتی ہے
 بعض کو اس سے نفع پہنچتا ہے، تو جب اسکی ایک ادنیٰ مخلوق
 میں اسقدر حکمتیں پائی جاتی ہیں، جب ایک ایک ذرہ ہزاروں

۲۲۲

۱۶

اور جو اس کے مزوری ہونے پر دلیل دی گئی ہے، اسی طرح ان
 آیتوں میں قیامت کے وہ واقعات پیش کئے گئے ہیں، جو ہوا اور آندھی
 کے افعال و اثار کے مشابہ ہیں، تاکہ اس سے وہ شبہ بھی رفع ہو جائے
 بعض لوگوں کو قیامت کے ہولناک واقعات کے متعلق پیش آتا ہے
 اور وہ سمجھ لیں کہ قیامت میں جن واقعات کے پیش آنے کی خبر دی
 جاتی ہے، اس قسم کے واقعات خود یہاں ہواؤں کے ذریعے سے پیش
 آنے رہتے ہیں، فرق ہے تو یہ کہ یہاں کے واقعات چھوٹے پیمانہ پر ہیں
 کسی خاص ملک اور زمین کے کسی خاص حصہ پر آتے ہیں، اور وہ
 نہایت اعلیٰ اور انتہائی پیمانہ پر ہوگا اور نہ صرف اس زمین میں بلکہ
 سارے عالم واقع ہوگا،

یہاں تین باتیں بیان کی گئی ہیں (۱) ستاروں کا سٹ جانا،
 (۲) آسمان کا پھٹ جانا (۳) پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہو جانا،
 یعنی موجودہ نظام کو توڑ دیا جائیگا، جس کی وجہ سے دنیا کے یہ ساری
 چھوٹے بڑے اجسام ستارے اور زمین وغیرہ وغیرہ آپس میں ٹکرا
 جائیگے، اور اس عظیم الشان تصادم کا یہ اثر ہوگا کہ سارے بڑے بڑے
 اجسام ریزہ ریزہ اور پارہ پارہ ہو جائیگے، جس طرح ہوا کی شدت بڑی
 بڑی سرنگھٹ عمارتوں کو منہدم کر دیتی ہے، بادلوں کو ٹکڑے ٹکڑے
 کر دیتی ہے عظیم الشان اور تناور درختوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک
 دیتی ہے، تو جو شخص ہواؤں اور آندھیوں کے ان اثار اور ان نتیجوں کو
 دیکھتا ہے اور تسلیم کرتا ہے، وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے، کہ اس طرح
 کے واقعات ممکن ہیں، اور جس قادر مطلق میں یہ قدرت ہے، کہ

اپنی مخلوق سے اس قسم کے کام لینا ہے، وہ ہلکتا رہتا ہے اور
کر سکتا ہے کہ ستاروں کو ماند کر دے، سیاہی لٹا کر لہجہ
ٹھکرا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے، پہاڑوں کو ٹھکرا کر ذرہ ذرہ اور چھوٹا چھوٹا
کر دے، تو ہواؤں کے یہ کارنامے اور آندھنیوں کے یہ کوششے کیا
کے ان مذکورہ بالا واقعات کے ممکن ہونے پر پوری طرح شہادت دینی

(۱۱) وَإِذَا السَّمَاءُ أَقْتَتَتْ (۱۲) لِأَنِّي يُؤْمِرُ

اور جب پیغمبر مقرر وقت برائے جائیگے، کس دن کے

أَجَلَتْ؟ (۱۳) لِيَوْمِ الْفَضْلِ (۱۴)

لئے یہ مہلت دے گئے تھے؟ فیصلہ کے دن کے لئے،

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمِ الْفَضْلِ؟ (۱۵)

اور تجھے کیا خبر کہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟

وَنِيلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکی ہے۔

اس دن تمام قوموں کے پیغمبروں کو حاضر کیا جائے گا، اور انہیں
انکی امتوں کے حالات پوچھے جائیگے، جلتے ہوئے پیغمبر کس دن کے
لئے اس مہلت میں تھے؟ فیصلہ کے دن کے لئے، اور اسے
مخاطب! تو کچھ جانتا ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیا چیز ہے؟ وہ اس
دن ہے کہ جو لوگ اپنے پیغمبروں کو، پیغمبروں کی تعلیم کو برا اور سزا
کو، روز قیامت کو جھٹلاتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے وہ ہلاکت ہے
اور تباہی کا دن ہے،

چونکہ لوگوں کے دلوں میں قیامت کی طرف شہید تھا اس لئے

ہر کر دیا کہ وہ فیصلہ کا دن ہے، اور اسے سوخرا س لئے کیا گیا اور لوگوں کو اتنی مہلت اس لئے دی گئی ہے کہ خدا رحیم ہے، وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کو پھیلوں کے ذریعہ سے آگاہ اور متنبہ کر دے، ان کو انکی ذمہ داری بتا دے، ان کے فرائض اور ان کی زندگی کے اصلی مقاصد سے انھیں مطلع کر دے، ان پر یہ بالکل واضح کر دے کہ جو جو کام وہ کرتے ہیں، ان کاموں کی جزا اور سزا انھیں ضرور ملے گی، اور خدا کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق ہر کام کا اس کے موافق اچھا اور برائی نتیجہ انھیں ملنا ضروری ہے، اس نصیحت اور یاد دہانی اور تنبیہ سے اگر لوگ آگاہ ہو گئے تو ان کے لئے بہتر ہے، ان کی زندگی کامیاب ہے اور اگر اسپر بھی انہوں نے سرکشی کی اور اپنی ہیبت نہ چھوڑی تو اسی زندگی سے سزا ملنی شروع ہو جاتی ہے، جسکی تکمیل اور حسباً آخری اور پورا فیصلہ اُس دن ہوگا، جب دنیا کا یہ موجودہ دور اور یہ سلسلہ ختم کر دیا جائیگا، اور دوسرا سلسلہ شروع ہو جائے گا جسے روز قیامت کہا گیا ہے،

(۲) جزا سزا تاریخی شہادت

(۱۶) اَلْمُفْضِلُ الْاَوْلٰیئِہٖ ۙ (۱۷) ثُمَّ نُنَبِّئُہُمْ

کیا ہم نے پہلے لوگوں کو نہیں ہلاک کیا؟ پھر ان کے پیچھے ہی پھیلوں کو،

الْاٰخِرِیْنَ (۱۸) کَنْ لِّکَ نَفْعًا بِالْمِیْنِ

میروں کے ساتھ ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں،

(۱۹) وَاٰیٰتِ الْیَوْمِیْنِ لِلْمُکْلِیْنَ

جسٹانے والوں کے لئے اس دن ہلاکی ہے

قسم کے اندر ہواؤں کے کہ وہیں انہوں نے اپنے گناہوں کو
کو ذکر کر کے خدا کی قدرت اور حکمت اور جلال اور عظمت اور
پروردگاری کے کوشمہ دکھائے گئے ہیں، اور پتا چلا ہے کہ
مختلف لوگوں کو خدا اسکے مفید اور مضر نتیجوں کے ذریعہ سے
سزا دیتا ہے، جس سے باخلاق لوگوں پر عیب پوری ہوتی ہے
اور غافلوں کے لئے ایک نازیبا نئے عبرت ہوتا ہے، اور بغیر جوار
سزا کی ظاہر اور روشن حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے،
وہ تو قدرتی مناظر کی ایک شہادت تھی جو جزا و سزا کے ضروری
اور واقعی ہونے پر باواز بلند شہادت دے رہی تھی، اس کے بعد
قیامت کے آن چند واقعات کا ذکر کیا گیا جو آندھی کے افعال اور
اوس کے نتیجوں کے مشابہ ہونگے، تاکہ جو لوگ ان واقعات کو نہایت
بعید از وقوع اور بعید از امکان سمجھتے ہیں، اپنی آنکھوں کے
آگے واقع ہونے والے شب و روز کے واقعات، اندھی طوفان
وغیرہ کو دیکھ کر سمجھ لیں کہ اسی قسم کے واقعات اس سے زیادہ
اعلیٰ پیمانہ پر واقع ہونے ممکن ہیں، اس کے بعد اب یہ دوسری
دلیل ہے جو تاریخی واقعات سے دی گئی ہے۔
اسے وہ لوگوں میں جزا اور سزا کے ضروری ہونے میں کلام ہے
ایسی ضروری اور باواز بلند شہادت دینے والی دلیل ہے جو
ہوئے بھی تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو گزشتہ زمانہ کی تاریخی
انگیزوں کے حالات پر نظر کرو، قوم عا و کا کیا انجام ہوا، قوم
کو کس طرح سزا دی گئی، قوم فرعون کو کس طرح سزا دی گئی

ان کے سولہ تالیفات کے حالات دیکھو، تو ہی اور ملکی حیثیت سے دنیا کی
 مشہور جاہ و چشم ہونے والی دولت، جو عزت و شوکت، انھیں مٹھی
 تاریخ کے اوراق میں، سرسپ کی قومی روایات میں شاعروں کے
 کلاموں میں، موجود ہیں، تم خود ان مقامات اور ان ملکوں میں جاتی
 ہو جہاں ان کے بقیہ آثار پرانے کھنڈر اور پیرانہ شہہ محلوں اور عمارتوں کی
 پوزان کے بد انجام اور ان کی تباہی اور پر باد ہی پر زبانِ حال سے
 رو رہے ہیں، اور دیکھنے والوں کے لئے ان کی خاموش صدرا میں ایک
 عظیم الشان نصیحت ہے اور یہ آثار خود ایک عظیم عبرت ہیں جنہیں
 ایک چشم بصیرت رکھنے والا دیکھ کر سبق حاصل کر سکتا ہے،
 یہ تو پرانی قومیں تھیں، اب تمہارے گرد و پیش جو کچھلی قومیں گزری
 ہیں ان کے حالات پر نظر ڈالو، رومۃ الکبریٰ کا کیا حشر ہوا وہ
 کس طرح تباہ ہوئے، تمہارے سامنے ہی مشرق کی ایک عظیم الشان
 سلطنت ایران کا کس طرح خاتمہ ہوا، اہل روم کی تاریخ پڑھ کر
 ان کی ان بد اخلاقیوں کا حال دیکھو، جس نے ان کی اس سطوت و
 جبروت کی سلطنت کو زیر و زبر کر دیا، ایران کے آخری تاجدار
 پر دین کی سوانح عمری پڑھ کر معلوم کرو کہ اس نے دنیا کے امن کو
 اپنی درندگی اور سبیت سے کس کس طرح صدمہ پہنچایا اور
 بالآخر اس کا کیا عبرت خیز انجام ہوا،
 یہ ہماری ایک مسترعات اور ایک دینی طریقہ ہے کہ مجرموں کو
 اس طرح سزا دیتے ہیں، یہ ہونہیں سکتا کہ کوئی قوم بد اخلاق بن
 جائے اور وہ اپنے برے اعمال کے بد انجام سے محفوظ رہے،

اور پھر کیا ہوتے ہوتے کیا ہو گئے، کیا تم سب سے پہلے ایک لیل اور پانی کا
 بے مقدار ذرہ انہیں تھے یا جسے ہم نے اپنے مقرر کردہ قانون فطرت کی
 مطابق ایک مقررہ مدت تک ایک خاص اور محفوظ جگہ میں رکھا،
 پھر اس کے بعد تم کو انسانی صورت عطا کر کے دنیا میں بھیجا، تو ایک
 قطرہ سے بڑھا کر انسان تک پہنچا دینے پر غور کرو اور سمجھو کہ ہم
 سب کچھ قدرت رکھتے ہیں، اور ہم نہایت اعلیٰ درجہ کے قادر مطلق ہیں
 کیا جب ہم مٹی کو اناج، اور اناج کو خون، اور خون کو قطرہ منی، بنا سکتے
 ہیں، اور کیا جب ہم اس ایک ناچیز قطرہ کو تمہارے ہی جسم میں ایک
 خاص جگہ رکھا، اسکو خون پھر گوشت، پھر ہڈی کا مجموعہ بنا سکتے ہیں،
 اور کیا جب ہم اس گوشت اور ہڈی کے مجموعہ کو جان عطا کر کے ایک
 مکمل انسان بنا کر تمہیں اس صورت میں پیدا کر سکتے ہیں تو ہم پھر
 تمہارے ان ہی منتشر اور بکھرے ہوئے اجزا کو دوبارہ اکٹھا کر کے پھر
 خون اور گوشت اور ہڈی کی صورت دیکر جاندار نہیں بنا سکتے؟ جب
 میری قدرت اور میرا علم غیر متناہی ہے، اور جب میری قدرت اور
 علم کا احاطہ تمہاری محدود عقلی اور علمی قوت کی دسترس سے بالاتر
 ہے، تو تم کو اپنی دوبارہ پیدائش میں کیا شبہ ہے؟ اور کیوں شبہ ہے
 کیا جو کام تم خود ایک دفعہ کر سکتے ہو، بلکہ روزانہ کرتے رہتے ہو، وہ
 دوبارہ سے نہیں کر سکتے؟ تم پر افسوس ہے کہ تم کس قدر برا
 فیصلہ کرتے ہو، اور تمہاری عقل پر تعجب کہ وہ ہماری غیر متناہی،
 صفات کے متعلق بے سمجھے اور بوجھے اپنا فیصلہ ظاہر کرتی ہے، مگر انسان
 کی اپنی پیدائش پر غور کرو دوبارہ پیدائش کے ہوتے کا فیصلہ نہیں کر سکتی؟

جو لوگوں کے دہانے پر پیدا ہوئے اور ان کے دل سے
 دینے والے کو جھٹلا دیتے ہیں، ان کے لئے وہ دن جیسا کہ
 ہلاکی کا ہوگا جب انسان اپنے اپنے عمل کی جزا و سزا
 پیدا کیا جائے گا، اسی دن کا نام روز قیامت ہے۔

(۲۴) جزا سزا پر خدا کی حکمت و تدبیر کی شہادت

(۲۵) اَلَمْ يَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَرْبَعًا مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا

کیا ہم نے زمین کو سٹیپے والی نہیں بنایا، اور شمال کو اور جنوب کو

(۲۶) وَجَعَلْنَا فِئْتَارًا وَاَسَىٰ شَهِيقًا وَاَسْتَقِيمًا

اور ہم نے اس میں مضبوط پھین بنائیں، اور ہم نے تم کو

مساخ فسا اتار دیا، وَاَسَىٰ شَهِيقًا وَاَسْتَقِيمًا

یٹھا پانی پلا یا، اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے،

اسے وہ لوگوں جنہیں روز قیامت کے واقع ہونے میں شبہ ہے
 تم خدا کی مخلوقات پر غور نہیں کرتے، اس عالم کے اندر جو جو حکمتیں
 نظر آتی ہیں انہیں دیکھا کر یہ نہیں سمجھتے کہ خدا نے جو کام کئے ہیں جو
 حکمت اور مصلحت سے کئے ہیں، پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ یہ
 دنیا جو اس اعلیٰ انتظام کے ساتھ چل رہی ہے، اس کا کوئی اجلا
 نہ نکلے، کیا ہم نے تمہارے زندے اور مردے دونوں کے لئے
 لئے زمین نہیں بنائی، کیا ہم نے زلزلے سے محفوظ رکھنے اور بازن
 کے لئے ابر مہیا کرنے اور ایسے ایسے ہزاروں فائدوں کے لئے
 پہاڑ نہیں بنائے، کیا ہم نے تمہیں شیریں پانی پلانے کا علم
 انتظام زمین میں نہیں کیا، ان باتوں پر غور کرنا

زمین پر پانی اور ہوا کی حالت و تدبیر کو سمجھو کہ ہم جس مخلوق کو
 جس طرح اور میں وقت اور جو کام چاہتے ہیں، لیتے ہیں، تمہاری
 زندگی کے لئے زمین، پانی اور ہوا تینوں کی ضرورت تھی، اور تینوں کی
 جگہ الگ الگ ہے، زمین کی جگہ پانی کے اندر ہے، اور پانی کی جگہ ہوا
 سے نیچے ہے، اور ہوا ان دونوں سے اوپر ہے، تم پانی کے اندر زمین
 پر نہیں رہ سکتے تھے، کیونکہ ہوا کے بغیر ایک لمحہ تمہاری زندگی محال ہے
 تم پانی کے سطح پر بھی نہیں رہ سکتے تھے، کیونکہ تمہارا بوجھ تمہیں وہاں
 رہنے نہیں دے سکتا تھا، ضرورت تھی کہ تمہارے لئے ایسی جگہ بنائی
 جائے جہاں زمین، سطح ہو، کہ پانی سے اوپر ہو تاکہ تم ہوا سے سانس
 لے سکو، اور پھر پانی کا بھی وہاں انتظام ہو، اس اہم ضرورت کو پورا
 کرنے کے لئے ہم نے یہ اعلیٰ انتظام کیا کہ زمین کو مختلف جانب سے
 پانی کی سطح سے اونچا کر دیا، اور پانی بہم پہنچانے کے لئے سورج
 کی گرمی سمندر پر ڈال کر وہاں سے بخارات کو اٹھا کر ٹھنڈے ہوا کے
 طبقوں میں پہنچایا، اور اسے ابر بنا کر شہریں پانی کی صورت میں
 تمہارے لئے زمین میں برسا یا، زراعت وغیرہ کے لئے انھیں بخارات
 کو برف کی صورت میں پہاڑوں پر گرایا جو گرمیوں میں پگھل کر پانی بنے
 اور وہاں کی صورت اختیار کر کے سینکڑوں اور ہزاروں میلوں تک
 ملک کو اس جھٹے سے لے کر اس جھٹے تک سیراب کرتا چلا جاتا
 اور اس کے ہموار کے لئے زمین میں ایسا نشیب و فراز رکھا کہ طبعی پانی
 ملک کو غرق نہ کرے بلکہ چلتے چلتے ملک کو سیراب کرے اور ضرورت
 کے لئے ہموار پہاڑوں پر سی سمندر میں گر جائے، یہ جتنے دریا

تمہیں ملکوں کی زراعتوں کو آباد کرنے والے خطرے ہیں ان کے
 پہاڑوں کی وجہ سے ہیں، جو خاموش اور دست بستہ تمہارے ملکوں
 میں جا بجا تمہاری خدمت کے لئے کھڑے ہیں، ان پہاڑوں کا فائدہ
 صرف یہی نہیں کہ ان کی وجہ سے دریا پیدا ہوتے ہیں بلکہ زمین کے
 اندرونی حصہ میں جو آتشیں مادے بھڑکتے رہتے ہیں اور باہر نکلنے کے
 لئے زور کرتے ہیں ان کے مہلک نتیجوں سے بھی تمہیں ہی پہاڑ
 بچاتے ہیں، کیونکہ عموماً وہ آتشیں مادے پہاڑوں میں ہو کر نکل
 جاتے ہیں، اور آبادی اس خطرے سے بچ جاتی ہے، اور بسا اوقات
 عظیم الشان زلزلہ ان آتشیں مادوں کی حرکت کی وجہ سے پیدا ہو جاتا
 جس کے خطرناک انجام کا بچاؤ بہت کچھ ہی پہاڑ کرتے ہیں، جو بطور
 بیخ کے زمین کے مختلف مقامات میں گڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں
 تو تمہارے رہنے کے لئے دنیا کے اندر ہم نے جو انتظام کیا ہے
 کیا تم اس بات پر غور کر کے یہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے اندر اعلیٰ
 درجہ کی تدبیر اور حکمت موجود ہے، ہمارے سب کام حکمت اور
 تدبیر اور مصلحت سے پر ہیں، ہماری رحمت کیا شان رکھتی ہے
 ہماری قدرت کس انتہائی پیمانہ پر ہے،
 تو وہ دنیا جس کے انتظامی اسرار حقائق سے انسانی ترقی
 عقلیں بھی باوجود ہزار ہا سال کی علمی اور دماغی کوششوں کے
 ناواقف ہیں، کیا اس قدر حکمتوں اور مصلحتوں کا مجموعہ دنیا
 اور بے انجام رہ کر ہمیشہ کے لئے اسی طرح چلی جائے گی
 اور عمل اور لغو کاموں کی طرح اس کا کوئی عمدہ اور بڑا اور عظیم الشان

ہماری طرف سے جو شخص ایسا کہے، وہ ہرگز عقل اور انصاف سے فیصلہ نہیں کرتا، ہماری رحمت یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ہم ظالم اور مظلوم دونوں کو مر جانے کے بعد یکساں فنا کر دیں اور انہیں آئندہ ان کی مظلومیت اور ظالمیت کا بدلہ نہ دیں، ہماری حکمت و تدبیر یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ اتنی بڑی دنیا کو اور انسان جیسی عظیم الشان مخلوق کو دنیا کے اندر محض محنت و عمل کی زندگی میں رکھ کر فنا کر دیں، اور آئندہ انہیں پھر کسی دنیا میں ان کے اچھے اور برے کاموں کے نتیجے میں جگہ کا موقع نہ دیں ہماری عظیم الشان قدرت کے آگے دنیا کے موجودہ نظام کو بدل دینا اور انسان کو دوبارہ پیدا کر دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

ہر ایک زمانہ آپکا جس میں اس دنیا کے اور انسان کی اس زندگی کے نتائج نکلیں گے، جس دن یہ بڑا فیصلہ ہوگا، وہی دن روز قیامت ہے۔

تو جو لوگ اس دن کو جھٹلاتے ہیں، اور خدا کی تعلیم اور پیغمبروں کی نصیحتوں کو نہیں مانتے، اس دن ایسے لوگوں کیلئے تباہی اور ہلاکی ہے،

وَمَنْ يُظَلِّمْ يَأْتِ اللَّهَ يَكْفُرًا ۚ

جو ظالم ہوگا، وہ اپنے آپ کو کافر بنا لے گا۔

وَمَنْ يُظَلِّمْ يَأْتِ اللَّهَ يَكْفُرًا ۚ

جو ظالم ہوگا، وہ اپنے آپ کو کافر بنا لے گا۔

مِنْ الْقَصَبِ وَالسَّيِّدِ (۲۳) اَلْجَنَّةِ لَمْ يَدْخُلُوهَا

اور نہ شعلہ سے بھلائے، وہ محل کے آگے اور پیچھے کی طرف سے

۲۳ س گانے کے جملت صفت (۲۳) اَلْجَنَّةِ لَمْ يَدْخُلُوهَا

جیسے کہ گویا وہ زرداوشٹ ہیں، اس دن جھٹلائے والوں

لَمْ يَدْخُلُوهَا

کے لئے ہلاکی اور تباہی ہے،

جسز او سزا اور روز قیامت کے ضروری ہونے پر سب سے پہلے تو

مناظر فطرت کی شہادت دی گئی، اس کے بعد ایک تاریخی شہادت

جزا و سزا کے ضروری ہونے پر دی گئی، اس کے بعد انسان کی

دوبارہ پیدائش کے ممکن ہونے پر خود نفس انسانی کی شہادت دی گئی

پھر ان تینوں کے بعد خدا کی قدرت کاملہ، حکمت عالیہ اور رحمت

غیر متناہیہ کے چند کرشمے پیش کر کے قیامت کے آنے اور اس نظام

دنیا کے ختم ہونے پر دلیل پیش کی گئی، اور ہر دلیل کے بعد اس بات

پر تنبیہ کرو یا گیا کہ جو لوگ ان صحیح اور ضروری واقعات کو تسلیم نہیں

کرتے، ان کے لئے اس دن نہایت ہلاکی اور تباہی ہے،

اب ان آیتوں میں اس ہلاکی اور تباہی کی تصویر دکھائی گئی ہے

جو ایسے بد اخلاق لوگوں کو وہاں اس دن پیش آئے گی،

اس دن خدا ان سے کہے گا، کہ جس سزا اور جس دوزخ

تم غلط سمجھ کر جھٹلایا کرتے تھے آج وہیں جاؤ، اور دیکھو کہ وہ

دوزخ غلط ہے یا صحیح ہے، وہاں جو سایہ تمہیں نظر آتا ہے

و اصل سایہ نہیں، جو دوزخ کی آگ کی گرمی اور اس کی تباہی

اس دن کو آج ہی کہہ سکتے ہیں کہ سب جہاں کوئی چیز کسی حیثیت سے
 مانگنا نہیں ہو سکتی، اس جہنم سے بڑے بڑے اونچے محلوں کی
 طرح بڑی بڑی چنگاریاں اڑیں گی، جو اپنے زور رنگ کیوجہ سے زور
 اونٹ کی طرح نظر آئیں گی، خلاصہ یہ کہ وہ ایسی بڑی جگہ ہوگی جس سے
 زیادہ تکلیف دہ کوئی جگہ ممکن نہیں، جو لوگ اس جزا سزا کو اور
 اس دوزخ کو آج نہیں مانتے، ان کے لئے اس دن سخت تباہی
 اور ہلاکی ہے،

(۵۳) هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ (۳۶) وَلَا

یہ وہ دن ہے کہ وہ بات تک نہ کر سکیں گے، اور نہ انھیں

يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَلُ رُؤُوسُهُمْ (۳۷) وَيَلْمُ

اجازت ہوگی کہ عذر پیش کریں، اس دن جھٹلانے

يَوْمَ يَدْعُ لِكُلِّ رِيءٍ

والوں کے لئے تباہی ہے،،،

لوگ یہ سمجھیں کہ وہاں اپنی زبان کی طاری یا اپنی تقریر کی قوت
 سے کام نکال لیں گے اور جس طرح دنیا کے اندر دنیاوی حکام کے
 آگے جھوٹی اور بالکل غیر واقعی بحث کر کے بالکل غلط اور جھوٹے دعووں
 پر اپنی زبان کی تیزی اور قوت فصاحت و بلاغت سے بازی
 لیجاتے ہیں وہاں ان طریقوں سے کچھ کام نہ چلیگا، وہاں عام
 لوگوں کا تو ذکر ہی کیا، مقربین بارگاہ خداوندی یعنی پیغمبر اور ملائکہ
 مقربین بھی اس دن بغیر خدا کے حکم اور اسکی اجازت کے لب تک
 نہ سکیں گے، اور نہ وہاں عذر پیش کرنے کی اجازت ملے گی، بچو فیصلہ

وہاں ہوگا محض اعمال کی اچھائی اور برائی پر مشتمل اور اس کے لئے
 عہد جزا ملے گی اور اس کیلئے کسی درخواست یا التجائی صورت سے
 برکتوں کے تو یقیناً سخت سزا ملے گی اور کوئی عذر نہ سنا جائے گا اور
 جو لوگ آج ان باتوں کو جھوٹ سمجھتے ہیں اور خدا کی عیب سے
 کو جھٹلاتے ہیں، ان کے لئے وہ دن نہایت تباہی اور ہلاکت کا دن ہوگا۔

(۸) هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ بِمَعْنَاكَ

آج فیصلہ کا دن ہے، ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے

وَآلَا وَلَئِنْ (۳۹) فَإِنْ كَانَ لَكُمْ

اگر تمہارے پاس کوئی چال ہو تو مجھ سے

کیڈا فکیڈا (۴۰) دَعَا يَوْمَ يَدْعُ

چل کر دیکھو، اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے

آج کا دن صرف اس لئے ہے کہ انسان کا فیصلہ ہو، اسی لئے
 ہم نے تم کو اور تم سے پہلے جتنے انسان دنیا میں ہو گزرے
 ہیں سب کو آج اکٹھا کیا ہے، تاکہ ان کی زندگی کے اچھے اور برے
 کاموں کے موافق آخری فیصلہ سنا کر انہیں ہمیشہ کیلئے
 جزا اور سزا پہنچانے کی جگہ بھیج دیا جائے، اسے لوگوں کو انہیں
 کچھ ہمت ہے اور ہم سے کچھ چال چل سکتے ہو تو چل کر دیکھ لو
 جو کوئی صورت تمہیں اپنے بچنے کی نظر آسکتی ہو کر گذر و
 تم یا درکھو کچھ نہیں کر سکتے اور ہمیں نہ کسی قسم کا فریب تم
 سکتے ہو، اور نہ ہم سے کوئی چال چل سکتے ہو، یہ کوئی دنیاوی
 دربار نہیں، جہاں بہتیرے مجرم رشوت، خوشامد، سفارش یا

اور پھر اس سے چھوٹے جلتے ہیں، اور پھر کے
 کسی صفت سے گناہ نہیں کسی کی مخالفت اور دشمنی یا ظلم و سرکشی
 کی بنا پر یا خود سزا یا بھوجاتے ہیں، یہاں وہ عظیم الشان دربار
 کا محسوس کا حاکم، سب کے درجہ کا انصاف اور ہے، اور جسے دنیا کے
 ہر فرد اور اہل دنیا کے تمام حرکات و سکنات کے متعلق مفصل
 اور پورا علم ہے، اور جس کی قدرت کاملہ کے احاطہ سے سب سے عالم
 کی کوئی واحد مستی بھی باہر نہیں، پس اس کا فیصلہ بالکل اٹل ہوگا،
 اور جو کچھ ہوگا محض واقعات اور انصاف پر مبنی ہوگا نہ وہاں کسی
 کی زبان کو قدرت ہے، کہ حرکت کر سکے، نہ کسی کو اتنی جرأت کہ
 اس کے آگے چون و چرا کر سکے، وہ دن ان لوگوں کے لئے سخت
 تباہی اور ہلاکی کا دن ہے جو آج ان باتوں کو جھٹلاتے ہیں،

(۲۱) اِنَّ الْمُنْفِقِيْنَ سَيُّئِيْ ظٰلِمِيْنَ وَّعٰیُوْنِ

بے شک پرہیزگار سائے اور چشموں اور ان میوں

(۲۲) وَّفُوَاكِهِمْ اَيُّسْتَهْوٰنِ (۲۳)

میں ہونگے جنہیں وہ چاہیں گے، جو کچھ تم کرتے تھے

گلو اور آتش بواہنیا کما کنتہم عملون

اسکے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور بیو،،،

(۲۴) اِنَّا لَنَرٰكَ لِيَكْفُرِيْ الْمُسِيْنِ

بے شک ہم آپ کو کام کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں،،

(۲۵) وَاٰتٰنَا يَوْمَئِذٍ الْمُسْكِنِ

جھٹلاتے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے،،

ہاں جو لوگ یہاں پر میرے گارڈین بنیں گے ان کے لئے
 اپنے فرائض اور انسانیت کے اعلیٰ اصول کے لئے
 لئے وہاں کامیابی ہی کامیابی ہے، انہیں ہر قسم کی
 دردناک سزاؤں سے بالکل امن ہے، وہ سنا کر اس دنیا سے
 ان کے لئے نہیں ہونگی، طرح طرح کے میون کے بارے میں
 جس طرح کا پھل وہ چاہیں گے، ان کے لئے موجود ہوگا، اور جو لوگ
 دنیا میں جو تم عمدہ کام کرتے تھے، اور جا سے متفرک کر رہے تھے اور
 کرتے تھے، ان کے بدلہ میں اب تم یہاں چین سے مزہ اٹھاؤ اور خوب
 کھاؤ پیو، اچھے لوگوں کو ہم ایسا ہی عمدہ بدلہ دیتے ہیں، اچھوں کیلئے
 اس دن نہایت کامیابی اور خوشی ہے، جو لوگ ان باتوں کو جھٹلاتے
 ہیں، ان کے لئے اس دن تباہی اور ہلاکی ہے،

(۲۶) کَلُوا وَتَمْتَعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ فَتَنُونَ

کھاؤ اور تمھوڑا سا لطف اٹھاؤ، تم تو بھرم

(۲۷) وَيَوْمَ يُنْفَخُ السُّكَّرُ يَدِينِ

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے،

اسے برے لوگو! اور بد اخلاقیوں میں منہمک ہو کر اپنے فرض کو

پس پشت ڈال دینے والو! پس یہ لطف و مزہ جو دنیاوی نعمتوں

سے اٹھا رہے ہو، عنقریب ختم اور فنا ہو جائے والے ہیں، جب

تمہاری یہ زندگی ختم ہوگی تو تمہیں اپنی اس بڑی اور بڑھاپا کی اور

قانون شکن زندگی کا برا نتیجہ اگر گھیر لے گا، اس وقت تمہیں

آئے گا کہ وہ دنیاوی عیش و راحت اور وہ لطف اور مزہ

انہیں دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فرائض کو، اور اخلاق کو پس پشت
 ڈال دیا تھا۔ بعض بے روزگاری تھے، جو خواب و خیال سے زیادہ وقعت
 نہیں رکھتے، جو لوگ آج بچے اور خیر خواہ معلم کو، اس کی عمدہ اور اعلیٰ
 اخلاقی تعلیم کو، اور ان یقینی حقیقتوں کو جھٹلاتے ہیں، جن کی خبر وہ
 تمہیں خدا کی وحی سے دیتا ہے، ایسے محسن کش اور ناشکرے اور بدافلا
 انسان کے لئے اس دن ہلاکی اور تباہی ہے،

(۲۸) وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا أَوْ سَجُّوا أَوْ ارْكَعُوا
 اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جھکو تو نہیں جھکتے ہیں،

(۲۹) وَذَيْلُ يَوْمِئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ
 جھٹلانے والوں کے لئے اس دن ہلاکی ہے،

جھٹلانے والوں کے لئے اس دن ہلاکی ہے،

آج انہیں خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر سمجھاتا ہے تو نہیں مانتے، خدا کی طرف
 انہیں متوجہ کرتا ہے، تو نہیں سنتے، انکے پیدا کرنے والے، پرورش
 کرنے والے، پیدائش سے لیکر مرنے تک کے سارے ضروریات کو
 مہیا کرنے والے آقا کی بڑائی اور برتری اور قدرت کے آگے اپنے عجز
 اور احتیاج اور اپنی بندگی کی حیثیت پر نظر کر کے جھک جانے اور
 سر رکھ دینے کی نصیحت کرتا ہے تو اعراض کرتے ہیں، حالانکہ وہ
 انسان جسے حیوانات سے بلند مرتبہ پر رکھا گیا ہے، اور جسے حیوانات
 سے زیادہ ایک خاص نعمت یعنی عقل دی گئی ہے، اس کی زندگی
 کا اگر کوئی طرے سے بڑا اور اہم سے اہم ترس فرض ہے تو صرف
 یہی کہ وہ اپنے خالق سے صحیح تعلق پیدا کرے، اپنی بندگی کا
 احساس کرے اس کی عبادت کرے، اس کی تسبیح و تقدیس کرے

جس کی ایک نگہ اور باصناہت صورت نماز میں
اور زبان اخرا بعض آئینوں سے اپنی بندگی اور
خدا کی کبریائی و جبروت و جلال کا اقرار ہوتا ہے،

(۵۰) قِبَايِ حُدُثِ نَيْفِ بَعْدَ كَيْفِ مَوْتِ

تو اس (قرآن) کے بعد پھر وہ کس بات کو مانینگے

وہ قرآن جو انسان کی زندگی کے کاموں کی جزا و سزا قرار دیتا ہے

واقع ہونے پر، اس قسم کی مضبوط اور معقول دلیلیں پیش کرتا ہے

وہ قرآن جو انسان کو اس کی زندگی کا صحیح مقصد، اور اس کی کامیابی

اور ابدی فلاح کا صحیح راستہ دلیل اور حجت کے ساتھ پیش کرتا ہے

اور خلاصہ یہ کہ قرآن جو نہایت عمدہ خیالات، عمدہ اخلاق، عمدہ

اصول تمدن و معاشرت کی نہایت معقول اور مدلل ہدایہ پیش کرتا ہے

دیتا ہے یہ لوگ اگر اس کو نہیں مانتے تو اس کے بعد پھر اور کوئی

عمدہ اور معقول کتاب ہو سکتی ہے، جسے وہ مانینگے،

مَا كُنَّا نَدْعُوهُ





